صحیفۂ ہمام بن منبہ

مرتبہ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ

اسلامک پبلکیشنز سوسائٹی حیدرآباد "شادی خانہ" کاچیگوڑہ حیدرآباد دکن

IDARA ISLAMIAT

Marfat.com

مطبوعات اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی (حیدرآباد دکن)

۱۔ ظہور نور (نیا میلاد نامہ) ۱۲ر

از پروفیسر سید مناظر احسن صاحب گیلانی
(وظیفہ یاب صدر شعبہ دینیات، عثمانیہ یونیورسٹی)

۲۔ صحیفہ ہمام بن منبہ .... ۳ روپیے آٹھ آنہ

از ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مولوی فاضل ایم۔ اے ایل ایل بی (عثمانیہ) ڈی فل (بون جرمنی) ڈی لٹ (فرانس)

۳۔ اورنٹیل اینڈ اسلامک اسٹڈیز ان دی ورلڈ یونیورسٹیز .... ۲ روپیے آٹھ آنے

از ڈاکٹر محمد یوسف الدین ایم۔ اے، پی ایچ۔ ڈی (ریڈر عثمانیہ یونیورسٹی)

۴۔ اسلامی دنیا کے معاشی حالات

از شرف الدین بی۔ اے (عثمانیہ)

۵۔ موطا امام مالک کا عربی متن کیساتھ انگریزی ترجمہ مع شرح (زیر طبع)

از پروفیسر محمد رحیم الدین، ایم۔ اے، (وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ کالج ورنگل)

ملنے کے پتے

(۱) اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی شادی خانہ، کاچی گوڑہ۔ حیدرآباد دکن

(۲) الہدیٰ بک ایجنسی معظم بلڈنگ، نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن

(۳) مکتبہ نشاۃ ثانیہ۔ معظم جاہی مارکٹ۔ حیدرآباد دکن

(۴) ایم۔ ایچ فضلی ایم۔ اے A/۲ سی پاکستان بینا منزل۔ لارنس روڈ نشتر مارکٹ کراچی (مغربی پاکستان)

(۵) مکتبہ چراغ راہ (لاہور) پاکستان

(مطبع ابراہیمیہ حیدرآباد)

Marfat.com

سلسلۂ مطبوعات اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی حیدرآباد دکن ۲

تدوینِ حدیث کی ایک قدیم ترین کوشش

یعنی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنے شاگرد ابو عقبہ ہمام بن مُنَبِّہ
ابن کامل بن شیخ الیمانی الصنعانی الانباوی کے لئے مرتب کیا ہوا

"الصَّحِیفَةُ الصَّحِیحَة"

(موسوم بہ)

صحیفۂ ہمام بن مُنَبِّہ

جو ۵۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے اور جسے
ایک دیباچے اور حواشی کے ساتھ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ

نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی

۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء
طبع چہارم بعد نظرثانی
(زیر اہتمام)
مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد دکن

IDARA ISLAMIAT BOOKSEL...

Marfat.com

مجلس مشاورت اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی، حیدرآباد دکن

۱۔ پروفیسر محمد رحیم الدین ______ صدر
وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ کالج ورنگل ومبر اکسپرٹ کمیٹی شعبۂ مذہب و ثقافت عثمانیہ یونیورسٹی

۲۔ مولانا سید محمد بادشاہ حسینی قادری ______ رکن
معتمد صدر مجلس علماء دکن، سابق میر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی

۳۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی ______ رکن
وظیفہ یاب صدر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی

۴۔ فضل العلماء ڈاکٹر محمد عبد الحق ایم اے، ڈی فل (آکسن) ______ رکن
سابق صدر شعبۂ عربی مدراس یونیورسٹی۔ ممبر پبلک سروس کمیشن۔ حکومت مدراس

۵۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مولوی فاضل، ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ڈی فل (جرمنی) ڈی لٹ (فرانس)۔ رکن
سابق پروفیسر شعبۂ دینیات کلیہ فنون و پروفیسر انٹرنیشنل لا، کلیہ قانون، عثمانیہ یونیورسٹی

۶۔ ڈاکٹر محمد عبد المعید خاں ایم اے، پی ایچ۔ ڈی (کنٹب) ڈی لٹ (قاہرہ) ______ رکن
پروفیسر عربی، عثمانیہ یونیورسٹی۔

۷۔ مولانا الحاج محمد موسیٰ میاں، جوہانسبرگ، ٹرانسوال رکن

۸۔ مولوی سید عبد الرزاق قادری جعفر ایم اے رکن
لکچرار شعبۂ مذہب و ثقافت، حال وارڈن عثمانیہ یونیورسٹی ہاسٹلز

۹۔ ڈاکٹر محمد یوسف الدین، ایم اے، پی ایچ۔ ڈی معتمد
ریڈر شعبۂ مذہب و ثقافت۔ عثمانیہ یونیورسٹی۔

Marfat.com

فہرست مضامین

شمارہ	عنوان	صفحہ
(۱)	حرف آغاز از پرنسپل محمد حسام الدین	۱-۸
(۲)	پیش لفظ (طبع چہارم)	۹
(۳)	پیش لفظ طبع سوم	۱۰
(۴)	دیباچہ: حدیث نبوی کی تدوین و حفاظت	۱۱-۷۷
	۱۔ تمہید	۱۱-۱۲
	۲۔ امی عرب	۱۲-۱۳
	۳۔ عہد اسلام میں عربوں کی تیز گام علمی ترقی	۱۳-۱۵
	(۱) پیغمبر اسلام کی تعلیمی سیاست	۱۶-۲۲
	۱۔ لکھنے پڑھنے کی عام ترویج کا انتظام	۱۸-۲۱
	صفہ کی درس گاہ	۱۸
	دار القراء۔ ایک اقامتی درسگاہ	۱۸
	۲ تعلیم بالغان کا انتظام	۱۹
	معاذ ابن جبلؓ۔ ناظر تعلیمات یمن و حضرموت	۲۰
	۳ تعلیم نسواں کا انتظام	۲۰-۲۱
	ام المومنین حضرت عائشہؓ	۲۰
	ام المومنین حضرت حفصہؓ	۲۰
	حضرت شفا بنت عبداللہ وغیرہا	۲۰-۲۱
	۴۔ دربار نبوی کے کاتب	۲۱-۲۲
	۵۔ سرکاری مہر	۲۲
	(۲) تدوین حدیث	۲۲-۷۷
	(ا) عہد نبوی میں سرکاری طور پر لکھی ہوئی حدیثیں	۲۴-۳۶
	۱۔ (الف) تحریری دستور شہری مملکت مدینہ	۲۴-۲۵
	(ب) مردم شماری کے ریکارڈ	۲۵
	(ج) سلاطین کے فرامین مبارک قیصر و کسریٰ مقوقس نجاشی وغیرہ کے نام	۲۶
	مکتوب نبوی بنام نجاشی کا عکس	۲۶/۱
	مکتوب نبوی بنام مقوقس کا عکس	۲۸/۱
	یہودیوں کے نام مراسلے	۲۸
	حضرت زید بن ثابتؓ کاتب رسول اللہ	۲۸
	(د) گورنروں و عاملوں کے نام احکامات اور تحصیلداروں وغیرہ کو تحریری ہدایتیں	۲۸
	مویشیوں کی زکات، زراعت اور معدنیات کے محصول کی شرحیں تحریری شکل میں	۲۸
	(و) عہد نبوی میں ترجمہ قرآن مجید	۲۹
	۲۔ کتابت کی بعض اتفاقی صورتیں	۳۰-۳۱
	رسول اللہ کے حکم سے ایک یمنی ابو شاہ نامی کو خطبہ تحریری شکل میں لکھ کر دیا جاتا	۳۰
	۳۔ عہد نبوی میں اہتمام کے ساتھ حدیث کی تدوین	۳۱
	(الف) ایک انصاری کو احادیث لکھنے کی اجازت	۳۱
	(ب) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو احادیث لکھنے کی اجازت	۳۲
	الصحیفۃ الصادقۃ	۳۲-۳۳
	(ج) حضرت ابو رافع مصری کو احادیث لکھنے کی اجازت	۳۴
	(د) حضرت انسؓ کا مجموعہ احادیث	۳۴-۳۵
	(۵) حضرت عمرو بن حزم کی تالیف	۳۵-۳۶
	(ب) عہد صحابہ میں عام تدوین حدیث	۳۶-۵۵
	(الف) حضرت جابر بن عبداللہؓ	۳۶

Marfat.com

شمارہ	عنوان	صفحہ
	صحیفہ جابر بن عبداللہ رض	۳۶
	(ب) ام المومنین حضرت عائشہ رض	۳۶-۳۸
	عروہ بن زبیر رض کا حضرت عائشہ کی احادیث کو لکھنا	۳۶
	عمرہ بنت عبدالرحمن اور قاسم بن محمد کے ذخیرہ احادیث کا خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے قلمبند کیا جانا	۳۷
	خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے احادیث کے ذخیرہ کی تصحیح کیا جانا	حاشیہ ۳۷ تا ۳۸
	امام زہری کی کتابت حدیث	حاشیہ ۳۷
	(ج) حضرت ابوبکر صدیق رض	۳۸-۳۹
	حضرت ابوبکر کا ذخیرہ احادیث	۳۸-۳۹
	(د) حضرت عمر فاروق رض	۳۹-۴۰
	(ہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۴۰-۴۳
	صحیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۴۰-۴۳
	(ہ) حضرت عبداللہ بن اوفی رض	۴۳-۴۴
	(و) حضرت سمرہ بن جندب رض	۴۴
	رسالہ سمرہ بن جندب رض	۴۴
	(ز) حضرت سعد بن عبادہ انصاری رض	۴۴-۴۵
	صحیفہ سعد بن عبادہ رض	۴۴-۴۵
	(ح) حضرت عبداللہ بن عمر رض	۴۴
	(ط) حضرت عبداللہ بن عباس رض	۴۵-۴۶
	حضرت عبداللہ بن عباس کی تالیفیں	۴۵-۴۶
	بعض دیگر صحابہ کی تالیفیں	۴۶-۴۷
	(ی) حضرت عبداللہ بن مسعود رض	۴۶
	(ی) تالیف حضرت سعد بن ربیع رض	۴۶

شمارہ	عنوان	صفحہ
	(ک) حضرت مغیرہ بن شعبہ رض	۴۷
	حضرت معاویہ رض	۴۷
	(ل) حضرت ابوبکرہ رض	۴۷
	(م) حضرت ابوہریرہ رض	۴۷-۵۵
	مسند ابی ھریرۃ	۵۰-۵۱
	الصحیفۃ الصحیحۃ	۵۱-۵۵
	ھمام بن منبہ	۵۳
	۱۔ صحیفہ ہمام کا تحفظ	۵۵
	معمر بن راشد الیمانی	حاشیہ ۵۵
	جامع معمر بن راشد	حاشیہ ۵۵
	عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی الیمانی	حاشیہ ۵۶
	مصنف عبدالرزاق	حاشیہ ۵۶
	۲۔ اسناد	۶۶-۶۹
	۳۔ مخطوطوں کی کیفیت	۶۹-۷۲
	(۱) مخطوطہ برلین	۶۹-۷۰
	(۲) مخطوطہ دمشق	۷۱-۷۲
	مخطوطہ دمشق کے آخری صفحہ کا فوٹو	۷۲/۲
	حدیث لکھنے کی ممانعت یا کراہیت اور اس کی تحقیق	۷۳-۷۷
	صحیفہ ہمام بن منبہ	۷۹-۱۳۷
	عربی متن مع اردو ترجمہ	
	اختلاف الروایات	۱۳۲
	۱۔ مخطوطہ دمشق کی سماعتیں	۱۴۳
	۲۔ مخطوطہ برلین کی سماعتیں	

صحیفہ ہمام بن منبہ — اردو حصہ مطبوعہ مطبع ابراہیمیہ حیدرآباد دکن
عربی حصہ " کوآپریٹو پریس لمیٹڈ "

Marfat.com

عبد العظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں اور جو مفروضے باندھے جا رہے ہیں وہ دورِ جدید کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ ہمارے بعض بھائی اس سوءِ فہمی میں مبتلا ہیں کہ ریسرچ کے آغاز نے بھی ان ہی کے ساتھ اس صدی میں جنم لیا ہے اور دریافت و تحقیق کے جو طریقے علمائے سلف نے اختیار کیے تھے اور جن پر عمل آوری کے دوران میں انہوں نے اپنی عمریں یا کم از کم سال ہا سال گزار دیے وہ حقیقی ریسرچ نہیں ہے۔

یہ صحیح ہے کہ قدماء کی تحقیق کا نام ریسرچ نہ تھا لیکن دریافت و تحقیق کا جو مکمل طریقہ انہوں نے اختیار کیا تھا وہ برائے نام ریسرچ سے بہت بالاتر و افضل تر تھا اور اس زمانے کے عام حالات کے مدنظر جو کام ہوا اس کا موجودہ زمانہ کی سہولتوں سے مقابلہ کیا جائے تو وہ یقیناً حیرتناک بھی تھا۔

اگر بعض یونیورسٹیوں کا موجودہ ریسرچ زیادہ تر یہی ہو کہ مختلف کتابوں سے مواد جمع کیا جا کر ایک جدید تالیف تیار کر لی جائے تو ایسا ریسرچ نہ کیا جانا ہی بہتر ہے۔ جب تک کھرے اور کھوٹے میں تمیز، بیان کرنے والے کی علمی حیثیت اور اس کا اخلاقی معیار دریافت نہ ہو، حوالہ کا حوالہ، ماخذ کا ماخذ، سرچشمہ کا سرچشمہ معلوم نہ کیا جائے اور سلسلہ بہ سلسلہ معیار کے برقرار رکھے جانے کا اطمینان نہ کر لیا جائے تو جو مواد جمع ہو گا وہ بڑی حد تک ناقابلِ اعتبار ہی ہو گا۔ واقعہ یہ ہے کہ مقابلہ و تطبیق، نتائج کا اخذ کرنا اور جدید حالات کی دریافت عمل میں لانا وغیرہ ریسرچ کے اصلی مقاصد ہیں لیکن جب ذاتی غرض یا قومی پروپیگنڈہ، شخصی مذہب یا کسی نہ کسی "ازم" کا پرچار پیشِ نظر رہے یا خود نمائی یا حصولِ زر مقصود کار ہو تو ایسی

Marfat.com

تالیف کو تحقیق کا نام دینا، اصلاً علم کی تحقیر کرنا ہے۔

میں اپنے فاضل بھائیوں کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اولاً اغیار اسلام کو صریحاً غلط طور پر پیش کر کے اس کی بدنامی کے درپے ہوئے اور اب جب صحیح حالات کا انکشاف ہوتا جا رہا ہے تو بیرونی وار کے بجائے اندرونی طور پر افتراق کی صورتیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ اولاً قرآن مجید کو انسانی تحریر بتلانے کی کوشش کی گئی اور اس کے مضامین کا غلط طور پر ترجمہ کیا گیا، اس کے برخلاف غلط تصریحات کئے گئے لیکن اس کے باوجود جب حقیقت ظاہر ہونے لگی کہ جس صحیفہ کا ایک حرف آج تک نہیں بدلا اور جو احکام و مضامین کے اعتبار سے آج کل کے ترقی یافتہ قوانین سے بھی ہر طرح بالاتر ہے تو اب حدیث کی جانب توجہ منعطف ہونے لگی اور اس کے مضامین کے غلط ہونے اور اس میں تحریفات وغیرہ ہونے کا ادعا آغاز کیا گیا تاکہ ایک محاذ پر مایوسی کے بعد دوسرا محاذ کھولا جائے اور فی الجملہ مذہب اسلام کو مطعون کرنے کی سعی کی جائے۔ افسوس اس کا ہے کہ اس پروپگنڈے کا شکار اور ایسے الزامات کے تراشنے میں ہمارے ہی بعض حضرات پیش پیش ہیں۔

اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ اگر ملک کے ذی فہم اور قابل افراد بخاری، مسلم، موطا وغیرہ پر نکتہ چینی کرنے کے بجائے اپنے وقت کو اس کوشش میں صرف کریں کہ قرآنی احکامات اور جو صحیح حدیثیں ہیں ان سے موزوں حدیثیں اخذ کر کے مسائل حاضرہ کا حل دریافت کریں تو ایسے مساعی یقیناً سب کے لئے فائدہ مند اور خود ان کے لئے موجب برکت ہوں گے اور اس سے ملت کی خدمت ہوگی، دنیا کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ قرآن و حدیث کو اس زمانے کے اعتبار سے بھی کتنا بلند مقام حاصل ہے۔

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو قیاس آرائیاں حالیہ دور میں ہو رہی ہیں وہ زیادہ تر مغربیت کی شان لی ہوئی ہیں۔ مغربیت کا کارنامہ اس صدی میں تعمیری کم اور تخریبی زیادہ رہا ہے، علم کا استعمال انسان سازی کے لئے ہونا چاہئے تھا لیکن اس کا رخ انسانیت سوزی کی جانب پھیر دیا گیا ہے۔ اچھی سے اچھی طاقتوں کو، فطرت کی توانائیوں کو، قدرت کے رازوں کو جو تھوڑا بہت سمجھا گیا ہے تو انسانی دماغ اولاً ان سے بربادی کے سامان پیدا کرنے کی طرف رجوع ہے۔ قدرت کی ایک معمولی شئے ایٹم (جوہر یا سالمہ) ہے ہزارہا سال بعد انسان کو معلوم ہوا کہ اس کم ترین جزو مادہ میں عظیم تر توانائی بھی موجود ہے۔ اور فوراً

ہی اس کو خود اپنی تباہی کا ذریعہ بنالیا۔ یہ ہے ریسرچ کی ستم ظریفی! ایسے ریسرچ سے تو جہالت بہتر ہے
انسانی وجود کے لئے توازن ضروری ہے جہاں محض مادی ترقی ہو تو وہ زیادہ تر
مضر اثرات ہی کی حامل ہوگی، اور انسانی دماغ کو پستی کی جانب رجوع کرے گی۔ اگر انسان
اس کا انتظام نہ کرے کہ مادہ کے ساتھ ساتھ روحانی ارتقا بھی ہو تو انسانی ذہن کی پرورش
یک طرفہ ہوگی اور جب کوئی چیز یک طرفہ ترقی پاتی ہے تو دماغی توازن برقرار نہیں رہے گا اور
آخر کار مجنونانہ افعال سرزد ہونے لگیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کے حقیقی سائنس داں اور محقق مثلاً البرٹ آئنسٹائن اور
برٹرنڈرسل وغیرہ بار بار توجہ دلا رہے ہیں کہ مادہ کی ترقی جو ہونی تھی ہوگئی اب اس کے ساتھ ساتھ
بلکہ اس سے زیادہ حقیقی انسانیت و اخلاق کی تعلیم و تربیت ہونی چاہیئے ورنہ بربادی لازم آجائیگی
کسی بڑی چیز کا حاصل ہو جانا فیض خداوندی کا نتیجہ ہے لیکن اس کا سمجھنا اس کے
حقایق کا دریافت کرنا، اس کی تفصیلات اور اطلاقات سے مطلع ہونا اور عمل آوری کے
طریقے معلوم کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ قدرت الٰہی پر ایمان لانا، علم کے ساتھ عمل، عمل کے
لئے اس کے طریقے، موقع اور محل کی مناسبت سے علم کا اطلاق، یہ وہ ضروریات ہیں
جن کے بغیر زندگی کا حقیقی مقام متعین نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن مجید صحیفہ ربانی ہے جو تمام انسانوں اور ہر زمانہ کے لئے نازل فرمایا گیا ہے
یہ ایک عام قانون ہے جو دوامی طور پر نافذ ہے لیکن ہر عام قانون کے خاص قواعد ہوتے
ہیں۔ مجمل احکام کے نفاذ کے لئے خصوصی اشکال کا تعین کرنا لازمات سے ہے۔ یہ کہنا بیجا
نہ ہوگا کہ موجودہ حالت میں کسی سابقہ پیغمبر کا صحیفہ اصلاً موجود نہیں ہے۔ جو بھی باقیات ہیں وہ
محض قواعد یا تشریحات کی نوعیت رکھتی ہیں، ایسا ہونا ضروری بھی تھا کہ ایک صحیفہ ربانی
یعنی قرآن مجید کے نازل ہوتے ہوئے سابقہ صحیفوں کا اصلاً برقرار رکھا جانا خلاف مصلحت تھا
ساتھ ہی ساتھ اس آخری مختتم اور مکمل صحیفہ ربانی کی تشریح اور اس کے قواعد کی
تدوین بھی لازمی تھی ورنہ ہر شخص اپنی استعداد اور ہر زمانہ اپنے رنگ کے لحاظ سے ایسا
عمل کرتا جس سے یک جہتی مفقود اور دنیا کا صحیح طور پر ارتقا رہنا محال ہو جاتا، اسی وجہ سے
قرآنی احکام کی توضیح و تشریح لازم آئی۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے وہی عظیم ہستی موزوں ہو سکتی
تھی جس کو خود خداوند تعالیٰ نے نزول قرآن کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

Marfat.com

کتنی عجیب بات ہے کہ قرآن پہونچانے والے کے ہر قرآنی لفظ کو تو من وعن تسلیم کر لیا جاتا ہے اور یہی ایمان کا تقاضا ہے لیکن وہ جو اپنے آپ کو "اہل قرآن" بتلاتے ہیں اسی پہونچانے والے کی تشریح و توضیح کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ایسا گریز یا تو اس وجہ سے ہوگا کہ معاذ اللہ اس عظیم تر ہستی پر اطمینان نہیں، یا یہ کہ جیسا عام طور پر کہا جاتا ہے یہ احتمال ہے کہ جو تشریح اس بزرگ ہستی نے فرمائی وہ ہم تک حقیقتاً من وعن نہیں پہونچی۔ لیکن ایسی بے اطمینانی کا کوئی معقول سبب بھی ہونا چاہیئے۔ ذیل میں چند وجوہ بتلائے جاتے ہیں جو موجودہ زمانہ کے محققین عموماً پیش کرتے ہیں۔

(۱) اولاً یہ کہ جن بزرگوں نے حدیث کی تدوین فرمائی وہ ریسیرچ کے اصول سے واقف نہ تھے اس مفروضہ پر آجکل کے چند اشخاص جو قرآن اور عربی علوم سے عام طور پر اور علم حدیث سے خاص طور پر کما حقہ واقف نہیں ہیں یہ تجویز کر رہے ہیں کہ حدیث کی تحقیق ازسرنو جدید طریقوں پر کی جانی چاہیئے۔

جدید طریقے کیا ہیں اور قدیم طریقے کیا تھے؟ قدیم طریقے کس طرح ناقص تھے اور جدید تجاویز کس حیثیت سے بہتر ثابت ہوں گے اولاً ان کی صراحت ہوجائے تو مناسب ہے تاکہ کوئی صحیح اندازہ کیا جا سکے۔ مناسب ہوگا کہ وہ تفصیل سے ظاہر کریں کہ

(۱) سابق میں علمائے تدوین حدیث کے جن طریقوں پر شدت سے کاربند رہے وہ کیا تھے؟

(۲) قدیم طریقوں میں کیا خامیاں ہیں؟

(۳) موجودہ طریقہ کار کیا ہوگا؟

مجھے یقین ہے کہ اگر یہ اصحاب صرف (۱) ہی کی تحقیق کرلیں اور علم رجال وغیرہ کی تفصیلات سے کما حقہ، واقف ہوجائیں تو خود ان پر واضح ہوجائے گا کہ تحقیق کتنی مکمل تھی۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ ہے کہ چونکہ حدیث کی تحریر و تدوین خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوئی اس وجہ سے اس کی نسبت وثوق نہیں۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دوسری تیسری صدی ہجری میں تدوین حدیث کے کام کا آغاز ہوا لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ حدیث نبوی کا اکثر و بیشتر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں لکھ لیا گیا تھا بلکہ ایک حد تک اس کی تدوین بھی ہو چکی تھی۔

اسی اصول کے تحت خلفائے راشدین نے بھی اس خصوص میں گراں مایہ کام انجام دیا تھا گو چند وجوہ کی بناء پر انہوں نے اپنے مساعی کو ملتوی کر دیا تھا۔ ایک اہم وجہ ان کے اس طرح عمل کی یہ تھی کہ قرآن کریم کے تحفظ و کتابت کا کام چونکہ ابھی ابھی مکمل ہوا تھا، اسی حالت میں احتمال تھا کہ لوگ غلط مبحث کریں اور کوئی نامناسب پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں۔

بہرحال صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجتمعاً اور متفرقاً دونوں طریقوں سے حدیث کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ سے بعض حدیثوں کو صحابہ کا ایک بہت بڑا گروہ اخذ کرتا تھا چنانچہ اکثر عملی حدیثیں جن میں نماز، زکوٰۃ، حج، وراثت، وغیرہ کے احکام کی تشریح کی گئی ہے اسی قسم کی ہیں۔ قرآن مجید کے مطلب کو رسول اللہ کبھی صرف قول سے، کبھی صرف فعل سے اور کبھی ایک ساتھ قول و فعل دونوں کے ذریعہ سے بیان فرمایا کرتے تھے مثلاً آپ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا:

صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُونِی أُصَلِّی .... اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔

آپ نے حج ادا کیا اور فرمایا:

خُذُوا عَنِّی مَنَاسِکَکُمْ .... مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھو۔

اس لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت قرآن کے شارح کی ہے آپ قرآن مجید کی مجمل آیتوں کی تشریح کرتے تھے اور اس کی مشکل آیتوں کی تفسیر کرتے تھے اور اس حیثیت سے حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے مفہوم پر قرآن مجید نے اجمال سے یا تفصیل سے دلالت نہ کی ہو البتہ اس دلالت کے مختلف طریقے ہیں:۔

(۱) عام صورت یہ ہے کہ قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو واجب التعمیل قرار دیا ہے مثلاً:

مَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (ج ۲۸ سورہ حشر ع) — جو کچھ رسول نے تمہیں دیا ہے اسے لے لو اور جس بات سے تمہیں منع کیا تم اس سے باز رہو۔

نیز:۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي (ج ۳ آل عمران ع) — کہدیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو

نیز:۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللَّهَ — مسلمانو! اللہ کی اطاعت کرو۔

Marfat.com

واطیعوا الرسول (ج ۵ سورہ نساء ع) اور رسول کی اطاعت کرو۔

اور سب سے بڑھ کر شمع رسالت کے جگمگاتے نور (سراجاً منیراً) سے فیضیاب ہونے کے لئے صرف یہی ایک ہدایت کافی ہے کہ:۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (ج ۲۱ الاحزاب ع ۳) تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے

قرآن مجید میں اس قسم کی آیتیں دو چار نہیں بلکہ بہ کثرت ہیں۔

(۲) ایک اور صورت یہ ہے کہ احادیث میں نماز، روزہ، حج، زکات، وراثت، دیت، معاشی اور معاشرتی امور وغیرہ کے عملی قواعد ہیں جو قرآن مجید ہی کے احکام کی تشریح میں مدون ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ عہد رسالت کے فرامین مبارک اور سرکاری مراسلے جو محاصل زکات وغیرہ سے متعلق ہیں نیز وہ دعوت نامے جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حکمرانوں یا قبائل کے سرداروں کے نام روانہ فرمائے تھے وہ سب کے سب احادیث اور سیرۃ کی کتابوں اور تاریخوں میں محفوظ ہیں، منجملہ ان کے دو دعوت ناموں کے فوٹو خود اس کتاب کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں مزید دعوت ناموں کے عکس بھی دیئے جائیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے احادیث کا ایک کتابچہ مرتب کیا تھا، اسی طرح عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے "الصحیفۃ الصادقۃ" کو ترتیب دیا تھا، صحیفہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ فرامین رسالت، قیمتی دستاویزات کا مجموعہ ہیں جو ہمارے تاریخی ریکارڈ ہیں۔ اس سے انکار ناممکن ہے کہ اس طرح حفظ حدیث اور یادداشت کے تحفظ کا سلسلہ اور تدوین حدیث کا آغاز، عہد رسالت ہی میں ہو چکا تھا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا درجہ حدیث کے تعلق سے ایک بلند ترین درجہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں وہ سب سے زیادہ حافظ الحدیث تھے، انھوں نے نہ صرف حدیث کو مرتب کیا اور اسے تحریر میں لاکر محفوظ رکھا بلکہ مختلف اجزا ر کا اپنے خاص شاگردوں کو املا بھی کرادیا، چنانچہ آپ نے اپنے شاگرد ابو عقبہ ہمام بن منبہ کے لئے ایسا ہی ایک مجموعہ "الصحیفۃ الصحیحۃ" مرتب کیا تھا۔

خوش قسمتی سے یہ مجموعہ من وعن محفوظ رہا اور اسی کی اشاعت زیر نظر کتاب ہے جس کی

Marfat.com

ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مولوی فاضل، ایم۔اے، ایل ایل۔بی، ڈی فل، ڈی لٹ نے ایڈٹ کیا اور اس کے ساتھ ہی دیباچہ میں تاریخ وتدوین حدیث سے متعلق بیش بہا تفصیلات بھی بیان کردی ہیں۔

صحیفۂ ہمام بن منبہ یا ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی عالمانہ بین الاقوامی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں، اتنا سا اشارہ کافی ہے کہ اس قدیم ترین، انمول اور نایاب کتاب کی اشاعت نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ یہ جو عام خیال ہے کہ بروقت تدوین حدیث کا عمل نہیں ہوا سراسر غلط ہے، معلوم نہیں مستقبل میں ایسے ہی پوشیدہ ذخائر ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے پرخلوص علماء کی تحقیق سے کتنے اور برآمد ہوں۔ اس وقت یہ ایک مستند اشاعت اس ادعا کو غلط ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ پہلی، دوسری اور تیسری صدی تک تدوین حدیث کا کام انجام ہی نہیں پایا تھا۔

ابھی حال میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے یہ خوش خبری سنائی ہے کہ انقرہ یونیورسٹی ترکی نیز استنبول کے ایک کتب خانہ میں ہمام بن منبہ کے شاگرد رشید معمر بن راشد کی "جامع" کے مخطوطے بھی دستیاب ہوئے ہیں اور بعض اہل علم نے اس کو ایڈٹ کرنا شروع کر دیا ہے۔

معمر بن راشد کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل کے جلیل القدر استاد عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی الیمانی (۱۲۶-۲۱۱ھ) کی تالیف مصنف کو استنبول ترکی، یمن، حجاز، ہند اور سندھ کے مخطوطوں کی مدد سے خود ہماری مجلس مشاورت کے قابل معتمد ڈاکٹر محمد یوسف الدین ایڈٹ کر رہے ہیں۔ مصنف عبدالرزاق، عہد رسالت اور عہد راشدہ کے آثار پر ایک طرف قدیم ترین کتاب ہے، تو دوسری طرف مسند احمد بن حنبل، بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثوں کا سرچشمہ بھی ہے۔

اس کے علاوہ دوسری اور تیسری صدی ہجری کی بہت سی ایسی حدیث کی کتابیں ہیں مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند حمیدی وغیرہ جو اب تک منظر عام پر نہیں آئی ہیں۔ ابن ابی شیبہ عبدالرزاق بن ہمام کے قریبی زمانہ کے ایک بلند پایہ محدث گزرے ہیں اور ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسی الحمیدی، امام بخاری کے اساتذہ میں سے ایک نامور استاد تھے۔ ایسے نایاب و نادر قدیم بیش بہا حدیث کے ذخیرے حیدرآباد وغیرہ کے مختلف کتب خانوں میں قلمی مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔

اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی کے پیش نظر یہ امر ہے کہ یکے بعد دیگرے ان انمول ذخیرہ احادیث کی طباعت کا انتظام کرے، پھر صرف حدیث ہی نہیں بلکہ سوسائٹی کی کوشش ہے کہ حدیث کے علاوہ علوم اسلامیہ کے بیش بہا خزانوں، قدیم تفسیر کی کتابوں، اسلامی قانون

Marfat.com

اسلامی فلسفہ اور تاریخ اسلام وجغرافیہ وغیرہ کی قدیم نایاب کتابوں کو ایڈٹ کرائے اور ممکن ہو تو ساتھ ہی ساتھ ان کے ترجمے اور خلاصے بھی شایع کرے، اسی سلسلہ میں امام مالکؒ کی بے مثل کتاب "الموطّا" کا عربی متن کے ساتھ انگریزی زبان میں ترجمہ اور شرح بحمد للہ مکمل ہو چکے ہیں۔ امام مالکؓ دیار نبیؐ کے برگزیدہ محدث اور فقہ کے امام گزرے ہیں اور یوں موطا کا حدیث اور فقہ (اسلامی قانون) کی قدیم ترین کتابوں میں شمار ہوتا ہے جو ایک ساتھ حدیث بھی ہے اور فقہ بھی ہے۔

ملت اسلامیہ کے علمی تعاون اور سرپرستی میں انشاء اللہ ہم ان کتابوں کی اشاعت کے سلسلہ کو ممکنہ تیزی سے آگے بڑھائیں گے۔

صحیفۂ ہمام بن منبہ کی اشاعت کے سلسلہ میں مولوی محمد حبیب اللہ صاحب بی۔ اے نائب ناظم بندوبست حیدرآباد کا خاص طور پر سوسائٹی کی جانب سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ ہندی مسلمانوں میں سب سے پہلے صاحب موصوف ہی نے ابتداءً اس کے اردو ترجمہ کی جانب توجہ کی۔ عربی حصے کی طباعت کے سلسلہ میں السید حبیب عبداللہ الیمانی صدر مصحح دائرۃ المعارف عثمانیہ یونیورسٹی اور ڈاکٹر محمد یوسف الدین کا شکریہ ضروری ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے عربی اور اردو حصہ کی طباعت اور تصحیح کے علاوہ صحیفۂ ہمام کی حدیثوں کا بخاری اور مسلم سے تخریج احادیث کا کام بھی انجام دیا ہے۔ غرض من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے تحت سوسائٹی ان سب کی بھی ممنون ہے جنھوں نے اس کی طباعت میں ہاتھ بٹایا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

شب معراج
۲۷ رجب ۱۳۷۴ھ

محمد رحیم الدین
صدر اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی
حیدرآباد دکن

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ طبع چہارم

گذشتہ طباعت کے سارے نسخے ختم ہوجانے اور مانگ برابر جاری رہنے سے یہ نئی اشاعت عمل میں لائی جارہی ہے۔ آدمی اپنی تلاش سے زیادہ دیگر اور فاضل تر اہل علم کی تنقید سے بہت کچھ سیکھتا ہے، لیکن سابقہ اشاعت کی چند ہی تنقیدیں مولف تک پہنچی ہیں، جو یوں بھی بعض دیگر علمی کاموں میں مشغولیت کے باعث، زیر اشاعت کتاب کے موضوع پر خصوصی تلاش کا کوئی وقت نہ پاسکا۔ گذشتہ اشاعت کے آخر میں "بازیاد" کے طور پر جو اشارے کئے گئے تھے، وہ اب دیباچہ کے متن میں سموئے گئے ہیں، جزئی تصحیحیں اور اضافے عمل میں لائے گئے ہیں، بعض ایسی چیزیں بھی حذف کردی گئیں جو بے محل تھیں۔

اپنے اساتذہ کا شکر گذار اور اپنے احباب کا ممنون،

ناچیز

پاریس

صفر المظفر ۱۳۷۵ھ

محمد حمید اللہ

Marfat.com

پیش لفظ طبع ثالث

۱۹۳۳ء میں برلن میں مجھے زیر اشاعت عربی کتاب کا ایک ناقص مخطوطہ ملا تھا، جس میں دو جگہ ایک ایک ورق ضائع ہو گیا ہے۔ میں نے اسے وہیں اپنے لئے نقل کیا اور تلاش رہی کہ اس نادرِ روزگار کتاب کا کوئی اور نسخہ مل جائے تو تکمیل بھی ہو اور اشاعت کی طرف توجہ بھی کی جائے۔ پورے بیس سال بعد اللہ نے یہ آرزو پوری کی۔ ولہ الحمد والمنۃ۔

دمشق کی عربی اکاڈمی نے اپنے موقر ماہی رسالے "مجلۃ المجمع العلمی العربی" ۱۹۵۳ء/۱۳۷۲ھ کے چاروں نمبروں میں اولاً اسے بالاقساط طبع کیا، پھر اسے بعض اصلاحوں کے ساتھ الگ کتابی صورت میں بھی شائع کیا۔ عربی میں ہونے کے باوجود ہندی و پاکستانی مسلمانوں میں اس نے اتنی مقبولیت حاصل کی کہ میرے بڑے اور محترم بھائی مولانا محمد حبیب اللہ صاحب نے شدید مصروفیتوں اور علالت کے باوجود اس کا ترجمہ فرمایا اور ہوائی ڈاک سے میری نظر ثانی کے لئے بھیجتے ہوئے اردو ایڈیشن کی خواہش کی۔ اس اثناء میں میرے پاس کچھ اور مواد بھی جمع ہو گیا اور ادھر عربی ایڈیشن بھی ختم ہو گیا۔

ان حالات میں مناسب معلوم ہوا کہ اصل عربی کتاب کا ایک نیا ایڈیشن شائع کیا جائے اور دیباچے کو عصری بنایا جائے۔ چنانچہ ایک تو اصل صحیفۂ ہمام شائع کیا جا رہا ہے، دوسرے نہ صرف اس کا بلکہ سابقہ عربی دیباچے کا بھی (ضروری اصلاح و ترمیم کے بعد) اردو ترجمہ جو برادر محترم نے کیا ہے شامل کیا جا رہا ہے۔ یہ دیباچہ بتائے گا کہ حدیث نبوی کی تاریخ میں صحیفۂ ہمام کو کیا درجہ اور کیا اہمیت حاصل ہے۔

میں بہتوں کا ممنون بھی ہوں اور خوشہ چین بھی۔ خاص کر دو کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو جامعہ کلکتہ کے پروفیسر محمد زبیر صدیقی ہیں۔ مخطوطہ ثانی کا اصل میں ان ہی نے پتہ چلایا اور پھر وفورِ ایثار سے اس کی اشاعت کیلئے میرے حق میں دست بردار ہو گئے۔ تدوین حدیث پر آپ کے بعض گرانقدر مقالوں سے بھی میں نے استفادہ کیا ہے۔ دوسرے استاذ محترم مولانا سید مناظر احسن گیلانی مدفیوضہ ہیں۔ یہاں آئندہ اوراق میں دیباچے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اصل میں اسی آفتاب کی ماہتاب وار ضیا پاشی ہے۔ جزاهما اللہ حق الجزاء۔

محمد حمید اللہ

پاریس۔ فرانس

Marfat.com

دیباچہ

حدیث نبوی کی تدوین و حفاظت

تمہید اللہ کا پیام اس کے بندوں تک بہت سے پیغمبروں نے پہنچایا مگر بدبخت انسان عموماً برادر کشی کے جذبے میں اس کو نیست و نابود کرتا رہا۔ صحف آدم و شیث و نوح تو بہت دور ہیں "صحف ابراہیم" بھی جن کا قرآن مجید (سورہ ۸۷ آیت ۱۹) میں ذکر ہے، اب کہاں ہیں؟ اسی بدبخت انسان نے تورات موسیٰ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ اس کے سارے نسخے تباہ کر دئے زبانی یاد سے اس کے کچھ حصوں کا اعادہ ہوا تو کچھ عرصہ بعد ایک مرتبہ اور اسے یہی مصیبت اٹھانی پڑی ہمارے پاس اب تیسری مرتبہ کا نسخہ ہے[1] اور جیسا ہے اس سے سب واقف ہیں۔

تالمود، مشنا اور ہگادا، وغیرہ کے نام سے یہودی احبار نے بعد کے زمانوں میں جو چیزیں لکھیں ان کے "اصر و اغلال" (قید و بند) کی شدت سے خدائے رحمان کو اپنے بندوں پر پھر ترس آیا اور حضرت عیسیٰ پیام محبت و مرحمت لے کر مبعوث ہوئے۔ انسان نے آپ کو تین چار سال بھی چین سے پرچار کا موقع نہ دیا۔ آپ وعظ ضرور کرتے رہے لیکن روپوشی کی دائمی ضرورتوں، اور امت کے اجڈپن سے اس کا موقع کہاں کہ اپنی انجیل کا املاء کراتے یا اپنے مواعظ کے قلمبند ہونے کا انتظام کرتے۔ آپ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ کے شاگردوں اور

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا عنوان "بائبل" ذیلی سرخی "اولڈ ٹسٹمنٹ" یا کوئی اور متبادل خذ

شاگردوں کے شاگردوں وغیرہ نے عرصہ بعد اپنی یادداشتیں مرتب کیں۔ ایسی ہر یادداشت انجیل (یعنی بشارت و خوش خبری) کے نام سے موسوم ہوئی، ان انجیلوں کی تعداد بھی کثیر ہو گئی، اور ان کے آپس کے اختلافات بھی شدید ہو گئے تو ان میں سے چار کا کسی نہ کسی طرح انتخاب کیا گیا۔[1] یہ مستند انجیلیں قرآن سے زیادہ کتب سیر و حدیث سے مشابہت رکھتی ہیں یعنی صحابہ و تابعین اپنے نبی کے متعلق اپنے معلومات نیز موقع بموقع خود نبی کے ملفوظات کو جمع کرتے ہیں۔ لیکن ان کی قدر و قیمت کی یہاں جانچ کا موقع نہیں ہے۔ صرف اس بات کی طرف اشارہ کافی ہوگا کہ ان انجیلوں میں کہیں عقیدۂ تثلیث کا ذکر نہیں بلکہ توراتِ موسیٰ کی توثیق اور وحدانیتِ ربانی کی ہی تعلیم ہے لیکن آج نصرانیت اور تثلیث لازم و ملزوم ہو گئے ہیں۔

سنت اللہ کے مطابق پھر ایک اور قوم کا کلام ربانی کی تبلیغ و حفاظت کے لئے انتخاب ہوا۔ یہ عرب تھے مگر کیسے؟

امی عرب

سامی نسل کے چند قبیلے صحرائی اور ریتیلے برِ اعظم عرب میں رہتے تھے کچھ ساحلی رقبہ کو چھوڑ کر، یہ زیادہ تر خانہ بدوش لوگ تھے۔ ان کے وطن میں پانی کی کمی کیا تھی کہ وسائل تمدن ناپید تھے۔ جب زمانے میں بین الممالک تجارت محض تبادلہ اشیاء پر منحصر ہو اور عرب میں نہ تو زرعی اور نہ کوئی اور قدرتی ثروت ہو تو وہاں کے تمدن کی ترقی جتنی سست رہ سکتی ہے، وہ ظاہر ہے۔

چنانچہ علم اور تدوین علم کے سلسلے میں حروف تہجی کے استعمال کی ضرورت تھی، ان کی زبان میں اعراب کو چھوڑ دیں تو اٹھائیس آوازیں یا حروف صحیح تھے۔ کسی زمانہ میں انہوں نے کہتے ہیں کہ حیرہ (حالیہ کوفہ۔ عراق) والوں سے لکھنا سیکھا[2] اور ان کے حروف تہجی کو اپنی زبان کے لئے استعمال کیا۔ یہ وہی حروف تہجی ہیں جن میں بعض دیگر اقوام کی طرح اب ہم اور عرب ہر دو اپنی زبانیں لکھتے ہیں۔ لیکن اسلام سے پہلے اس خط کی

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے: انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا عنوان "بائبل" ذیلی سرخی "نیو ٹسٹمنٹ" جس میں بتایا گیا ہے کہ "یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ چاروں کب اور کہاں مدون کی گئیں"۔ اسی میں بتایا گیا کہ "انجیل متی کو دوسری صدی میں مدون کیا گیا"۔

[2] تفصیل کے لئے بلاذری: فتوح البلدان ص ۴۷۱ تا ص ۴۷۲ ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

کیا حالت تھی؟ دوسری تمام کوتاہیوں کو چھوڑ بھی دیں تو مُفصّل یہ امر کہ اس میں زبر، زیر کا اعراب تو کیا حروف کے نقطے بھی نہ تھے۔ ابجد ہوز کے اٹھائیس حروف میں سے لفظ کے شروع میں (ب، ت، ث، ن، ی)، (ج، ح، خ)، (د، ذ)، (ر، ز)، (س، ش) (ص، ض)، (ط، ظ)، (ع، غ)، (ف، ق)، میں آپس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور ہر چیز محض اٹکل پر پڑھی جاتی تھی۔ اس پر عربی زبان کی زرخیزی واقعی روشنیٔ طبع کیا تھی بلائے جان تھی۔ ایک معمولی مثال لیجئے (ـىل) اسے فیل (ہاتھی) پڑھیں، قیل (کہا گیا) قبل (پہلے) قتل (جان سے مار ڈالا) یا فتل (رسّی بٹنا)؟ بعض وقت کسی جملے میں سیاق و سباق ایک سے زیادہ متبادل صورتوں کا امکان رکھتا ہے۔

دوسری مصیبت یہ تھی کہ بدویت اور روزگار کی دشواری سے اتنا موقع کہاں تھا کہ لوگ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ کریں؟ اور توجہ کریں بھی تو کیا لکھیں اور کیا پڑھیں کہ علمی تحقیق و ترقی کا ملک کو نہ موقع ملتا تھا۔ اور نہ اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ بڑے سے بڑے حضری مرکز، بستی اور شہر میں بھی، جہاں تاجر اپنے وصول طلب قرضوں کی یادداشت لکھتے ہوں گے، پندرہ بیس آدمیوں سے زیادہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ کچھ اندازہ ان مثالوں سے ہوگا:

تقریباً ۸ھ میں جو اثا (مشرقی عرب علاقۂ الحساء) جیسے بڑے مقام پر رسول اکرم صلعم نے ایک تبلیغی خط بھیجا تو راوی کہتے ہیں کہ سارے علاقے اور قبیلہ میں ایک شخص بھی نہ تھا جو خط کو پڑھ سکے۔ لوگ تلاش اور انتظار کرتے رہے تا آنکہ ایک بچہ ملا جس نے خط پڑھ کر سنایا[۱]۔ تقریباً اسی زمانے یا کچھ بعد کا واقعہ ہے کہ النمر بن تولب مسلمان ہوئے یہ ایک بڑے قبیلے کے سردار تھے اور اتنے بڑے شاعر کہ ان کی نظموں کا ایک دیوان تیار ہوا ہے انھیں ان کے قبیلہ عکل (یمن) کا سردار مامور کرکے ایک تحریری پروانہ بارگاہِ رسالت سے عطا ہوا۔ بازار میں آکر یہ پوچھنے لگے کیا آپ لوگوں میں کسی کو پڑھنا آتا ہے؟ یہ خط پڑھ کر مجھے سنا دیجئے[۲]

عہدِ اسلام میں عربوں کی تیز گام علمی ترقی

اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ زمانہ جاہلیت میں باشندگانِ عرب

---

[۱] میری کتاب الوثائق السیاسیہ (نمبر ۳۳) دیکھئے۔ [۲] الوثائق السیاسیہ نمبر ۲۳۳۔

Marfat.com

نے لکھنے پڑھنے اور اپنے معلومات کی تدوین کرنے کی طرف اتنی توجہ نہ کی جتنی اسلام قبول کرنے کے بعد لیکن حیرت اس پر ہوتی ہے کہ ان کی امیت وجاہلیت کے اور ہر قسم کے علوم وفنون سے ان کے والہانہ اعتناء کے درمیان زمانہ اتنا مختصر ہے کہ پرانی تاریخ عالم میں اتنی تیز علمی ترقی کی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ کہتے ہیں کہ بعثت نبوی کے وقت شہر مکہ میں سولہ سترہ سے زیادہ آدمی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے[1] شہر مدینہ میں تو اس سے بھی کم عرب یہ فن جانتے تھے، لیکن دوسری صدی ہجری ہی سے عربی زبان علمی نقطہ نظر سے دنیا کی متمول ترین زبانوں میں شامل ہو گئی تھی، یہ کیسے ہوا؟

اسلامی مملکت کا آغاز ۱ھ ۶۲۲ء میں ہوا، جب کہ پیغمبر اسلام ہجرت کرکے مدینہ جا بسے۔ مگر اس وقت وہ ایک چھوٹے سے شہر کے بھی صرف چند حصوں پر مشتمل تھی کیونکہ باقی مدینہ یہودیوں یا تاحال اسلام نہ لائے ہوئے عربوں کے قبضے میں تھا۔ اس زمانے میں جزیرہ نمائے عرب میں سینکڑوں قبیلے کیا تھے کہ حقیقت میں سینکڑوں ہی خود مختار مملکتیں تھیں جن میں ہر ایک، دوسرے سے مکمل آزاد تھی۔ ۶ھ کے اواخر میں، جب مسلمانوں اور مکہ والوں میں صلح ہوئی تو اس وقت تک بھی یہ اسلامی مملکت چند سو مربع میل سے زیادہ رقبے پر مشتمل نہ ہو سکی تھی[2]۔ لیکن اس کے بعد پانچ سال بھی نہیں گزرے تھے کہ جب ۱۱ھ میں رسول اکرمؐ کی وفات ہوئی تو اسلامی مملکت تقریباً دس لاکھ مربع میل علاقے (پورے عرب اور جنوبی فلسطین)، پر پھیل چکی تھی۔ اس پر مشکل سے پندرہ سال گزرے تھے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے (۲۶ھ) میں، ایک طرف طبریؒ کے مطابق[3] شمالی آفریقہ سے گزر کر اسلامی فوجیں اندلس میں داخل ہو چکی تھیں، تو دوسری طرف

---

[1] تفصیل کے لئے بلاذری: فتوح البلدان ص۴۷۲ باب "خط کی ابتداء" ملاحظہ ہو۔ مورخ بلاذری نے سترہ آدمیوں کے نام بھی گنوائے ہیں۔

[2] تفصیلات اور نقشے کے لئے دیکھئے میری کتاب: "رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی" ص۱۱۵ ومابعد "صلح حدیبیہ"

[3] تاریخ طبری، طبع یورپ ص۲۸۱۷ ومابعد نیز گبن کی انگریزی تالیف: "تاریخ زوال وانحطاط سلطنت روما" ج ۵ ص۵۵۵ مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

بلاذری[1] کے مطابق وہ دریائے جیحون (کوبر 0×51) کو عبور کر کے ماوراء النہر یعنے چین میں گھس گئی تھیں۔ اس کی توثیق ہمعصر چینی تاریخوں سے بھی ہوتی ہے[2]۔ جنوب میں یہ لشکر خود حضرت عمرؓ کی خلافت میں تھانہ (بمبئی یا گجرات) اور دیبل (ٹھٹہ قریب کراچی) تک[3] اور شمال میں آرمینیا اور اس سے بھی آگے تک پہنچ چکے تھے[3]۔

یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمان عرب اپنے حریفوں سے نہ تعداد میں اور نہ ہی ساز و سامان میں کوئی نسبت رکھتے تھے۔ اسی طرح بیزنطینی (رومیوں) اور ایرانیوں میں، جن سے انھیں سابقہ پڑا تھا، خود فنون حرب و قتال جس بلند درجے پر پہنچے ہوئے تھے، اس کا بیچارے بدویوں کی حالت سے مقابلہ کرنے کا سوال بھی نہیں پیدا ہوتا۔ مزید برآں یہ مسلمان عرب اپنے گھروں اور خیموں سے کسی لوٹ مار یا زمانہ جاہلیت کی غارت گری کے لئے بالکل نہیں نکلے تھے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ اللہ ہی کا بول بالا ہو (لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا)

اصل میں ان کی جبلی صلاحیتیں اور اسلامی تربیت ہی اس بات کی ذمہ دار تھیں کہ اس نتیجے تک پہنچیں۔ ان کے لئے فتوحات سیف ہوں کہ فتوحات قلم، دونوں ایک ہی چیز کے دو پہلو، اور ایک ہی باعث و داعی کے دو مظاہر تھے۔ ہمارے کرم فرماؤں کو اس کا یقین نہیں آتا۔ اگر فتوحات سیف میں خود ان کے مقبوضات ہاتھ سے نہ گئے ہوتے تو شاید محض اسلامی تاریخوں میں اس کا ذکر دیکھ کر اس کے وجود سے بھی اسی طرح انکار کر بیٹھتے جس طرح فتوحات قلم کے متعلق ان کا رویہ ہے۔

یہاں ہمیں آغاز اسلام کی شمشیر زنی (اور جسم انسانی کے عمل جراحی) اور اس کے ارتقاء سے بحث نہیں، ہم اس دور کی قلم آرائی (اور ذہن انسانی کی تربیت و اصلاح) پر اکتفا کریں گے۔

---

[1] ۔ بلاذری: فتوح البلدان، طبع یورپ ص ۴۰۸

[2] ۔ حوالوں کے لئے بارتولڈ کی انگریزی کتاب "ترکستان" ص ۶

[3] ۔ بلاذری، فتوح البلدان ص ۳۷۰، باب فتوح السندھ [4] تاریخ طبری حالات سنہ ۱۹ھ۔

پیغمبر اسلام کی تعلیمی سیاست

سب جانتے ہیں کہ پیغمبر اسلام امّی تھے، قرآن شہادت دیتا ہے کہ آپ کو نہ پڑھنا آتا تھا، نہ لکھنا:

"وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ." (سورہ ۲۹، آیت ۴۸)	اس سے پہلے نہ تو تُو کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اسے اپنے سیدھے ہاتھ سے لکھتا تھا۔ ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے۔

یہ کتنا ولولہ انگیز امر ہے کہ نبیٔ امّی کو سب سے پہلے جو وحیٔ ربانی ہوئی وہ لکھنے کی تعریف اور پڑھنے کے حکم ہی پر مشتمل تھی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۝ (سورہ ۹۶، آیت ۱تا۵)	پڑھ اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے قطرے سے پیدا کیا۔ پڑھ کہ تیرا بزرگ و برتر ربّ ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

یہاں "اِقْرَاْ" کے معنے پڑھنے ہی کے ہو سکتے ہیں، معمولی پیام پہنچانے کے نہیں (جیسے محاورۂ یُقرئُک السلام میں ہوتے ہیں) کیونکہ سیاق عبارت میں قلم کی تعریف اور اس کے ذریعۂ علم ہونے کا ذکر ہے۔ غرض نبی امّی نے امّت کو اللہ کا جو پہلا حکم پہنچایا — اور جس کی عمر بھر تعمیل کرائی — وہ پڑھنے اور لکھنے ہی کے متعلق تھا[1] اور آپ جیسا کہ قرآن میں بیان ہوا ہے:-

---

[1] اس کا امکان ہے کہ تعلیم کی تعمیل کی خاطر آپ نے تھوڑا بہت خود بھی لکھنا سیکھا ہو چنانچہ صلح حدیبیہ (بقیہ)

Marfat.com

فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ

(سورہ ۶۲، آیت ۲)

یعنی اُمیوں میں انھیں میں سے ایک رسول تھے جو ان پر اس یعنی خدا کی آیتیں تلاوت فرماتے ان کو تزکیہ نفس سکھاتے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے۔

اسی طرح آپ وقتاً فوقتاً نازل ہونے والی آیتوں اور سوروں کے فوراً لکھانے کا انتظام فرماتے، جو تزکیہ اخلاق اور تعلیم ذہنی پر مستزاد تھا۔

مگر ہم وطنوں نے آپ کی بات کم مانی، اور آپ کو نیز آپ کے ساتھیوں کو، جو خدا کی راہ میں ساتھ دے رہے تھے طرح طرح سے ستانا شروع کیا۔[1] جب اذیت کا پانی سر سے اونچا ہوگیا، تو جو لوگ ہجرت کر سکتے تھے، گھر بار چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور آخر آپ بھی ان سے جا ملے، اور وہاں امت کی سیاسی تنظیم و تشکیل شروع فرمائی۔

ہجرت کے بعد جو سورہ سب سے پہلے نازل ہوا، وہ سورہ بقرہ ہے۔ اور اسی میں مشہور آیت مداینہ (اصول قرض دہی) بھی ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْهُ ... وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ ....

وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَکْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِهٖ۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہیں، جب تم آپس میں کوئی قرض دہی کسی معینہ مدت کے لئے کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور اپنے مردوں میں سے دو گواہوں کی شہادت حاصل کرو، اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔ . . . .

اور کاہلی نہ کرو اس کے لکھنے سے معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی مدت تک۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۶) کے سلسلہ میں بخاری کا مبہم جملہ ہے کہ "آپ کو اچھی طرح لکھنا نہیں آتا تھا" (بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضا، نیز سہیلی ۲/۲۳۰)

[1] اس زمانہ میں بھی چند مدینے والے مسلمان ہوئے تو وہاں ایک معلم بھیجا گیا (یعنی حضرت مصعب بن عمیر جو مقری کہلاتے تھے) تاکہ لوگوں کو قرآن، فقہ اور دینیات کی تعلیم دیں۔ یہ ہجرت سے قبل کا واقعہ ہے (دیکھو سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۸۹ تا صفحہ ۲۹۰)۔ اسی طرح بخاری میں ہے۔ "براء صحابی کہتے ہیں کہ صحابہ میں اول مدینہ میں مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے اور قرآن کی تعلیم دینے لگے۔" (بخاری کتاب التفسیر)

ذَالِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا۔ الآیہ (قرآن سورۂ ۲ آیت ۲۸۲) — یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور گواہی کے لئے زیادہ سیدھی اور مضبوط، اور اس بات سے زیادہ قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو۔

اس آیت کے نازل ہونے سے لکھنے پڑھنے پر توجہ بڑھ ہی گئی ہوگی[۱]

لکھنے پڑھنے کی عام ترویج کا انتظام مدینہ منورہ آنے کے بعد رسول اکرمؐ نے سب سے پہلا کام جو کیا وہ مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔ اس عمارت کے ایک حصے میں سائبان اور چبوترہ (صُفّہ) بنایا گیا۔ یہ اولین اسلامی اقامتی جامعہ تھی۔ رات کو طلبہ اس میں سوتے، اور اساتذہ مامور کئے گئے جو دن کو انہیں وہاں لکھنے پڑھنے اور مسائل دین وغیرہ کی تعلیم دیتے، چنانچہ عبداللہ بن سعید بن العاصؓ جو خوشخط تھے، اور زمانہ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے، انہیں وہاں لکھنا سکھاتے تھے[۲]۔ اسی طرح عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ انہیں رسول اکرمؐ نے اس بات پر مامور کیا کہ صُفّہ میں لوگوں کو لکھنا سکھائیں اور قرآن پڑھائیں[۳]۔ مدینہ میں ۲ھ میں ایک اور اقامتی درسگاہ دارالقراء کا بھی پتہ چلتا ہے[۴] جو مخرمہ بن نوفل کے مکان میں قائم ہوئی تھی۔

---

[۱] قرض دہی کے علاوہ حدیثوں میں وصیت کو بھی لکھ رکھنے کا حکم ہے چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی مسلمان کو جس کے پاس وصیت کے لایق کچھ مال و دولت ہو تو یہ مناسب نہیں کہ دو راتیں بھی گزارے بغیر اس کے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی رکھی ہو (اَلَّا وَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ)"۔ بخاری ۵۵/۱ کتاب الوصایا، باب الوصایا حدیث

[۲] اُسد الغابہ لابن الاثیر ۳/۱۷۵۔ استیعاب لابن عبدالبر جلد دوم ص ۳۹۳۔ الاصابہ لابن حجر نمبر (۱۷۶۹) ان کا نام زمانۂ جاہلیت میں الحَکَم تھا۔ رسول اللہ نے عبداللہ سے موسوم فرمایا، صفہ کی درسگاہ میں تعلیم پانے والوں کی کثیر تعداد کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ بعض مولف اہل صفہ کے چار سو طلبہ کا ذکر کرتے ہیں جو تعجب نہیں کہ ایک ہی دن کی حاضری ہو کیونکہ خود مقیم و شب باش طلبہ ستر، اسی تک ہو جاتے تھے (مسند ابن حنبل ۳/۱۳۷) عارضی مقیمین جو قبائلی وفود کے باعث ہوتے اس پر مستزاد تھے، قبیلہ تمیم کے سلسلہ میں مولف استیعاب نے "ستر، اسی" کا ذکر کیا ہے۔ سعد بن عبادہ انصاری اکیلے ایک ایک رات میں (۸۰) اسی اہل صفہ کی ضیافت کرتے تھے (تہذیب التہذیب ابن حجر ۳/۴۷۵ سے ۸۸۳)

[۳] التراتیب الاداریہ عبدالحی الکتانی ۱/۴۸ بحوالہ سنن داؤد [۴] الکتانی ۱/۷۵ بحوالہ استیعاب عبداللہ بن ام مکتوم ج ۱ ص ۱۵۰

Marfat.com

ہجرت پر مشکل سے ایک سال گزرا تھا کہ رمضان ۲ھ میں بدر کا معرکہ پیش آیا جس میں دشمن کی تعداد مسلمانوں سے تگنی تھی[۱]۔ پھر بھی یہ کامیاب رہے اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔ ان اسیروں سے جو برتاؤ کیا گیا اس پر آدمی سر دھنتے پر مجبور ہو جاتا ہے چنانچہ دشمن کی رہائی کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ جو قیدی لکھنا پڑھنا جانتا ہو وہ دس دس مسلمان بچوں کو اس فن کی تعلیم دے[۲]۔ کیوں نہ ہو کہ "نبی الملحمۃ[۳] ساتھ ہی" مدینۃ العلم"[۴] بھی تھا۔ بعض دقیقہ رس محدثوں نے اس واقعہ کا خوب عنوان باندھا ہے" مشرک کو استاد بنانے کا جواز" یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ تعلیم پھیلانے کے متعلق مستقل سیاست ہی کی پیش رفت و تعمیل تھی۔

رسول کریمؐ اکثر فرمایا کرتے" بُعِثْتُ مُعَلِّماً[۵]" (میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں) اسی طرح آپ بچوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ اپنے پڑوسیوں سے علم سیکھیں[۶] اور اپنے پڑوس کی مسجد میں سبق پڑھا کریں[۷] مورخ بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ عہد نبوی میں مدینہ میں نو مسجدیں تھیں[۸]، پنج وقتہ نمازیں لوگ وہیں پڑھتے

---

[۱]۔ مسلمانوں کے پاس تین سو سے کچھ ہی زاید سپاہ تھی، دشمن کی تعداد مورخوں نے ساڑھے نو سو لکھی ہے (طبری ص ۱۲۹۸، ص ۱۳۰۲، نیز ابن ہشام ص ۴۳۳ تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب، عہد نبوی کے میدان جنگ، عنوان "غزوہ بدر")

[۲]۔ طبقات ابن سعد ۲/۱ ص ۱۴، سہیلی: الروض الانف جلد ۲ ص ۹۲، مسند احمد بن حنبل ۱/۲۴۷، نیز کتاب الاموال ص ۱۱۶ نمبر ۳۰۹۔ مصنف عبدالرزاق میں بھی اس کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

[۳]۔ ابن تیمیہ، ذہبی، ماوردی، طبری وغیرہ نے اسے حدیث قرار دیا ہے۔ طبرانی کبیر میں ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں: "أَنَا نَبِيُّ الْمَلْحَمَةِ" "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ" مستدرک، حاکم، طبرانی کبیر اس کے راوی ہیں، جامع صغیر ج ۱ ص ۲۶۹

[۴]۔ چاہے یہ الفاظ حدیث میں ثابت نہ ہوئے ہوں، مفہوم کی صحت پر کسی کو اعتراض نہیں۔

[۵]۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء، ابن عبد البر: مختصر بیان العلم ص ۱۵ نیز مشکوٰۃ کتاب العلم بحوالہ دارمی۔

[۶] الکتانی: التراتیب الاداریہ ج ۱ ص ۴۱ بحوالہ اصابہ، ابزالخزاعی۔

[۷] ابن عبد البر: مختصر، بیان العلم ص ۱۴

[۸]: بلاذری: انساب الاشراف (مخطوطہ قاہرہ) ج ۱ ص ۴۲۰۔

Marfat.com

لیکن نماز جمعہ کے لئے رسول اکرمؐ کے ساتھ مسجد نبوی میں جمع ہو جاتے۔ مورخ بیان کرتے ہیں کہ اہل جواثا نے (جو بحرین یعنے موجودہ الحسا میں ہے) ایک مسجد تعمیر کی جو مدینہ کی مسجد کے بعد پہلی جامع مسجد تھی۔ اصل میں آں حضرتؐ نے انھیں لکھ بھیجا تھا کہ "فلاں فلاں جگہ مسجد بناؤ ـــ اور ایک روایت میں مسجد بناؤ اور فلاں فلاں کام کرو ـــ ورنہ میں تم سے جنگ کروں گا"[۱] یقیناً یہاں بھی درس و تدریس کا انتظام ہوا ہوگا۔

اسی طرح جب عمرو بن حزمؓ کو یمن کا عامل (گورنر) بنا کر بھیجا گیا تو انھیں فرائض منصبی کے متعلق ایک تحریری ہدایت نامہ دیا گیا، اس میں انتظامی امور کے علاوہ تعلیم کی اشاعت کے بھی احکام ہیں[۲]۔

مورخ طبری نے ۱۰ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے معاذ بن جبل کو ناظر تعلیمات بنا کر یمن بھیجا، جہاں وہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دورہ کیا کرتے اور مدارس کی نگرانی و انتظام کرتے تھے[۳]۔

مرد ہی نہیں، عورتیں بھی اس تعلیمی سیاست کا موضوع تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہفتہ میں ایک دن عورتوں کی تعلیم و تذکیر کے لئے مخصوص فرما رکھا تھا[۴] نیز ابو داؤد[۵] و عبد الرزاق[۶] کی حدیث ہے کہ ام المومنین حفصہؓ نے آں حضرتؐ کے علم و اجازت سے اپنی ایک رشتہ دار خاتون شفا بنت عبد اللہ سے (جو خوب پڑھی لکھی تھیں) لکھنا سیکھا تھا۔ یہاں اس پہلو کو طول دینے کی ضرورت نہیں، سوائے اس کے کہ زنانہ تعلیم پر اس توجہ کا ہی نتیجہ تھا کہ بعد کے زمانے میں عورتیں مختلف علمی میدانوں میں مردوں کے ساتھ مسابقت کرنے لگیں چنانچہ زیر اشاعت صحیفۂ ہمام کے مخطوطۂ دمشق کے سماعات میں (جو آگے اپنی جگہ

---

[۱] پورا متن دیکھئے میری کتاب: الوثایق السیاسیہ میں نمبر (۱۱)، بحوالہ بخاری، ابن طولون، یاقوت وغیرہ۔

[۲] الوثائق السیاسیہ نمبر (۱۰۵)، بحوالہ ابن ہشام، طبری وغیرہ۔

[۳] تاریخ طبری (طبع یورپ)، سلسلہ اول ص ۱۸۵۲ تا ص ۱۸۵۳ و ص ۱۹۸۱

[۴] بخاری ۳/۳۵ کتاب العلم، باب: ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم۔

[۵] سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب الرقی نیز بلاذری: فتوح البلدان ص ۴۷۳

[۶] مصنف عبد الرزاق ج ۴ کتاب الجامع باب الرقاء۔

درج ہیں) ایک معلمہ کا بھی تذکرہ ہے یعنی ام الفضل کریمہ بنت ابی الفراس نجم الدین القرشیہ الزبیریہ، جس نے اپنے گھر میں ایک مدرسۂ حدیث کھول رکھا تھا اسی طرح ابوعبید قاسم بن سلام (۱۵۰ھ تا ۲۲۴ھ) کی کتاب الاموال، جو مالیہ حکومت (فینانس) کے دقیق مسائل پر مشتمل ہے، بسم اللہ کے بعد ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے (یہ کتاب اب مصر میں چھپ گئی ہے)

قُرِیَ علی الشیخۃ الصالحۃ الکاتبۃ، فخر النساء شُہدۃ بنت ابی نصر احمد بن الفرج بن عُمر الابری الدینوری بمنزلہا ببغداد

نکوکار وخوش نویس پروفیسر فخرالنسا، شہدہ کو (جو سوزن ساز یعنی سوئی بنانے والے ابونصر احمد بن الفرج بن عمر دینوری کی دختر ہیں) بغداد میں ان کے گھر پر سنا کر سند حاصل کی گئی۔

اسلام کی ابتدائی صدیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے ہوں تو حدیث یا رجال کی کتابیں دیکھ لی جائیں جن میں راویوں کے ناموں میں عہد صحابہ وتابعین وتبع تابعین کی خادمات علم کے نام کثرت سے مل جائیں گے۔

دربارِ نبوی کے کاتب

مدنی دور میں انتظامی اور سیاسی ضرورت سے خط وکتابت کا کام روز افزوں ہی ہوتا گیا، ناگزیر طور پر کاتبوں اور منشیوں کی ضرورت بھی بڑھتی ہی چلی گئی تاکہ اضلاع کے عہدہ داروں کے پاس سے آئے ہوئے خطوط کا فوری جواب دیا جائے، نیز خود مرکز سے ضروری ہدائتیں بروقت ہر جگہ بھیجی جائیں۔ اگر ہجرت جیسے مخفی اور جان جوکھم کے وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوات، قلم اور کاغذ رہتا ہے (جیساکہ سراقہ بن مالک کو پروانۂ امن لکھ دینے سے واضح ہے) تو بعد کے زمانہ میں کاتبوں کی تعداد کا بڑھ جانا، اور ان کا مستقل طور سے ایک کام انجام دیا کرنا کسی تعجب کا باعث نہیں ہونا چاہیئے۔ واقعہ یہ ہے کہ بکثرت مورخوں نے آنحضرت صلعم کے کاتبوں کی فہرست کے لئے مستقل باب ہی قائم کئے ہیں[1]۔ بعض نے تو اس پر مختصر رسالے ہی تصنیف کئے ہیں[2]۔ بہرحال اس خدمت کو مستقل طور سے یا کبھی کبھار انجام دینے والے (۴۳)

---

[1] ۔ مثلاً انساب الاشراف للبلاذری ۱/۲۵۶، کتاب الوزراء للجہشیاری التنبیہ والاشراف للمسعودی صفحہ ۲۸۲ تا صفحہ ۲۸۳ الکامل لابن الاثیر وغیرہ۔ [2] تفصیل کے لئے دیکھئے التراتیب الاداریہ للکتانی ج ۱ ص ۱۱۶ تا ۱۲۴

صحابہ کے نام بیان کیئے گئے ہیں۔ کوئی تعجب نہ ہو جو بعض نئی نازل ہونے والی وحی کو لکھتے' بعض سرکاری مراسلوں کا مسودہ مرتب کر کے جناب رسالتؐ میں پیش کرتے بعض زکات اور محاصل کے حسابات لکھتے' بعض مال غنیمت کی رجسٹری اور تقسیم کا متعلقہ کام انجام دیتے، بعض بیرونی حکمرانوں اور قبائل کے سرداروں کے نام خط لکھتے، بعض فصل کے کٹنے سے پہلے تخمینہ (خرص) نوٹ کرتے' جیساکہ مورخ مسعودی نے خاص کر تفصیل سے بیان کیا ہے[۱]' زید بن ثابتؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عبرانی خط بھی سیکھا تھا کیوں کہ عرب کے یہودی بولتے تو عربی زبان تھے لیکن لکھتے عبرانی خط ہی میں تھے اور آنحضرت سے معاہدات یا مراسلات میں اسی خط کو استعمال کرتے تھے۔ مسعودی کے مطابق حضرت زید بن ثابتؓ فارسی' یونانی' قبطی اور حبشی زبانیں بھی جانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مترجم کا کام انجام دیتے تھے[۲]۔

سرکاری مہر ۶ھ کے اواخر سے سرکاری مراسلوں پر مہر کا بھی پتہ چلتا ہے، چنانچہ صحیح بخاری[۳] میں روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیرونی حکمرانوں کو خط لکھکر تبلیغ کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ صرف مہر شدہ مکتوب ہی کو درخور ملاحظ سمجھتے ہیں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی' راوی حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں اس کی سفیدی گویا اب بھی رسول اللہ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں یہ کہ اس پر "محمد رسول اللہ" تین لفظ کندہ تھے۔ اور یہ کہ اس انگوٹھی کا نگینہ حبشی عقیق کے پتھر کا تھا

تدوین حدیث

تعلیم کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام سیاست[۴] کے

---

[۱] کتاب المصاحف لابی داود السجستانی، بحوالہ کتانی ۱/۱۲۰)
[۲]۔ التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۸۲ تا ص ۲۸۳ [۳] بخاری کتاب اللباس باب نقش الخاتم۔
[۴]۔ اس بارے میں دیکھئے میرا مضمون: عہد نبوی کا نظام تعلیم" ماہنامہ معارف اعظم گڈھ نومبر ۱۹۴۱ء
یا میری کتاب: "عہد نبوی کا نظام حکمرانی"۔

Marfat.com

جو اثرات پیدا ہوئے، یہ ان کے چند نمونے اور مثالیں ہیں۔ لیکن ہمیں تدوین حدیث کے مسئلے سے ہی یہاں خاص بحث ہے۔ حدیث یعنی حدیث نبوی میں رسول اکرمؐ کے اقوال، افعال و تقریرات (یعنی کسی صحابی کو کچھ کرتے دیکھ کر اسے روا اور برقرار رکھنا) تینوں شامل ہیں۔ انہیں کا تذکرہ حدیث کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کتابوں کی تالیف کا آغاز کب ہوا؟ اور موجودہ مروجہ کتابوں پر کوئی غیر جانبدار شخص کس حد تک اعتماد کر سکتا ہے؟ واضح رہے کہ زیر اشاعت صحیفۂ ہمام بھی حدیث ہی کی ایک تالیف ہے۔

بدیہی طور پر یہ ایک محال بات ہے کہ نبی اکرمؐ نے جو کچھ کہا، یا اوروں میں روا رکھا، یہ سب کا سب لکھا اور مدون کیا گیا ہو۔ یہ انسانوں کا نہیں فرشتوں کا کام ہے: "کِرَاماً کَاتِبِینَ یَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ" (سورہ ۸۲، آیت ۱۱) (یعنی تم جو کرتے ہو، اسے شریف، لکھنے والے فرشتے خوب جانتے ہیں)، اسی طرح یہ بدگمانی بھی بے بنیاد ہے کہ عہد نبوی میں کچھ لکھا ہی نہیں گیا، کیوں کہ واقعات اس کے خلاف ہیں۔ جیسا کہ آگے نظر آئے گا۔ بہر حال اسی امّی امت نے اپنے نبی کی جو حدیثیں اپنی آنکھ دیکھی اور کان سنی باتوں کی بنا پر لکھی ہیں وہ اس سے کہیں بڑھا چڑھا ہے جو دوسری امتوں نے اپنے انبیاء کے متعلق بروقت لکھا ہو بالکل اسی طرح، جس طرح یہ امی امت دوسروں پر اپنے آغاز کار ہی میں فتوحات ملکی اور دور دراز بر اعظموں میں دین کی نشر و اشاعت کے بارے میں بھی غیر معمولی فوقیت رکھتی ہے۔

لیکن نہ محض خوش اعتقادی کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حرج کہ کسی جویائے حق کی طرح آغاز شک اور "معلوم نہیں" سے کریں اور سوائے ایسی چیز کہ جس سے انکار کی مجال نہ رہے کسی بات کو نہ مانیں۔

ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ اس زمانے میں غریب عربی خط کا کیا حال تھا، اور عربوں میں لکھنا پڑھنا جاننے والوں کی تعداد کتنی تھی جب "سیکھو اور سکھاؤ" کا حکم نبی کریمؐ نے اپنے پیروؤں کو دیا تو ان امیوں لیکن مخلص و مستعد فداکاروں کے لئے چیلنج تھا۔ اب ہم دیکھیں گے کہ وہ اس سے کس طرح عہدہ برا ہوئے۔

Marfat.com

عہد نبوی میں سرکاری طور پر لکھی ہوئی حدیثیں

(الف) جب مکی مسلمان مدینہ ہجرت کر گئے تو انہوں نے وہاں ایک حکومت اور شہری مملکت کی بنیاد بھی رکھی رسول اکرمؐ نے وہاں کے سب باشندوں یعنی مہاجرین، انصار، یہود، تاحال اسلام نہ لائے ہوئے عربوں وغیرہ سے مشورہ کیا۔ اور ایک دستور مملکت نافذ فرمایا۔ یہ تاریخ عالم میں سب سے پہلا "تحریری دستور مملکت"[1] ہے۔ اس میں حاکم و محکوم دونوں کے حقوق و واجبات کی تفصیل ہے۔ اور ابتداء یوں ہوئی ہے: "پیغمبر محمد رسول اللہ کی یہ ایک تحریر ہے جو قریش اور یثرب کے مومنوں اور مسلمانوں اور ان لوگوں کے درمیان (موثر) ہے جو ان (مسلمانوں) کے تابع ہوں، ان سے آملیں اور جنگ میں ان کے ساتھ حصہ لیں، یہ حقیقت میں (دنیا کے) سارے لوگوں سے علاحدہ ایک مستقل امت ہیں...... وغیرہ"۔ یہاں "یہ ایک تحریر ہے"[2] کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ضرور ہے کہ یہ کوئی لکھی ہوئی تحریری چیز ہو۔ باون دفعات کے اس دستور میں نفس متن میں پانچ مرتبہ " اہل ہذا الصحیفۃ" (اس دستاویز والوں) کے الفاظ دہرائے گئے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ "یہ کتاب (یعنی تحریر) کسی ظالم یا گناہ گار کے برخلاف حائل نہ ہوگی" یہ بھی کہا ہے کہ "یثرب کا میدان (جوف) اس صحیفے والوں کے حق میں ایک حرم ہے"۔ اگرچہ نفس دستور میں اس یثربی حرم یعنی شہری مملکت کے حدود کی تفصیل نہیں ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ذیلی قواعد کے طور پر اس کو بھی تحریری طور پر منضبط کیا گیا تھا چنانچہ امام احمد

---

[1] متن کے لئے الوثائق السیاسیہ نمبر (۱) بحوالہ ابن ہشام، ابو عبید و ابن سید الناس وغیرہ اور تفصیلی بحث کے لئے اردو میں میری تالیف "عہد نبوی کا نظام حکمرانی" — باب سوم، عربی میں روئداد موتمر دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد ۱۹۳۸ء اور انگریزی میں اسلامک ریویو (ووکنگ) اگسٹ تا نومبر ۱۹۴۱ء

[2] محدث عبدالرزاق نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں "انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الکتاب الذی کتبہ بین قریش والانصار (مصنف عبدالرزاق کتاب العقول)

ابن حنبل رح نے اپنی مسندؒ میں روایت کی ہے۔ ......

عَنْ رافع بن خدیج ..... فَاَنَّ الْمَدِيْنَةَ حَرَمٌ حَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَنَا فِي اَدِيْمٍ خَوْلَانِيٍّ

رافع بن خدیج سے مروی ہے ..... کہ مدینہ ایک حرم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا ہے۔ اور یہ ہمارے پاس ایک خولانی چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔

جہاں سیاسی نقطۂ نظر سے حدود مملکت اور رقبۂ سلطنت کا تعین ضروری خیال کیا گیا، وہیں علمی نقطۂ نگاہ سے سرحد اندازی بھی لازم تھی، چنانچہ سطری نے اپنی تاریخ مدینہ (مَا اَنْسَتَ الْهِجْرَةَ مِنْ معالم دار الهجرة) میں تصریح کی ہے[۲] کہ کعب بن مالک کہتے ہیں:۔

"مجھے رسول اللہ نے بھیجا کہ مخیص، حفیا، ذوالعشیرہ اور تیم (کے پہاڑوں) کی چوٹیوں پر علامتِ سرحد کے ستون یا منارے تعمیر کروں"

(ب) اسی طرح ہجرت کے ابتدائی زمانے میں آں حضرت صلعم نے مسلمانوں کی مردم شماری کرائی، چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے آں حضرت صلعم نے فرمایا:

اُكْتُبُوْا لِيْ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ۔

مجھے ان لوگوں کے نام لکھ دو جو اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔

فَكَتَبْنَا لَهٗ اَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ[۳]

اس پر ہم نے آپ کے لئے پندرہ سو آدمیوں کے نام لکھ دیئے۔

اس میں مرد، عورت، بچے اور بڑے سب شامل معلوم ہوتے ہیں، یہ مردم شماری تحریری طور سے ہونا بیان کی گئی ہے۔ تعداد سے گمان ہوتا ہے کہ یہ ۱ھ کا واقعہ ہوگا۔

---

[۱] - مسند احمد حنبل۔ جلد چہارم ص۱۴۱، حدیث نمبر (۱۰)

[۲] - مخطوطہ شیخ الاسلام، عارف حکمت بے، مدینہ منورہ، باب تحریم المدینۃ۔

[۳] - بخاری کتاب الجہاد والسیر، باب کتابۃ الامام للناس (کتاب ۵۶ باب ۱۸۱، حدیث نمبر ۱)

Marfat.com

(ج) سرکاری دستاویزوں اور معاہدوں، پر والوثائق کا آغاز ہجرت سے بھی پہلے ہو چکا ہونا نظر آتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں[۱] کہ تمیم داری کو ہجرت سے بھی پہلے فلسطین کا شہر حبرون ایک پروانہ کے ذریعے سے یہ کہہ کر جاگیر میں دیا گیا کہ جب یہ شہر خدا کی عنایت سے فتح ہو تو وہ تمہارا ہے، اسی طرح خود سفر ہجرت میں سراقہ بن مالک مدلجی کو ایک پروانہ امن لکھ کر دیا گیا تھا[۲] ان سے قطع نظر کریں تو ایسا نظر آتا ہے کہ ۱ھ میں قبیلہ جہنیہ سے حلیفی اور دوستی کا معاہدہ ہو گیا تھا اگرچہ اس کا متن نہیں ملتا، چنانچہ سیف یعنی ساحل بحر (ینبع) کی سمت سے حضرت حمزہؓ کی جو مہم بھیجی گئی اس کے ذکر میں ابن ہشام وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ "مجدی بن عمرو الجہنی مسلمانوں اور قریشی کاروان کے مابین آڑے آگیا اور یہ دونوں فریقوں کا حلیف (موادع) تھا[۳]"

البتہ صفر ۲ھ کا معاہدہ محفوظ ہے یہ بنی ضمرہ سے ہوا تھا۔ سہیلی[۴] نے اس کا متن یوں نقل کیا ہے" یہ ایک تحریر ہے محمد رسول اللہ کی بنی ضمرہ کے لئے ......" اس طرح کے معاہدوں کا سلسلہ آں حضرتؐ کی زندگی بھر جاری رہا۔ بعض عجیب چیزیں بھی پیش آئیں۔

۵ھ میں خندق کے زمانے میں بنی فزارہ اور غطفان سے ایک توثیق طلب یا مسودہ معاہدہ (مراوضہ[۵]) ہوا تھا اور بعد میں میٹ دیا گیا۔

۶ھ کے صلح نامہ حدیبیہ کے الفاظ پر جھگڑا بھی مشہور ہے جس پر آنحضرتؐ نے آخر حکم دیا تھا کہ بعض لکھے ہوئے الفاظ میٹ دیئے جائیں[۶]۔

۱۔ الوثائق السیاسیہ نمبر (۳۴)، بحوالہ حلبی، مقریزی، قسطلانی وغیرہ۔
۲۔ ایضاً نمبر (۲) بحوالہ ابن ہشام وغیرہ۔
۳۔ سیرۃ رسول اللہ لابن ہشام (طبع یورپ) ص۴۱۹
۴۔ الروض الانف ۲/ ۵۸ تا ۵۹ نیز الوثائق السیاسیۃ نمبر (۱۵۹) بحوالہ ابن سعد وغیرہ
۵۔ الوثائق السیاسیۃ نمبر (۸) بحوالہ ابن ہشام وطبری۔
۶۔ سیرۃ ابن ہشام ص۷۴۷، صحیح بخاری، کتاب المغازی باب: عمرۃ القضا (۶۴/۴۵)

Marfat.com

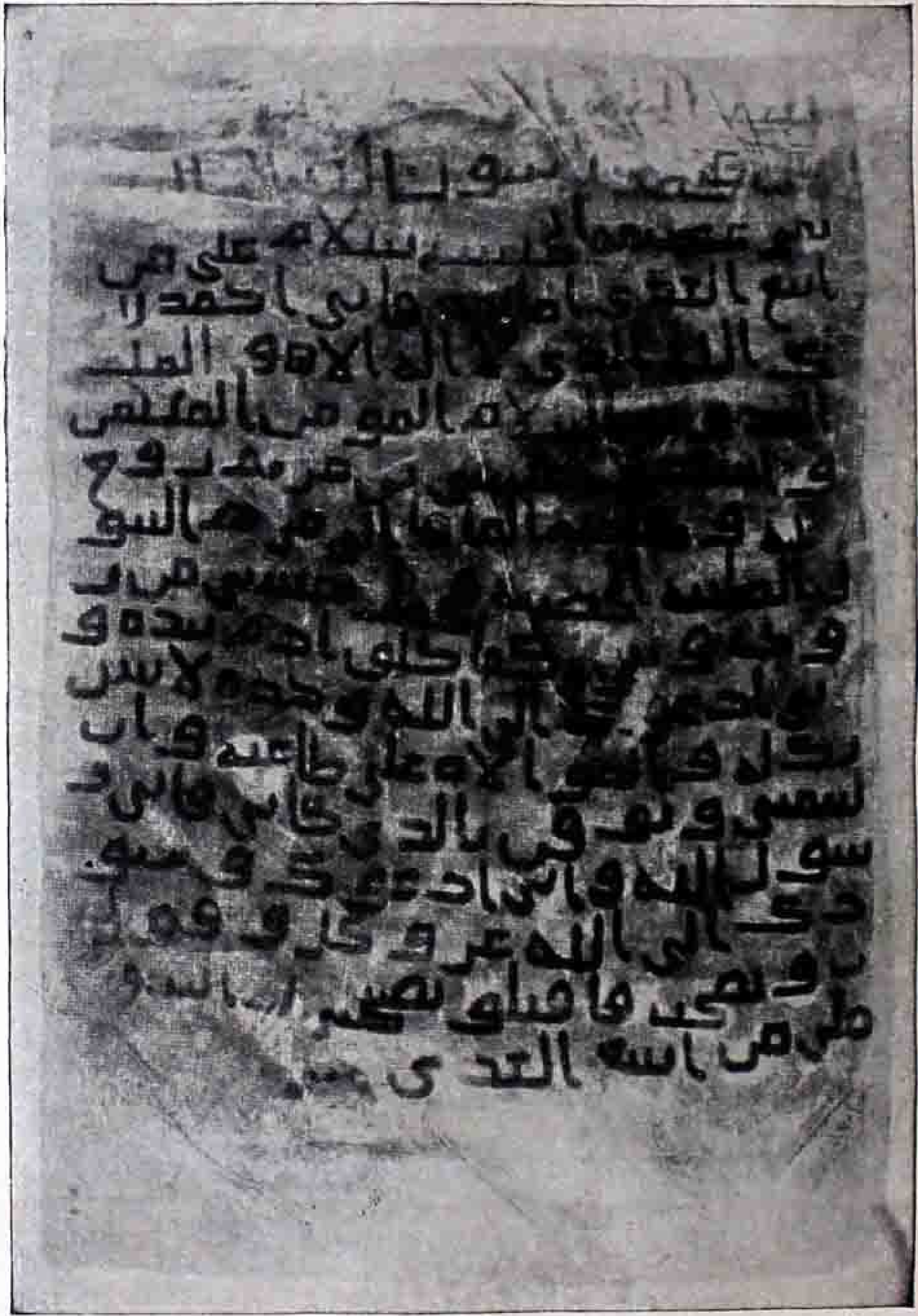

مکتوب نبوی بنام نجاشی (شاہ حبش)

Marfat.com

۹ھ کے غزوہ تبوک کے متعلق مورخ لکھتے ہیں کہ دومۃ الجندل کے حکمراں اُکیدر بن عبد الملک بن عبد الجن الحیری نے جب اطاعت کا معاہدہ[۵۱] کیا تو آں حضرتؐ نے دستاویز پر" اپنے ناخن سے مہر فرمائی" (ختمہٗ بظفرہٖ[۵۲]) ۔ یہ اصل میں اکیدر کے وطن حیرہ والوں کا قدیم رواج تھا کہ معاہدوں پر انگوٹھے کا نہیں بلکہ ناخن کا نشان لیتے تھے اور اس سے ہلال کی شکل کی ایک لکیر پڑجاتی تھی' چنانچہ آثار قدیمہ کی کھدائیوں میں پختہ اینٹوں پر کندہ کئے ہوئے زمانہ قبل مسیح کے جو معاہدے نکلے ہیں' ان پر نہ صرف ایسی علامتیں موجود ہیں بلکہ یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ "بغرض توثیق ناخن کا نشان ثبت کیا"[۵۳]

(د) آں حضرتؐ نے قیصر و کسریٰ' مقوقس و نجاشی وغیرہ حکمرانوں کو تبلیغی خط بھیجے تھے ان میں سے قیصر کا موسومہ اصل خط حال حال تک موجود تھا[۵۴]۔ مقوقس' نجاشی اور المنذر بن ساوی کے خطوط کی اصلیں موجود و معروف ہیں[۵۵]۔ ابن عساکر نے اپنی "تاریخ دمشق" میں لکھا ہے[۵۶]۔ کہ ابوالعباس

۵۱۔ متن کے لئے الوثائق السیاسیہ نمبر (۱۹۰) نیز ابو عبید قاسم بن سلام: کتاب الاموال فقرہ ۵۱۸' ابو عبید قاسم بن سلام (المتوفی ۲۲۴ھ) لکھتے ہیں کہ "خود میں نے اس تحریر کو پڑھا اور وہ ایک سفید چمڑے پر لکھا ہوا تھا اور میں نے حرف بہ حرف اس کی نقل لے لی"
۵۲۔ طبقات ابن سعد جلد دوم حصہ اول صفحہ ۱۲۰' نیز تراتیب کتانی ۱/۱۷۹ بحوالہ اصابہ لابن حجر' وہب بن اکیدر' نیز اکیدر بن عبد الملک۔

Oluf Krueckmann, New Babylonisehe Recht-und .Verwaltungstexte (Text 37,) Tafel 38; Ch Edwards, The Hammurabi Code, p, 11; Meissner, Babylonien und Assyrien I, 178

۵۳۔ میری تالیف "رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی" میں باب "مکتوب نبوی بنام قیصر روم"
۵۵۔ ایضاً باب "مکتوبات نبوی کے دو اصول" نیز باب "مکتوب نبوی بنام نجاشی"
۵۶۔ ابن عساکر: تاریخ دمشق طبع جدید (شائع کردہ صلاح الدین المنجد) جلد اول صفحہ ۴۲

عبداللہ بن محمد نے شہر ایلہ والوں سے ان کا معاہدہ نبوی تین سو اشرفی میں خرید کیا۔ کسریٰ کے متعلق مروی ہے کہ اس نے نامہ مبارک کو پوری طرح سنے بغیر چاک کر دیا تھا[۱] یہ سب بھی تحریری ہی چیزیں تھیں۔

رسول اللہ ؐ کے کاتب " زید بن ثابت رضؓ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہودیوں کی تحریر سیکھی تھی[۲] مورخ طبری کے علاوہ محدث ابو داؤد اور امام بخاری لکھتے ہیں کہ " زید بن ثابت ؓ نے رسول اللہ ؐ کے حکم سے یہودیوں کی کتابت سیکھی تھی اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جو مراسلے ان کو لکھتے یا جو مراسلے وہ لکھتے زید بن ثابت ان کو لکھتے یا پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔

(۵) انتظامی ضرورتوں سے اکثر موقع پیش آتا رہتا تھا کہ آنحضرت ؐ جزیرہ نمائے عرب کے اطراف واکناف میں اپنے ہر جگہ کے گورنروں، قاضیوں، تحصیلداروں، وغیرہ کو وقتاً فوقتاً اپنی ہدایتیں بھیجیں، یا پیچیدہ گتھیوں میں یہ افسر کچھ دریافت یا استصواب کریں تو اس کا جواب بھیجیں۔ اس کا بھی متواتر ذکر ملتا ہے کہ اواخر حیات میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکات یعنی زراعت ریوڑوں، معدنیات، وغیرہ میں حکومت کو ادا طلب محصول کی شرحیں تحریر کروائیں لیکن اضلاع وغیرہ میں بھیجنے سے قبل آپ کا انتقال ہوگیا، اور یہ کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ وغیرہ خلفاء نے اس پر عمل کیا[۴]۔

---

[۱] ۔ صحیح بخاری ۱/۳ کتاب العلم باب ما یذکر فی المناولۃ نیز تاریخ طبری ۵۶ھ کے واقعات ص ۱۵۷۲ مطبوعہ لائیڈن ۔ [۲] بلاذری: فتوح البلدان ص ۵۱۳۔

[۳] بخاری، ابو داؤد نیز تاریخ طبری ص ۱۴۶۱ ۲ھ کے واقعات۔

[۴] ۔ سنن دارقطنی، ابو داؤد، طبرانی، دارمی، کنز العمال وغیرہ میں اس کا متن ہے۔

سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ اور ترمذی کتاب الزکاۃ میں عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ " رسول اللہ نے زکات کی کتاب لکھی مگر آپ اس کو اپنے عاملوں کو بھیجنے نہ پائے تھے کہ آپکی وفات ہوگئی۔ آپ نے اس کو اپنی تلوار سے لگا رکھا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ وفات پائی، پھر حضرت عمرؓ نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ وفات پائی"

اسی ابوداؤد میں " ابن شہاب زہری (۵۱ھ - ۱۲۵ھ) کہتے ہیں کہ میں نے (بقیہ ص ۲۹ پر)

Marfat.com

Marfat.com

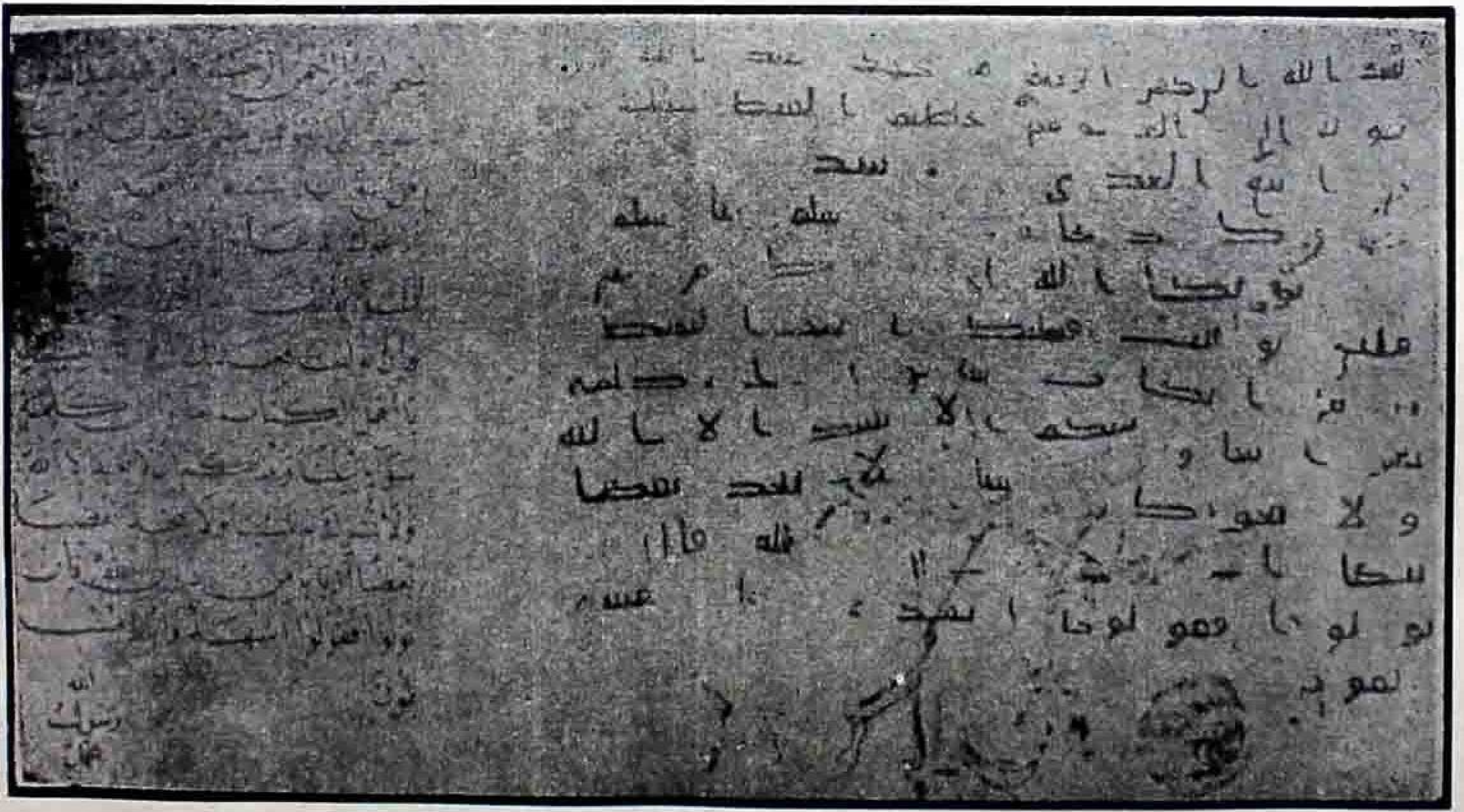

مکتوب نبوی بنام مقوقس (شاہ مصر)

ترجمہ قرآن عہد نبوی میں

عہد نبوی کی لکھائی کے سلسلے میں حضرت سلمان فارسیؓ کا ترجمہ قرآن بھی قابل ذکر ہے۔ بعض ایرانی لوگ مسلمان ہوئے (معلوم نہیں یمن کے یا بحرین و عمان کے، یا کہیں اور کے) اور اپنی مادری زبان فارسی میں نماز پڑھنے کی عارضی مانگی تو سلمان فارسیؓ نے سورہ فاتحہ کا ترجمہ کر کے انھیں بھیجا تاکہ عربی متن حفظ ہونے تک اسی کو نماز میں پڑھا کریں، جیسا کہ مشہور حنفی فقیہ شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہے۔

رُوِیَ اَنَّ الفرسَ کتبوا	بیان کیا گیا ہے کہ ایرانیوں نے سلمان فارسی
الیٰ سلمانَ رضی اللّٰہُ عنہُ	رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ان کے
اَنْ یکتبَ لھم الفاتحۃ	لئے سورۂ فاتحہ فارسی میں لکھ بھیجیں۔
بالفارسیۃِ فکانوا یقرؤن	چنانچہ یہ لوگ نماز میں اسی (ترجمے)
ذالکَ فِی الصّلاۃِ حتی الانت	کو پڑھا کرتے تھے تا آنکہ ان کی زبان عربی
اَلسِنتھم للعربیۃِ [۱]	سے مانوس ہو گئی۔

کسی اور حوالہ سے مصری عالم فرید وجدی نے لکھا ہے کہ سلمان فارسیؓ نے یہ ترجمہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے کر بھیجا تھا۔[۲]

ان مثالوں کے دینے سے غرض صرف یہ ہے کہ اس طرح کی حدیثیں یعنی سیاسی دستاویزیں جو عہد نبوی سے تعلق رکھتی ہیں تحریری ہی

(بقیہ سلسلہ حاشیہ (ص ۲۸) اس تحریر کو پڑھا اور وہ حضرت عمرؓ کی اولاد کے پاس تھی اور عمر ابن عبدالعزیزؒ (المتوفی ۱۰۱ھ) نے اس تحریر کی نقل کروائی۔"

حضرت عمرؓ نے زکات سے متعلق جو تحریر لکھی تھی وہ امام مالک (المتوفی ۱۷۹ھ) کی کتاب موطا کتاب الزکاۃ میں محفوظ ہے اور خود مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے حضرت عمرؓ کی کتاب صدقہ کو پڑھا۔"

[۱] المبسوط للسرخسی، جلد اول، کتاب الصلوۃ ص ۳۷

[۲] الادلۃ العلمیۃ علی جواز ترجمۃ معانی القرآن الی اللغات الاجنبیۃ طبع قاہرہ ص ۵۸ (اور النہایہ و البدایہ کا حوالہ دیا ہے)

Marfat.com

ہو سکتی ہیں۔ کیوں کہ اس کے بغیر ان کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسی دستاویزوں یعنی تحریری حدیثوں کو اکٹھا کرنے کی کوششوں کا آغاز عہد صحابہ ہی میں شروع ہوا، جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ اس عاصی پر معاصی نے بھی اس سعادت کے حصول کی بساط بھر کوشش کی۔ اور اگلوں پچھلوں کی کوششوں کو یکجا کر کے الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ" مصر میں شائع کی۔ اس میں خاص عہد نبوی کی دو سو سے زاید دستاویزیں ہیں۔ اس کتاب کا نیا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ اس میں عہد نبوی کے مزید چالیس ایک معاہدے، جو بعد میں ملے، اضافہ کئے گئے ہیں۔

کتابت کی بعض اتفاقی صورتیں

صحیح بخاری[۱] وغیرہ[۲] نے روایت کی ہے کہ ۸ھ میں فتح مکہ پر آں حضرت[ص] نے حقوق انسان وغیرہ اہم مسائل پر خطبہ دیا۔ ایک یمنی شخص ابو شاہ وہاں حاضر تھا۔ اس نے درخواست کی، یا رسول اللہ مجھے یہ لکھ دیجئے۔ آں حضرت[ص] نے حسب حکم دیا کہ وہ خطبہ اسے قلم بند کر دیا جائے (اُکتُبوہ لابی شاہ)

ایسے واقعے بھی پیش آئے ہوں گے کہ کوئی صحابی جو باہر سے مدینہ آئے ہوں اور چند روز مقیم رہ کر واپس جا رہے ہوں، تو قیام کے دوران میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کچھ باتیں یا ہدایتیں لکھ کر ساتھ لے گئے ہوں، خود مدینہ میں رہنے والے عوام الناس بھی (مثلاً کسان، مزدور پیشہ دستکار وغیرہ) جن کو تصنیف یا تالیف یا عام علمی و ذہنی مشاغل کا ذوق نہ ہو کبھی کبھار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد سے اتنا متاثر ہوئے ہوں کہ یادداشت کے لئے اسے لکھ لیا ہو، مگر یہ سب اتفاقی صورتیں تھیں۔

۱۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم (۳/۴۹ حدیث ۲)

۲۔ سنن ابی داؤد، باب کتاب العلم، ترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصۃ فیہ

Marfat.com

عہدِ نبوی میں اہتمام کے ساتھ حدیث کی تدوین

ایسی روایتیں نایاب نہیں ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو قرآن مجید کے سوا آپ سے سنی ہوئی کسی اور چیز کے لکھنے کی ممانعت فرمائی ہو، اور ایسی روایتیں بھی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت بلکہ ہدایت دی کہ حدیث کو لکھ لیا جائے۔

ان "متضاد" احکام سے صحابہ کو تو کوئی تشویش نہ ہوئی کیوں کہ وہ سیاق و سباق سے واقف تھے، مگر بعد کے محدثین کو شروع میں کچھ الجھن رہی، اور جس کو جو حدیث ملی وہ اسی پر عمل کرنے لگا، البتہ کچھ عرصہ بعد جب دونوں قسم کی ساری حدیثیں یکجا ہوئیں تو پھر اہل نظر کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح منشا معلوم کرنے میں کوئی دشواری نہ رہی، مثال کے طور پر یہ امر قابل ذکر ہے کہ صحیح بخاری میں " بابُ کِتَابَۃِ العِلمِ" یعنے لکھنے کی اجازت کا تو ذکر ہے لیکن لکھنے کی ممانعت یا کراہیت کا کوئی باب نظر نہیں آتا۔

قبل اس کے کہ ہم ممانعتی روایتوں کا ذکر اور ان کی جانچ کریں مناسب ہوگا کہ (بحث کو جاری رکھتے ہوئے) حدیث لکھنے کی اجازت اور اس اجازت سے استفادہ کئے جانے کی مثالیں بیان کی جائیں جو کثیر بھی ہیں اور اثر انداز بھی۔

(الف) ترمذی[1] کی روایت ہے کہ کسی انصاری صحابی نے ایک دن آں حضرت ؐ کے پاس حاضر ہو کر اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی اور کہا کہ ہر روز وعظ و تذکیر میں آپ جو اہم اور کار آمد باتیں فرماتے ہیں وہ مجھے اچھی معلوم ہوتی ہیں لیکن وہ مجھے یاد نہیں رہتیں۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا: " اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو " (یعنی لکھ لیا کرو) انہوں نے اس اجازت سے فائدہ اٹھایا ہوگا لیکن مزید تفصیلیں معلوم نہیں۔

---

[1] - ترمذی: ابواب العلم، باب جاء فی الرخصۃ فیہ

Marfat.com

الصَّحِيفَةُ الصَّادِقَةُ

(ب) ایک مماثل واقعہ عبداللہ بن عمرو بن العاص القرشی رضی کے متعلق مروی ہے[۵۱]۔ یہ آں حضرت ﷺ کی اجازت سے ملفوظات نبوی لکھ لیا کرتے تھے تاکہ انہیں یاد رکھ لیں۔ لوگوں نے انہیں منع کیا کہ رسول اللہ ایک بشر ہیں کبھی خوشی اور کبھی خفگی کی حالت میں ہوتے ہیں اس لئے بلا امتیاز آپ کی ہر بات کو لکھ لینا مناسب نہیں۔ بات معقول تھی اس لئے رسول اللہ کے پاس آئے اور پوچھا "کیا جو بھی آپ سے سنوں اسے لکھ سکتا ہوں؟" آپ نے جواب دیا: ہاں۔ مزید اطمینان کے لئے پوچھا: کیا رضا مندی اور غضب ہر حالت میں؟" اس پر آں حضرت ﷺ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "بخدا اس سے جو بھی نکلتا ہے وہ حق بات ہی ہوتی ہے"

صحیح بخاری[۵۲] میں وہب بن منبہ نے اپنے بھائی ہمام ـــ یعنی زیر اشاعت صحیفے کے مولف ـــ سے روایت کی ہے، کہتے ہیں: "میں نے ابوہریرہ رضی کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں آپ ﷺ کی حدیثیں بیان کرنے والا مجھ سے زیادہ کوئی نہیں، بجز عبداللہ بن عمرو کے کیوں کہ وہ (بروقت) لکھا کرتے تھے، اور میں نہیں لکھتا تھا ـــ یہی حدیث معمر نے ہمام سے (اور انہوں نے) ابوہریرہ رضی سے بیان کی ہے"۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی نے اپنے پاس کے جمع کردہ ذخیرہ حدیث کا نام "الصحیفة الصادقة" رکھا[۵۳]۔ کہتے ہیں کہ اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں[۵۴]۔ یہ نسخہ ان کے خاندان میں عرصے تک محفوظ رہا

---

[۵۱] ترمذی حوالہ بالا نیز سنن ابی داؤد کتاب العلم، مسند ابن حنبل (طبع جدید) احادیث نمبر ۶۵۱۰، ۶۸۰۲، ۶۹۳۰، ۷۰۱۸، ۷۰۲۰، نیز ابن سعد، ابن عبدالبر وغیرہ

[۵۲] بخاری، کتاب العلم باب کتابة العلم، نیز مصنف عبدالرزاق الجزء الرابع باب کتاب العلم عبدالرزاق نے معمر سے اور انہوں نے راست ہمام بن منبہ سے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی سے سنا۔

[۵۳] طبقات ابن سعد ۲/۴ صفحہ ۹۰۸۔ [۵۴] اسد الغابة لابن الاثیر جلد سوم صفحہ ۲۳۳ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳)

چنانچہ ان کے پوتے عمرو بن شعیب، اسی کو ہاتھ میں رکھ کر روایت کرتے اور درس دیتے تھے [۵]۔ بظاہر وہ انھیں حفظ نہ تھا۔ اللہ، امام احمد بن حنبلؒ پر ہزار رحمتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے صحیفہ ہمام ہی کی طرح، جس کا ہم آگے ذکر کریں گے، اس کو بھی اپنی ضخیم قابل قدر "مسند" میں مدغم فرما کر ہمارے لئے محفوظ فرما دیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی تالیف کا ذکر ابن منظور نے "لسان العرب مادہ "قلم" " میں بھی کیا ہے: "حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک دن ہم لوگ عبداللہ بن عمروؓ کے پاس تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ اس پر انہوں نے ایک پرانی صندوق منگوائی، اس میں سے ایک کتاب نکال کر اس پر نظر ڈالی پھر کہا: ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور جو کچھ فرما رہے تھے، لکھتے جا رہے تھے اس اثناء میں آپ سے پوچھا گیا: کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرقل کے بیٹے کا شہر پہلے فتح ہوگا یعنی قسطنطنیہ۔" اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ ہی نہیں صحابہ کی ایک جماعت کی جماعت ملفوظات نبوی کو لکھا کرتی تھی، اور یہ خود رسول اکرمؐ کے روبرو۔ عبداللہ بن عمروؓ بڑے عابد و زاہد تھے۔ باپ سے بھی پہلے مسلمان ہوئے ذوق علم میں سریانی زبان سیکھ لی تھی [۱]۔ یہ ۶۵ھ میں بہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے [۲]۔

(ج) آں حضرتؐ سے آپ کے آزاد کردہ غلام اور خادم ابو رافع نے بھی احادیث لکھ لیا کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اس کی اجازت دے دی [۳]۔ یہ اصل میں قبطی یعنی مصری تھے اور شروع میں حضرت عباسؓ کے

(بقیہ حاشیہ سلسلہ صفحہ ۳۲) جہاں یہ الفاظ ہیں "قال عبداللہ حفظت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الف مثل" یہاں غالباً سادہ ضرب الامثال مراد نہیں ہیں۔ اس حوالے میں کتاب یا صحیفہ صادقہ کا بھی صراحت سے ذکر نہیں ہے۔ [۱] تہذیب التہذیب لابن حجر جلد ہشتم صفحہ ۴۸ تا صفحہ ۵۵ نمبر (۸۰)۔ [۲] اس کا تذکرہ مسند دارمی باب ۴۳ (من رخص فی کتابۃ العلم) میں بھی ہے [۳]۔ طبقات ابن سعد جلد چہارم حصہ دوم صفحہ ۱۱ [۵]۔ زبیر صدیقی کا انگریزی مقالہ روئداد اجلاس اول ادارہ معارف اسلامیہ لاہور صفحہ ۳۳ تا صفحہ ۴۱ بعنوان
Ahadith were Recorded during the life time
(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳۴)

غلام تھے[۱]۔ مسلمان ہوئے تو حضرت عباسؓ نے انہیں رسول اکرمؐ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کر دیا۔ اور آپؐ نے انہیں فوراً آزاد کر دیا۔ بظاہر یہ ۵ھ[۲] کا واقعہ ہے کیونکہ آں حضرتؐ کا ان کو دیا ہوا پروانہ آزادی محفوظ ہے اور اس کے آخر میں ہے[۳] "اسے معاویہ بن ابی سفیان نے لکھا" حضرت معاویہؓ فتح مکہ پر مسلمان ہوئے تھے سنن ابی داؤد[۴] میں یہ بھی لکھا ہے کہ قریش نے انہیں غالباً ان کی کاردانی و معاملہ فہمی کی بنا پر سفیر بنا کر آں حضرتؐ کے پاس بھیجا' اسد الغابہ جلد اول ۱۲۸ کے مطابق یہ قدیم الاسلام ہیں غزوہ اُحد میں شرکت کی تھی اگر یہ صحیح ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ آں حضرتؐ نے فوراً انہیں' چند سال بعد آزاد فرمایا اور قریش کی سفارت بھی شاید بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں ہوئی تھی واللہ اعلم۔

(د) ان سب سے اہم حضرت انس بن مالک انصاریؓ کا واقعہ ہے جب رسول اکرمؐ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو نو عمر انس کو جو دس برس کی عمر ہی میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے[۵] ان کے والدین نے وفور عقیدت سے حکم دیا کہ رسول کریمؐ کی خادمی انجام دیں' چنانچہ انسؓ رات دن رسول اللہؐ کے مکان میں رہتے تھے اور صرف اسی وقت وہاں سے نکلے جب دس سال بعد ۱۱ھ میں رسول اکرمؐ نے وفات پائی اس کے بعد انسؓ بہت دن (۹۱ھ) تک زندہ رہے۔ ظاہر ہے کہ انہیں رسول اللہؐ کی وہ باتیں دیکھنے اور سننے کا موقع ملا جو کسی اور کو آسانی سے نہیں مل سکتا تھا۔ دارمی[۵] کی روایت ہے کہ بعد میں انسؓ اپنے بچوں کو ہمیشہ تاکید کیا کرتے تھے کہ "اے میرے بچو! اس علم یعنی حدیث کو قلم بند کر لو" دارمیؒ ہی نے ایک اور روایت کی ہے کہ "میں نے دیکھا کہ آبان (ایک دن) انسؓ کے پاس بیٹھے (حدیث) لکھ رہے تھے" ان کے بچے اور شاگرد کیوں نہ لکھتے جب انسؓ خود اوروں سے زیادہ تدوین حدیث میں مشغول رہے تھے' چنانچہ محدثین کی ایک جماعت کی جماعت نے سعید بن ہلال وغیرہ کی

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳۳) اس کا اردو ترجمہ ماہنامہ معارف اعظم گڈھ میں چھپا ہے۔

[۱] الروض الانف السہیلی ۲/۲۰۷۔ [۲] التراتیب الاداریہ کتانی جلد ا ص ۲۷۴ تا ۲۷۵

[۳] سنن ابی داؤد' کتاب الجہاد باب فی الامام یستجن بہ فی العہود

[۴] اسد الغابہ جلد اول ص ۱۲۸ (یا رسول اللہ! ھذا ابنی وھو غلام کاتب)

[۵] مسند دارمی ۴۴/۱ من رخص فی کتابۃ العلم [۶] ایضاً

[۷] المستدرک للحاکم وغیرہ بحوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی "تدوین حدیث" محاضرہ اول' خطیب بغدادی کی کتاب تقیید العلم ص ۹۵ تا ص ۹۶ میں یہی روایت ہبیرہ بن عبدالرحمٰن سے بھی مروی ہے (بقیہ سلسلہ صفحہ ۳۵)

زبانی یہ روایت نقل کی ہے کہ ، جب ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے زیادہ اصرار کرتے تو وہ ہمارے لئے بیاضین یا دفتر (مجال، صکاک) نکالتے اور کہتے کہ یہ وہ (حدیثیں) ہیں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں اور آپؐ پر پیش کی ہیں۔" یہاں دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ سنی یا دیکھی ہوئی باتوں کو صرف قلم بند ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اسے خود جناب رسالت کی خدمت میں پیش کرتے اور حسب ضرورت تصحیح و اصلاح کر لیتے۔

عہد نبوی ہی میں صحابہ کرام کے ہاتھوں تدوین حدیث ہونے کے جو واقعات ملتے ہیں، یہ ان میں سے چند ہیں۔ آپؐ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا اپنی یادداشتوں کو قلم بند کرنا مختلف وجوہ سے روز افزوں ہی ہو گیا۔ ان میں سے چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

عَمرو بن حَزم صحابی کی تالیف

یہ مشہور واقعہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عَمرو بن حزم کو یمن کا عامل (گورنر) بنا کر بھیجا تو انہیں ایک تحریری ہدایت نامہ دیا[۱] جس میں جو احکام اور ہدایات دینی تھیں، درج فرمائیں۔ عمرو بن حزم نے اس قیمتی دستاویز کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اکیس دیگر فرامین نبوی بھی فراہم کئے۔ جو بنی عادیا اور بنی عُریض کے یہودیوں، تمیم داری، قبائل جہینہ و جذام وطئی و ثقیف وغیرہ کے نام موسوم تھے اور ان سب کی ایک کتاب تالیف کی، جو عہد نبوی کے سیاسی دستاویزوں یا سرکاری پروانوں کا اولین مجموعہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ اس کی جو روایت تیسری صدی ہجری میں دَیبل (پاکستان) کے مشہور محدث ابو جعفر الدَّیبلی نے کی ہے — اور جن کے حالات انساب سمعانی کے مادہ دیبلی و معجم البلدان یاقوت کے مادہ دیبل میں بھی ملتے ہیں — محفوظ ہے اور ہم تک پہنچی ہے، چنانچہ "اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین" کے نام سے ابن طولون نے جو کتاب تالیف کی — اور جس کا

(بقیہ سلسلہ حاشیہ صفحہ ۳۴) رامہرمزی کی کتاب المحدث الفاصل، باب الکتاب میں بھی اس کا تذکرہ ہے کہ تبھا دعرضتھا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [۱] متن کے لئے الوثائق السیاسیہ (۱۰۵) بحوالہ طبری وغیرہ نیز دیکھئے مسند احمد حنبل، ابو داؤد و نسائی کے باب الدیات۔

نسخہ بخط مولّف کتب خانہ "المجمع العلمی" دمشق میں محفوظ ہے نیز جو چھپ بھی گئی ہے ـــ اس میں حضرت عمرو بن حزم کی یہ تالیف بطور ضمیمہ شامل اور محفوظ کردی گئی ہے۔

عہدِ صحابہ میں عام تدوینِ حدیث

صحیفہ جابر بن عبداللہؓ

(الف) صحیح مسلم[1] کی روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حج پر ایک رسالہ تالیف کیا تھا۔ ممکن ہے اس میں خطبہ حجۃ الوداع اور مناسک حج کے متعلق دیگر حدیثیں جمع کی گئی ہوں۔ (اسے مسند ابن حنبل، باب جابر میں تلاش کرسکتے ہیں۔) یہ بھی مشہور ہے کہ مسجد نبوی (مدینہ) میں ان کا ایک حلقۂ درس تھا جس میں لوگ ان سے علم حاصل کرتے تھے[2]۔ چنانچہ مشہور تابعی مورخ وہب بن منبہ (ہمام بن منبہ کے بھائی) کو بھی انہوں نے حدیثیں املا کرائی تھیں[3]۔ امام بخاری کی روایت ہے کہ مشہور تابعی قتادہ کہا کرتے تھے "مجھے سورہ بقر کے مقابلے میں صحیفہ جابر زیادہ حفظ ہے[4]۔" ان کے ایک اور شاگرد سلیمان بن قیس الیشکری کہتے تھے کہ انہوں نے بھی حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیثیں لکھی ہیں[5]۔ حضرت جابرؓ سے اور لوگوں نے بھی درس لیا اور ان کے "صحیفہ" کی روایت کی ہے[6]۔

(ب) ام المومنین حضرت عائشہؓ کو پڑھنا تو آتا تھا لیکن خود لکھتی نہ تھیں روایت ہے کہ ان کے بھانجے، عروہ بن الزبیر نے ان کی نیز دیگر صحابہ کی حدیثیں لکھی تھیں جو جنگ حرہ میں تلف ہوگئیں بعد میں یہ پچھتایا کرتے کہ کاش! میں اپنے بال بچوں اور اپنے مال واسباب کو ان کتابوں کے عوض فدا کردیتا[7]۔ عائشہ صدیقہؓ کے

۱ه۔ بحوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی "تدوین حدیث" ۱/۱۰۱، مصنف عبدالرزاق میں بھی "صحیفہ جابر بن عبداللہ" کا حوالہ موجود ہے اور معمر نے اس سے روایتیں بیان کی ہیں مثلاً دیکھئے مصنف مذکور باب الذنوب۔
۲ه۔ اصابہ ج ۱ ص ۲۱۳ ۳ه وہب ان کے شاگرد تھے۔ ۴ه التاریخ الکبیر للبخاری جلد ۴ ص ۸۲ (بحوالہ مناظر احسن گیلانی مقالۂ بالا) ۵ه تہذیب التہذیب لابن حجر ۴/۲۱۵; ۳۶۹)
۶ه۔ حوالہ بالا از ابن حجر، نیز مناظر احسن گیلانی مقالہ بالا۔
۷ه۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۳۳۔ تہذیب التہذیب لابن حجر ۷/۱۸۳ نمبر ۳۵۱، نیز مصنف عبدالرزاق الجزء الرابع باب تحریق الکتب۔

اور بھی شاگرد تھے۔ ان میں ایک خاتون عمرہ بنت عبدالرحمن ہیں جن کو انہوں نے بچپن ہی سے پال لیا اور تعلیم و تربیت دی تھی۔ یہ تو معلوم نہیں کہ عمرہ خود کچھ لکھتی تھیں یا نہیں لیکن خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے مدینہ کے عامل (گورنر) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو ـــــ جو عمرہ کے بھانجے تھے ـــــ ہدایت بھیجی تھی کہ "عمرہ بنت عبدالرحمن اور قاسم بن محمد کے پاس جو علم (یعنی ذخیرہ احادیث) ہے، اسے قلم بند کریں[1]" یہ قاسم بن محمد ام المومنین حضرت عائشہؓ کے بھتیجے تھے۔

---

[1] مناظر احسن گیلانی مقالہ بالا بحوالہ بخاری و ابن حجر عسقلانی' ان کے علاوہ اور لوگوں کے پاس کی بھی حدیثیں ملیں تو خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ (۶۱ھ تا ۱۰۱ھ) نے سرکاری طور پر ان حدیثوں کے جمع کرنے اور لکھنے کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔ چنانچہ امام مالکؒ (۹۵ھ تا ۱۷۹ھ) اور امام بخاریؒ (۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ) بیان کرتے ہیں:۔

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ	عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم (مدینہ کے گورنر) کو لکھا۔
اُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ۔	دیکھو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیثیں تم کو ملیں ان کو لکھ لو۔
فَاِنِّىْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ	کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں علم دین مٹ نہ جائے اور عالم چل بسیں۔
وَلَا تَقْبَلْ اِلَّا حَدِيْثَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی کو لینا۔
وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْيَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ۔	اور عالموں کو چاہیئے کہ علم پھیلائیں اور تعلیم دینے کے لئے بیٹھا کریں' تاکہ جس کو علم نہیں وہ علم حاصل کرلے۔
فَاِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا	کیونکہ جہاں علم پوشیدہ رہا پس مٹ گیا۔

(صحیح بخاری' کتاب العلم' نیز موطا امام مالکؒ کتاب العلم)

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے فرمان کی تعمیل میں ابوبکر بن حزم کے شاگرد ابن شہاب زہری (۵۱ھ تا ۱۲۵ھ) نے حدیثوں کے جمع کرنے کا کام شروع کیا بخاری کے مشہور شارح حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری شرح بخاری میں ابو نعیم کی تاریخ اصبہان کے حوالہ سے یہ بیان نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا یہ حکم صرف مدینہ اور مدینہ کے گورنر کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھا بلکہ انہوں نے اسلامی مملکت کے تمام صوبوں کے گورنروں کے نام اسی قسم کا فرمان بھیجا تھا؛

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلَى الْاٰفَاقِ اُنْظُرُوْا حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	عمر بن عبدالعزیز نے تمام مملکت میں لکھا ہے کہ رسول اللہ کی حدیث تلاش کرو بقیہ ص ۳۸

یتیم ہونے کے باعث بی بی نے ان کو گود لے لیا اور خود پالا پرورش کیا تھا۔ یہ بڑے عالم گزرے ہیں چنانچہ ابو عُیینہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ کی حدیثوں کو سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے عمرہ اور قاسم بن محمد تھے۔[۵۱] بی بی عائشہ رضؓ کے علم و فضل کے کیا کہنے، حدیث، فقہ، شاعری، انساب، تاریخ عرب اور طب غرض ہر فن میں ماہر تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ آپ کی قانون دانی اور نکتہ رسی کا لوہا مانتے تھے۔

(ج) روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی احادیث نبویہ جمع کی تھیں اور اس رسالے میں پانسو ۵۰۰ حدیثیں تھیں، پھر خود آپ ہی نے یہ سوچ کر اسے تلف کر دیا کہ کہیں یادکی سہو سے کوئی غلط لفظ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو گیا ہو چنانچہ تذکرۃ الحفاظ میں قاسم بن محمد کی روایت ہے:

قَالَتْ عَائِشَةُ: جَمَعَ اَبِي الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ خَمْسَ مِائَةِ حَدِيثٍ۔	حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانسو ۵۰۰ حدیثیں جمع کیں۔
فَبَاتَ لَيْلَةً يَتَقَلَّبُ كَثِيرًا، قَالَتْ: فَغَمَّنِي۔	پھر ایک رات بڑی بے چینی سے کروٹیں بدلنے لگے حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ اس سے مجھے بہت رنج ہوا
فَقُلْتُ: اَتَتَقَلَّبُ لِشَكْوَى اَوْ	میں نے کہا کہ آپ مرض کی وجہ سے کرتے ہیں یا

(بقیہ سلسلہ حاشیہ صفحہ ۳۷) صلی اللہ علیہ وسلم فاجمعوہ اور ان کو جمع کرو۔ (ابن حجر: فتح الباری ج ۱ ص ۱۷۴ مطبوعہ) حافظ شمس الدین ذہبی اور حافظ ابن عبد البر کے بیان کے بموجب احادیث اور سنن کے دفاتر مرتب ہو کر دارالخلافہ دمشق آئے اور خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحؒ نے ان کی نقلیں مملکت اسلامیہ کے گوشہ گوشہ میں بھیجیں، چنانچہ سعد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ:

اَمَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِجَمْعِ السُّنَنِ فَكَتَبْنَاهَا دَفْتَرًا دَفْتَرًا فَبَعَثَ اِلَى كُلِّ اَرْضٍ لَهُ سُلْطَانٌ دَفْتَرًا۔	ہم کو عمر بن عبد العزیز نے احادیث جمع کرنے کا حکم دیا اور ہم نے دفتر کے دفتر حدیثیں لکھیں۔ انہوں نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی وہاں وہاں ہر جگہ ایک ایک مجموعہ بھیجا۔

(ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۰۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف نیز ابن عبد البر: مختصر جامع بیان العلم ص ۳۸ مطبوعہ مصر)

۵۱۔ تہذیب التہذیب لابن حجر ۷/ ۱۸۲ نمبر ۳۵۱

Marfat.com

بشئی بلغك؟
فلما اصبح، قال: ای بنیة!
هلمی الاحادیث التی عندك
فجئته بها، فدعا بنار فحرقها
فقلت: لم حرقتها؟
قال: خشیت ان اموت
وهی عندی فیكون فیها احادیث
عن رجل قد ائتمنته ووثقت
ولم یكن كما حدثنی فاكون قد
نقلت ذالك فهذا
لا یصح والله اعلم [1]

کوئی اور بات ہے؟
جب صبح ہوئی تو مجھ سے کہا کہ بیٹی!
تمہارے پاس جو حدیث کی کتاب ہے وہ لے آؤ۔
چنانچہ میں وہ لے آئی تو آپ نے آگ منگا کر اسے جلا دیا
میں نے کہا آپ نے اسے کیوں جلایا؟
فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میں مر جاؤں
اور یہ کتاب چھوڑ جاؤں شاید اس میں کسی
ایسے شخص کی بھی حدیث ہو جو میرے نزدیک
تو معتبر ہو اور وہ حقیقت میں معتبر نہ ہو اور میں نے
اس کو نقل تو کر دیا اور وہ صحیح نہ ہو۔
اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

(د) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی احادیث نبویہ کو حکومت کی جانب سے جمع کرنے کا اہتمام کیا اور صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اور ان سب نے احادیث کو لکھ لینے کا مشورہ دیا لیکن پھر آپ نے یہ ارادہ منسوخ کر دیا چنانچہ محدث عبدالرزاق ابن ہمام الصنعانی الیمانی اپنے مصنف میں لکھتے ہیں:

معمر عن الزهری عن عروة ان
عمر بن الخطاب اراد ان یكتب
السنن فاستشار فی ذالك اصحاب
رسول الله صلی الله علیه وسلم۔
فاشاروا علیه ان یكتبها
فطفق عمر یستخیر الله فیها شهرا
ثم اصبح یوما وقد عزم الله له
فقال: انی كنت ارید ان اكتب السنن

معمر زہری سے اور وہ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمرؓ نے احادیث کو ایک کتاب میں لکھنے کا
ارادہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
سے اس بارے میں مشورہ کیا۔
اور انہوں نے مشورہ دیا کہ احادیث کو لکھ لیا جائے۔
پھر حضرت عمرؓ ایک ماہ تک استخارہ کرتے رہے۔
پھر ایک دن صبح میں اٹھے اور انہوں نے اس کا ارادہ کر لیا تھا۔
پھر فرمایا کہ میں احادیث کو لکھ لینے کا ارادہ کر رہا تھا۔

---

[1] الذہبی: تذکرۃ الحفاظ ۱/۵ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔

Marfat.com

وَإِنِّي ذَكَرْتُ قَوْمًا كَانُوا قَبْلَكُمْ كَتَبُوا كُتُبًا فَأَكَبُّوا عَلَيْهَا وَتَرَكُوا كِتَابَ اللّٰهِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَلْبِسُ كِتَابَ اللّٰهِ بِشَيْءٍ أَبَدًا[1]

پھر بعد میں مجھے اس قوم کا خیال آیا جو تم سے پہلے گزری اس نے خود ایک کتاب لکھی اور (اس جانب ہمہ تن اس قدر متوجہ ہوگئی کہ) اللہ کی کتاب ہی کو چھوڑ دیا۔"

صحیفہ علی کرم اللہ وجہہ

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق بخاری[2] میں یہ روایت ملتی ہے کہ ابو جُحَیفَہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ کہا: نہیں، بجز کتاب اللہ (قرآن) کے یا ایسی سمجھ کے جو کسی مسلمان شخص کو حاصل ہو، اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے! ابو جحیفہ رض کہتے ہیں، میں نے پوچھا: تو پھر اس صحیفے میں کیا ہے؟ کہا: خوں بہا اور قیدیوں کو رہا کرانے (کے قواعد) اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے باعث قتل نہ کیا جائے"۔

ایک اور روایت کے الفاظ بخاری[3] میں یوں ہیں: "حضرت علی رض نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور کہا ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے جسے ہم پڑھیں بجز کتاب اللہ (قرآن) کے یا جو اس صحیفے میں ہے اور کہا کہ اس میں زخم کے ہرجانے کے قواعد (جراحات) اونٹوں کی عمریں (بغرض زکات) ہیں اور یہ درج ہے کہ مدینہ جبل عَیر سے فلاں مقام تک حَرَم ہے جو کوئی وہاں قتل کا ارتکاب کرے یا قاتل کو پناہ دے تو اس پر اللہ، فرشتوں، انسانوں سب ہی کی لعنت ہے (قیامت کے دن) اس سے کوئی رقمی معاوضہ یا بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور جو معاہداتی بھائی اپنے معاہداتی بھائی (فریق ثانی) کی اجازت کے بغیر کسی اور گروہ سے معاہداتی بھائی چارہ اختیار کرے تو اس پر بھی اسی طرح (لعنت) ہے۔ مسلمانوں (میں سے ہر ایک) کی ذمہ داری ایک ہی ہے (یعنی ایک کا دیا ہوا

---

[1] جامع معمر بن راشد (مخطوطات انقرہ و استانبول) باب کتاب العلم، نیز دیکھیے مصنف عبدالرزاق باب کتاب العلم (مخطوطہ ترکی و حیدرآباد) نیز تقیید الخطیب ص ۴۹۔ [2] بخاری کتاب العلم، باب کتابۃ العلم (۳۹/۱ حدیث ۱۱۱)۔ [3] صحیح بخاری، ابواب الجہاد والسیر (جزیہ) باب ذمۃ المسلمین (۵۸/۱۷)

امن سب پر پابندی عائد کرتا ہے) جو کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے تو اس پر بھی اسی طرح (لعنت) ہے"۔ بخاری ہی کی ایک اور روایت[1] اس سے ذرا زیادہ مفصل ہے۔ اس کا درمیانی فقرہ یوں ہے: "مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہی ہے۔ ان میں سے جو قریب ترین ہو وہ اس کی (تکمیل کی) کوشش کرے گا، اور جو کوئی کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے گا تو اس پر لعنت" وغیرہ ــ غالباً اس سے مراد دستور مدینہ[2] ہے۔ جس کا اوپر ذکر آیا اور جو ۱ھ میں رسول اکرم ﷺ نے نافذ فرمایا۔ محوّلہ قواعد اس میں موجود ہیں۔ اس واقع کی ایک دوسری روایت جو مصنف عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی[3] میں ہے اور جو امام جعفر صادق رضہ سے مروی ہے، یہ ہے" جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہیں رسول اکرم ﷺ کی تلوار کے قبضے پر ایک صحیفہ بندھا ہوا ملا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ اللہ پر سب سے زیادہ گراں وہ شخص گزرتا ہے جو ایسے آدمی کو قتل کرے جو اسے قتل نہ کر رہا ہو۔ اور ایسے آدمی کو مار پیٹ کرے جو اسے مار پیٹ نہ کر رہا ہو اور یہ کہ جو کسی قاتل کو پناہ دے تو قیامت کے دن اللہ اس سے کوئی رقمی معاوضہ یا بدلہ قبول نہ کرے گا"۔ اس اقتباس کا پہلا جز (بطور تشریح ہے) اور دوسرا جز تقریباً بلفظ مذکورہ دستور مدینہ سے ماخوذ ہے۔ ایک تیسری روایت سنن ابی داود[4] میں ہے جو یہ ہے: "علی رضہ سے مروی ہے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے ارشادات) سے بجز قرآن اور اس چیز کے جو اس صحیفے میں ہے، کچھ نہ لکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ

---

[1] صحیح بخاری، باب اثم من عاھد ثم غدر (۳۸ھ)

[2] دنیا کا پہلا "تحریری دستور مملکت" (در کتاب، عہد نبوی کا نظام حکمرانی)

[3] مصنف عبد الرزاق جلد دوم باب النھبۃ ومن آوی محدثا" (مخطوطہ حیدرآباد و ترکی) اس حوالے کے لئے میں ڈاکٹر محمد یوسف الدین کا ممنون ہوں، امتاع مقریزی (۱/۱۰۷) میں صراحت ہے کہ دستور مدینہ رسول اکرم ﷺ کی تلوار پر لٹکتا رہتا تھا۔

[4] سنن ابی داود کتاب المناسک" باب فی تحریم المدینۃ"

جبل عائر سے جبل ثور[1] تک ایک حَرَم ہے، جو کوئی قتل کا ارتکاب کرے یا قاتل کو پناہ دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی بدلہ یا رقمی معاوضہ قبول نہ ہوگا۔ جو کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی بدلہ یا رقمی معاوضہ قبول نہ ہوگا۔ اور جو معاہداتی بھائی اپنے معاہداتی بھائی کی اجازت کے بغیر کسی اور گروہ سے معاہداتی بھائی چارہ اختیار کرے تو اس پر اللہ فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی بدلہ رقمی معاوضہ قبول نہ ہوگا۔
ابن المثنیٰ بیان کرتے ہیں ...... اس قصے میں علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اس (حَرَم مدینہ) کا نہ گھاس کاٹا جائے نہ شکار بھگایا جائے نہ کوئی لقطہ (کسی کی گری پڑی چیز) اٹھائی جائے بجز اس کے کہ مالک کی تلاش میں عوام کو اطلاع دی جائے، اسی طرح کسی شخص کے لئے یہ درست نہیں کہ لڑائی کے لئے وہاں ہتھیار اُٹھائے اور نہ یہ درست ہے کہ وہاں کا کوئی درخت کاٹے بجز اس کے کہ کوئی شخص اپنے اونٹ کو چارہ دے"۔ — یہ اقتباسات بھی دستورِ مدینہ کا کہیں بلفظہٖ انتخاب اور کہیں شرح ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ صحیح بخاری کے ایک اور باب[2] میں اس واقع کی جو تفصیل ملتی ہے، اس سے گمان ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا یہ صحیفہ کافی طویل تھا اور وہ کم سے کم چار سرکاری دستاویزوں کا مجموعہ تھا یعنی جدول زکات، مدینے کو حرم قرار دینے کا اعلان، دستورِ مدینہ اور خطبہ حجۃ الوداع ممکن ہے یہ دستاویزیں حضرت علیؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھی ہوں اور مثلاً جدول زکات کی نقلیں مختلف صوبوں میں بھیجی گئیں تو اصل مدینے ہی میں محفوظ رہی۔ اس سلسلے میں ہم نے خطبہ حجۃ الوداع کا بھی تذکرہ کیا ہے، کیونکہ زیر بحث

---

[1] جبل عائر یا عیر مدینے کی جنوبی حد ہے اور جبل ثور (جو اُحد کے مغرب میں ہے) شمالی حد ہے۔ نقشہ کے لئے میری کتاب "عہد نبوی کے میدانِ جنگ" ملاحظہ ہو۔

[2] بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ما یکرہ من التعمق والتنازع فی العلم (۹۶ حدیث ۱۷)

حدیث کا ایک جز، اس مشہور خطبے میں بھی ملتا ہے[۱]۔ ممکن ہے کہ یہی جز خطبہ فتح مکہ میں بھی رہا ہے جو حضرت ابو شاہ کو لکھوا دیا گیا تھا۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا یہ بھی گمان ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے ان مختلف دستاویزوں کو ایک کے نیچے ایک چپاں کرکے لپیٹ رکھا تھا۔ کتاب کی صورت میں جز بندی نہ کی تھی۔ بہرحال بخاری کی زیر بحث حدیث یہ ہے "علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں مخاطب کیا، ایک منبر پر چڑھے جو اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ آپ پر ایک تلوار لگی ہوئی تھی جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے جو پڑھی جائے بجز کتاب اللہ (قرآن) کے یا جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ پھر آپ نے اسے پھیلایا (فنشرھا) تو اس میں اونٹوں کی عمریں درج تھیں۔ اسی طرح اس میں لکھا تھا کہ عیر سے فلاں مقام تک مدینہ ایک حرم ہے۔ جو کوئی اس میں قتل کا ارتکاب کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں، انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اس طرح اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری واحد ہے جس کے لئے ان میں کا قریب ترین شخص جد و جہد کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کے کئے ہوئے عہد کو توڑے تو اس پر اللہ، فرشتوں، انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ ایسے شخص سے کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول نہ کرے گا۔ اسی طرح اس میں لکھا تھا کہ جو کسی گروہ سے اس کے مولاؤں کی اجازت کے بغیر قانونی بھائی چارہ اختیار کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے، اللہ ایسے سے کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول نہ کرے گا[۲]

(۵) حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ بھی جو حدیثیں لکھا کرتے تھے اور ایسا نظر آتا ہے کہ وہ خط و کتابت کے ذریعے سے درس بھی دیا کرتے جیسا کہ صحیح بخاری کے متعدد ابواب میں نظر آتا ہے، چنانچہ انہوں نے مشہور کتاب المغازی کے مولف موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے کہ:-

---

[۱] متن کے لئے دیکھئے: الوثائق السیاسیہ نمبر ۲۸۷/ب [۲] اس کا تذکرہ تقیید العلم للخطیب ص ۸۸ تا ۸۹ میں بھی ہے

"عمر بن عبداللہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سالم ابو النضر سے جو اس (عمر بن عبداللہ) کے کاتب تھے۔ مروی ہے کہ عبداللہ بن اوفی نے خط لکھا اور میں نے وہ پڑھا ــــ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: "جب وہ حروریوں سے لڑنے روانہ ہوا تو عبداللہ بن اوفی نے اسے خط لکھا جسے میں نے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا ـ کہ ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک غزوہ میں، جس میں دشمن سے دوچار ہوئے ہو انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ڈھل گیا۔ پھر آپؐ اٹھے اور لوگوں کو مخاطب فرمایا اور کہا: اے لوگو! دشمن سے دوچار ہونے کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ سے عافیت کے طلب گار رہو۔ لیکن جب اس سے دوچار ہو جاؤ تو صبر و ثبات دکھاؤ اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے کتاب کے نازل فرمانے والے، بادل کو چلانے والے اور متحدہ لشکروں (احزاب) کو شکست دینے والے اللہ، ان کو شکست دے اور ہم کو ان پر نصرت عطا فرما[۱]"۔

رسالہ سَمُرہ بن جُندَب

(و) حضرت سَمُرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ نے بھی حدیثیں جمع کیں جو ان کے بیٹے سلیمان بن سَمُرہ کو وراثت میں ملیں۔ ابن حجر[۲] نے لکھا ہے کہ "سلیمان نے اپنے باپ کے حوالے سے ایک بڑا رسالہ (نسخۃ کبیرۃ) روایت کیا ہے" نیز ابن سیرین کہتے ہیں کہ سَمُرہ نے اپنے بیٹوں کے لئے جو رسالہ لکھا اس میں بہت علم (علمٌ کثیرٌ) پایا جاتا ہے[۳]"۔

صحیفہ سعد بن عبادہ

(ز) حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ تو زمانہ جاہلیت میں بھی

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب لا تمنوا لقاء العدو، باب اذا لم یقاتل اول النہار باب الصبر عند القتال (تین روایتیں) [۲] ابن حجر: تہذیب التہذیب ۴/ ۱۹۸ -
[۳] ابن حجر: تہذیب التہذیب ۴/ ۲۳۶ نمبر ۴۰۱)

Marfat.com

لکھنا پڑھنا جاننے، وغیرہ کے باعث "مردِ کامل" سمجھے جاتے تھے[۱] ان کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں انہوں نے احادیثِ نبوی جمع کی تھیں۔ اس کی روایت ان کے بیٹے نے کی ہے۔[۲]

(ح) معلوم نہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خود کوئی حدیثیں لکھیں یا نہیں۔ لیکن طبقات ابن سعد میں سلمان بن موسیٰ کی روایت ہے کہ۔ ابن عمرؓ کے مولیٰ یعنی نافع کو دیکھا کہ ابن عمرؓ اسے املاء کرا رہے تھے اور نافع لکھتے جا رہے تھے۔ نافع ایک بہت بڑے عالم اور حضرت ابن عمرؓ کے سب سے قابل شاگرد تھے، اور اپنے استاد (ابن عمرؓ) کی صحبت میں پورے تیس (۳۰) سال گزار چکے تھے۔ ناگزیر انہوں نے اپنے استاد کے سارے معلومات حاصل کر لئے ہوں گے۔ حضرت ابن عمرؓ فخر سے فرمایا کرتے تھے کہ "نافع کا وجود ہم پر اللہ کا ایک بڑا احسان ہے۔"[۳]

(ط) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی زندگی اتنی مشہور ہے کہ اس کی تفصیل کی حاجت نہیں۔ یہ تواتر سے ثابت ہے کہ ان کی وفات ہوئی تو اتنی تالیفیں چھوڑیں کہ ایک اونٹ پر لادی جا سکتی تھیں۔ ترمذیؒ نے ان کے مولیٰ اور شاگرد عکرمہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ کچھ اہلِ طائف ابن عباسؓ کے پاس آئے اور ان کی کتابوں کو نقل کرنا چاہا، چنانچہ ابن عباسؓ ان کو پڑھ کر املاء کراتے گئے۔" دارمی (باب ۴۳) نیز ابن سعدؒ وغیرہ[۵] نے ان کے ایک اور شاگرد سعید بن جُبیر سے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ جو املاء کراتے تھے، اسے وہ

---

[۱] ابن سعد، طبقات جلد سوم حصۂ دوم صـ ۱۴۲، تہذیب التہذیب ۳/ ۴۷۵ نمبر (۸۸۳) جو لوگ لکھنے پڑھنے کے ساتھ ساتھ تیر اندازی اور پیراکی جانتے تھے انہیں کامل کہا جاتا تھا چنانچہ مورخ بلاذری کا بیان ہے کہ "سعد بن عبادہ، اسید بن حضیر اور عبداللہ بن ابی اور اوس بن خولی کامل تھے یعنی کتابت کے ساتھ تیر اندازی اور شناوری بھی جانتے تھے" (بلاذری: فتوح البلدان صـ ۴۷۴، خط کی ابتداء۔

[۲] مناظر احسن گیلانی مقالہ بالا (بحوالہ ترمذی، کتاب الاحکام)

[۳] تہذیب التہذیب لابن حجر ۱۰/ ۴۱۳ نمبر (۷۴۲)

[۴] ترمذی کتاب العلل (بحوالہ مناظر احسن گیلانی) [۵] بحوالہ مناظر احسن گیلانی۔

Marfat.com

لکھتے جاتے تھے۔ بعض وقت اثنارِ درس میں کاغذ ختم ہوجاتا تو وہ اپنے لباس پر، ہتھیلی پر، حتیٰ کہ اپنی چپل پر بھی لکھ لیتے پھر گھر جاکر اس کی نقل کر لیتے۔

یہ بھی اشارہ کیا جا سکتا ہے کہ علاوہ مستقل تالیفوں کے حضرت ابن عباسؓ حدیث کی خط و کتابت کے ذریعہ سے بھی تعلیم دیتے تھے چنانچہ سنن ابی داؤد میں ابن ابی مُلیکہ کی روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے مجھے لکھ بھیجا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا تھا کہ حلف مدعیٰ علیہ کو دیا جائے گا"[۱]

جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا انتقال ہوا تو ان کے بیٹے علی بن عبداللہ اپنے باپ کی کتابوں کے وارث بنے اور اس طرح اس سرچشمہ علم کی فیض رسانی کا سلسلہ ان کے بعد بھی جاری رہا۔

بعض دیگر صحابہ کی تالیفیں

(ی) مولوی عبدالصمد صارم صاحب نے اپنی اردو تالیف "عرض الانوار المعروف بتاریخ القرآن" (طبع دہلی ۱۳۵۹ھ) میں بھی اس موضوع پر چند معلومات لکھی ہیں[۲]

افسوس ہے کہ اس میں حوالے ناتمام ہیں جن کے باعث تلاش آسان نہیں۔ بہرحال وہ لکھتے ہیں کہ انہیں "الجامع الصغیر" میں اس کا ذکر ملا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو حدیثیں جمع کی تھیں، وہ ان کے بیٹے کے پاس پائی گئیں۔

بعض دیگر تالیفیں، جن کی طرف صارم صاحب نے اشارہ کیا ہے وہ وہی ہیں جن کا اوپر ذکر آچکا ہے، البتہ انہوں نے سَعد بن الربیع بن عَمرو بن ابی زہیر انصاریؓ کی تالیف کا، کتاب اُسدُ الغابہ کے حوالے سے جو ذکر کیا ہے وہ اس کتاب میں (جو حروف تہجی پر مرتب ہے) متعلقہ نام کے تحت نہ ملا ممکن ہے کسی اور کتاب میں انہوں نے یہ تذکرہ پڑھا ہو۔

---

[۱] سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب الیمین علی المدعیٰ علیہ۔
[۲] دیکھیے عرض الانوار المعروف بتاریخ القرآن ص ۱۴۳ و مابعد۔

Marfat.com

(ک) صحیح بخاری کے "باب الذکر بعد الصلاۃ" میں مروی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضؓ کو، بظاہر ان کی دریافت پر بعض حدیثیں اپنے کاتب کو املا کرا کے روانہ کیں۔

(ل) رسول کریمؐ کے خادم حضرت ابوبکرۃ کے متعلق یہ واقعہ ملتا ہے کہ "عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کہتے ہیں کہ میں سجستان میں تھا جب میرے والد نے مجھے لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی پنچ غصے کی حالت میں دو آدمیوں کے مقدمہ کا فیصلہ نہ کرے[1]

تلاش پر توقع ہے کہ بعض اور صحابہ کی تحریری یادداشتوں کا بھی پتہ چلے فی الحال ان نمونوں پر اکتفا کی جاتی ہے اور صرف ایک اور صحابی کا مزید ذکر کیا جاتا ہے جن سے زیرِ اشاعت رسالے کو خاص تعلق ہے:

حضرت ابوہریرہ الدوسی

(م) یمن کے قبیلہ دَوس سے تعلق رکھنے والے حضرت ابوہریرہ رضؓ نے اگرچہ ہجرت نبوی کے کئی سال بعد ۷ھ میں مدینہ آکر اسلام قبول کیا، لیکن قدیم تر زمانے میں مسلمان ہونے والوں کے مقابلے میں احادیث نبوی کی زیادہ روایت کی ہے اس کی وجہ وہ خود بیان کرتے ہیں (جیسا کہ صحیح بخاری میں نقل ہوا ہے) کہ "ابوہریرہ رضؓ نے کہا، لوگ (اعتراض سے) کہتے ہیں کہ ابوہریرہ (حدیث کی روایت) بہت کرتا ہے! اگر کتاب اللہ میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا پھر وہ" اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ" سے لفظ "الرحیم" تک (قرآن سورہ ۲ آیت ۱۵۹ تا ۱۶۰) کی تلاوت کرتے (جس کا ترجمہ ہے: بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو ہم نے کھلی واضح باتوں اور ہدایت کے طور پر نازل کی ہے،

---

[1] بخاری ج ۲۹ کتاب الاحکام باب ھل یقضی الحاکم او یفتی (۹۳/۱۳) نیز سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ باب القاضی یقضی وھو غضبان۔

اور یہ اس امر کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے لئے کتاب (قرآن) میں بیان کر دیا ہے، تو ایسوں پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے (لوگ یا فرشتے بھی) لعنت کرتے ہیں۔ بجز ان لوگوں کے جنھوں نے توبہ اور اصلاح کر لی ہو اور بیان کرنے لگے ہوں تو ایسوں کی توبہ میں قبول کرتا ہوں، اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا، بہت رحم کرنے والا ہوں)۔ ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور ہمارے انصاری بھائی اپنی زمینوں میں (زراعت و باغبانی کے) کام میں مشغول رہتے تھے، تو ابو ہریرہؓ پیٹ بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹا رہتا تھا۔ وہ ایسے موقعوں پر حاضر رہتا تھا جب وہ حاضر نہیں رہتے تھے، اور ایسی باتیں (دیکھ کر) یاد رکھتا تھا جن کا انہیں علم نہ ہوتا تھا" [۱]

حضرت ابو ہریرہؓ نہ صرف پڑھے لکھے تھے بلکہ انہیں علمی ذوق شروع ہی سے رہا۔ حیرت نہ ہو کہ یمن کے متمدن اور ترقی یافتہ علاقے سے آرہے تھے، جہاں سبا و معین کا تمدن شہر روما کی تاسیس سے بھی سینکڑوں ہزاروں برس پہلے اوج عروج کو پہنچ چکا تھا اور جس کی روایتیں یہودی اور عیسائی حکومتوں[۲] کے زمانے میں بھی مسلسل چلی آتی رہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نئے نئے مسلمان ہوتے ہی قرآن، حدیث، عام مشاہدات بارگاہ نبوی ہر چیز کو لکھنے لگے تو خلط مبحث کر جانے کے خوف سے رسول اکرمؐ نے ان کو شروع میں قرآن کے سوا، دوسری چیزیں لکھنے سے منع کر دیا۔ جس پر انہوں نے اپنا ذخیرہ (جو غالباً اونٹ بکری کی شانے کی ہڈیوں وغیرہ پر مشتمل تھا) جلا ڈالا[۳] لیکن بعد میں جب قرآن کو اچھی طرح حفظ کر لیا تو یہ ممانعت باقی نہ رہی۔

اگر عہد نبوی میں انہیں لکھنے پڑھنے اور سیکھنے کا ایک بے پناہ شوق،

---

[۱]۔ بخاری، کتاب العلم۔ باب حفظ العلم (۳/۵۲)۔ [۲]۔ ذو نواس اور ابرہہ کی طرف اشارہ ہے۔
[۳]۔ مسند حنبل جلد ۱۱ ص ۱۲ تا ۱۳۔ ایسی ہی ممانعت شروع میں ابو سعید الخدری کو بھی کی گئی تھی (ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی کراھیۃ کتابۃ العلم)

تھا، تو بعد کے دور میں اشاعتِ علم کا ذوق بھی کم نہ رہا، چنانچہ امام بخاری کے حوالے سے ابن حجر[۵۱] نے لکھا ہے کہ "ابو ہریرہؓ سے تقریباً آٹھ سو یا اس سے زیادہ صحابہ، تابعین اور دیگر اہل علم نے حدیث کی روایت کی ہے۔"

ان کا حافظہ بہت اچھا تھا، جیسا کہ آگے بیان ہوگا، اور ساتھ ہی بہت کھرے تھے اور اپنی دانست میں جو بات حق سمجھتے، اس کے بیان کرنے میں بڑے چھوٹے کسی کی پروانہ کرتے۔ لیکن حق پرست بھی تھے، اپنی غلطی دیکھ لیتے تو بے تکلف پوری خوشی سے قبول کر لیتے۔ ان پر اور جو بھی اعتراض کیا جائے ان کی دیانت صداقت خفیف ترین شائبے سے بھی قطعاً پاک ہے۔ عہد صحابہ میں بعض وقت ان پر کچھ گرفت ہوئی تو ان کی صلاحیت استنباط یا فقہ دانی کے متعلق تھی۔ ایک چھوٹے واقعے سے اس کا اندازہ ہوگا۔ انہوں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ کھانے سے فراغت کے بعد رسول اکرمؐ نے اولاً وضو فرمائی پھر نماز ادا کی۔ انہوں نے اس چشم دید واقعے کی بنا پر یہ مسئلہ بیان کرنا شروع کیا کہ پکائی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اصل میں انہوں نے اس پر غور نہیں کیا تھا کہ زیر بحث کھانے کے وقت آیا رسول اکرمؐ باوضو تھے یا نہیں۔ بہر حال ان کے اس فتوے پر ایک نوعمر دوست (غالباً ابن عباسؓ) نے پوچھا کہ آیا گرم کئے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں؟ (گرم پانی پکائی ہوئی چیز کی تعریف میں آجاتا ہے)

غرض بطور فقیہ حضرت ابوہریرہؓ کا وہ درجہ نہیں جو خلفاءِ راشدین، عبد اللہ بن مسعود، بی بی عائشہ، ابن عمر، وغیرہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے، لیکن ان کی روایتوں میں سے ان کی ذاتی رائے کو ان کے مشاہدات و مسموعات سے جدا کر لیا جائے تو حدیث نبوی کی حد تک وہ ہمارے لئے ایک بڑے قیمتی ماخذ اور انمول معلومات کا ذریعہ ہیں۔

خود ابوہریرہؓ اپنے حافظے کی خوبی کو رسول اکرمؐ کی دعا کی برکت قرار دیتے ہیں۔ ان کے حافظہ کی شہرت دیکھ کر ایک مرتبہ مروان بن الحکم نے ان کا امتحان لیا۔

۵۱۔ ابن حجر: تہذیب التہذیب ۱۲/ ۲۶۵ نمبر (۱۲۱۶)

Marfat.com

(وہ مدینے کا گورنر تھا) چنانچہ اس نے ایک دن انہیں بلایا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد حدیثیں پوچھنی شروع کیں۔ پردے کے پیچھے ایک کاتب بیٹھا ہوا تھا، اور ابوہریرہؓ کی لاعلمی کی حالت میں ان کی ہر بیان کردہ حدیث کو لکھتا جارہا تھا۔ کاتب کہتا ہے: "مروان پوچھتا جاتا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا۔ جو بہت سی حدیثیں ہوگئیں۔ پھر مروان نے سال بھر چپ رہنے کے بعد انہیں مکرر بلایا اور مجھے پردے کے پیچھے بٹھایا۔ وہ پوچھتا گیا اور میں تحریر کو دیکھتا گیا۔ انہوں نے نہ ایک حرف زیادہ کیا نہ ایک حرف کم۔[1] اس سے نہ صرف حضرت ابوہریرہؓ کے عمدہ حافظہ کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس کا بھی کہ ان کی بیان کردہ حدیثوں کی ایک تعداد مروان کے حکم سے لکھی بھی گئی اور ان کا ایک مرتبہ "اصل" سے مقابلہ بھی کر لیا گیا۔

مسند ابی ہریرہؓ

مسند ابی ہریرہ کے نسخے عہد صحابہ ہی میں لکھے گئے، چنانچہ ابوہریرہؓ کی مسند کا نسخہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے والد عبدالعزیز بن مروان گورنر مصر (المتوفی ۸۶ھ) کے پاس بھی تھا۔ انہوں نے کثیر بن مرہ کو لکھا کہ "تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی جو حدیثیں ہوں انہیں لکھ کر بھیج دو اِلَّا حدیثَ اَبِی هُرَیْرَۃَ فَاِنَّهٗ عِنْدَنَا (یعنی ابوہریرہؓ کی حدیثوں کے بھیجنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمارے پاس موجود ہیں)"۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور تالیف ان کے شاگرد بشیر بن نہیک نے مرتب کی۔ دارمیؒ نے روایت کی ہے: "بشیر کہتے ہیں: میں ابوہریرہؓ سے جو کچھ سنتا تھا لکھتا جاتا تھا۔ جب میں نے ان سے رخصت ہونا چاہا تو ان کے پاس ان کی کتاب لایا اور انہیں پڑھ کر سنائی اور ان سے کہا: یہ وہ چیز ہے جو میں نے آپ سے سنی ہے! انہوں نے کہا: ہاں"۔[3]

ابن وہب کہتے ہیں مجھے ابوہریرہؓ نے ایک مرتبہ اپنی کتابیں دکھائیں۔[4]

۱؎ کتاب الکنیٰ، للبخاری ص ۳۴ (بحوالہ مناظر احسن گیلانی) ۲؎ طبقات ابن سعد ج، ص ۱۵۷
۳؎ دارمی باب ۴۳ نیز تقیید الخطیب ص ۱۰۱ ۴؎ فتح الباری لابن حجر ۱/۱۸۴ (بحوالہ ڈاکٹر زبیر صدیقی

Marfat.com

ان کی کتابوں کا ایک اہم واقعہ جو غالباً ان کی پیرانہ سالی کے زمانے کا ہے۔ قابل ذکر ہے۔ عمرو بن امیہ الضمری اوّلین اسلامی سفیر، اور عہد نبوی کے بہت ممتاز سفارتی افسر تھے، ان کے ایک فرزند کی جو ابو ہریرہؓ کے شاگرد تھے، روایت ہے:۔

تَحَدَّثْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِحَدِيثٍ فَأَنْكَرَهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْكَ، — میں نے ابوہریرہ کی ایک حدیث (انہیں سے) بیان کی انہوں نے ناواقفیت ظاہر کی، میں نے کہا کہ میں نے اسے آپ ہی سے سنا ہے۔

فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ سَمِعْتَهُ مِنِّي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدِي، — کہا: اگر تم نے اسے مجھ سے سنا ہے تو وہ میرے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔

فَأَخَذَ بِيَدِي إِلَى بَيْتِهِ فَأَرَانَا كُتُبًا كَثِيرَةً مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ ذَلِكَ الْحَدِيثَ. — پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ اور ہم کو حدیث نبوی کی بہت سی کتابیں دکھائیں، اور پھر وہ حدیث بھی پائی۔

فَقَالَ: قَدْ أَخْبَرْتُكَ إِنْ كُنْتُ حَدَّثْتُكَ بِهِ فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدِي [1] — پھر کہا: میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر میں نے وہ حدیث تم سے بیان کی ہے تو وہ میرے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔

الصحيفة الصحيحة

حضرت ابو ہریرہؓ کے اور بھی شاگرد تھے، جن میں سے ایک زیر اشاعت رسالے کے "مولف" ہمام بن منبہ بھی ہیں۔ اور یہ تالیف بعینہٖ محفوظ ہونے سے تاحال دستیاب شدہ کتب حدیث میں قدیم ترین ہے، کیوں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی وفات ۵۸ھ یا اس کے لگ بھگ زمانے میں [2] بیان کی جاتی ہے۔ ابو ہریرہؓ

---

[1] جامع بیان العلم لابن عبدالبر ۱/۷۴، [2] طبقات ابن سعد جلد چہارم حصہ دوم ص۶۳ کے مطابق یہ ۵۹ھ میں اٹہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے، مرجح قول ۵۸ھ سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

بھی یمنی تھے اور ہمّام بھی یمن ہی کے باشندے تھے۔ جب ہمّام تعلیم کے لئے مدینہ آئے تو فطری تقاضے سے وہ اپنے ممتاز ہم وطن ابوہریرہ رضؓ ہی کے پاس حاضر ہوئے۔ ابوہریرہؓ نے اس نوجوان ہم وطن کے لئے رسول اکرم صلعم کی حدیثوں میں سے کوئی ڈیڑھ سو کا انتخاب کیا۔ یہ زیادہ تر تربیت اخلاق کے متعلق ہیں اور ان حدیثوں کو ایک چھوٹے سے رسالے کی صورت میں مرتب کر کے اپنے شاگرد ہمّام کو املاء کرایا۔ اس کی ٹھیک تاریخ معلوم نہیں لیکن یقیناً ابوہریرہؓ کی وفات سے قبل کا واقعہ ہے جیسا کہ نظر آئے گا' یہ اصل میں حضرت ابوہریرہؓ کی تالیف ہے جو انہوں نے ہمّام بن منبہ کے لئے مرتّب کی۔ اس لئے اس کا نام "صَحِيفَةُ اَبِي هُرَيْرَةَ لِهَمّام بن مُنَبِّه" ہونا چاہیئے بعض حوالوں سے' جیسا کہ آگے بیان ہوگا' معلوم ہوتا ہے کہ اصل نام "الصحیفة الصحیحة" تھا۔ یہ قرین قیاس ہے کیوں کہ ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ کو اگر کسی صحابی کی حدیث دانی پر رشک تھا تو وہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ہیں۔ جنھوں نے " الصحیفة الصادقة " کے نام سے حدیثوں کا ایک مجموعہ چھوڑا ہے کوئی متعجب نہیں' اس کا دیکھا دیکھی انہوں نے اپنی تالیف حدیث کا نام صحیفہ صحیحہ رکھا ہو۔

بہرحال پہلی صدی ہجری کے تقریباً وسط کی یہ تالیف تاریخی نقطۂ نظر سے ایک گراں مایہ یادگار ہے جو لوگ کہتے یہ ہیں کہ حدیث نبوی آں حضرت صلعم کے دو تین سو سال بعد لکھی جانی شروع ہوئی۔ اور احمد بن حنبلؒ' بخاریؒ' مسلمؒ' ترمذیؒ' جیسے ائمہ کو بھی جعلساز قرار دینا چاہتے ہیں' ان کی دلیل زیادہ تر یہی رہی ہے کہ عہد نبوی یا عہد صحابہ کی حدیث کے متعلق کوئی یادگار موجود نہیں ہے۔ اب عہد صحابہ کی یہ یادگار ہمارے ہاتھ میں ہے اور مقابلہ کرنے پر نظر آتا ہے کہ بعد کے مولفوں نے مفہوم تو کیا' کوئی لفظ تک نہیں بدلا ہے۔ صحیفہ ہمّام کی ہر حدیث نہ صرف صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضؓ کے حوالے سے ملتی ہے' بلکہ مماثل مفہوم دوسرے صحابہ سے بھی ان کتابوں میں ضروری ملتا اور اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ اس کا انتساب جناب رسالت مآبؐ کی طرف فرضی اور بے بنیاد نہیں مثلاً

زیرِ اشاعت رسالے کی حدیث نمبر (۵۶) حضرت انسؓ کے اور نمبر (۱۲۴) ابن عمرؓ کے حوالے سے بھی بخاری نے روایت کی ہے۔

ہمّام بن مُنبّہؒ

ہمّام بن منبہؒ کے حالات جو بھی ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں: طبقات ابن سعد میں لکھا ہے[1]: "وَھب بن مُنَبّہ کی وفات صنعاء میں سنہ ۱۱۰ھ میں ہشام بن عبد الملک کی خلافت کے آغاز میں ہوئی۔ رہے ہمّام بن منبّہ جو ابناء[2] میں سے ہیں، اور جو اپنے بھائی وہب بن منبّہ سے عمر میں بڑے تھے، وہ ابو ہریرہؓ سے (تعلیم کے سلسلے میں) ملے اور ان سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان کی وفات وہب سے پہلے ہوئی یعنی سنہ ایک سو ایک یا دو ہجری میں۔ ان کی کنیت ابو عقبہ تھی۔"

مزید تفصیل ابن حجر نے تہذیب التہذیب[3] میں دی ہے جو یہ ہے:

"ہمّام بن منبہ بن کامل بن شیخ[4] الیمانی ابو عقبہ الصنعانی الابناوی نے ابو ہریرہؓ، معاویہؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ اور الزبیرؓ سے روایتیں کی ہیں؛ اور خود ان سے ان کے بھائی وہب بن منبہ، ان کے بھتیجے عقیل بن مَعقِل بن منبہ، علی بن الحسن،

---

[1]۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ صـ ۳۹۶ مطبوعہ لائیڈن، ہالینڈ۔

[2]۔ ابناء ان ایرانیوں کی اولاد کو کہتے ہیں جو یمن کو فتح کرنے کے بعد وہیں بس گئے تھے۔ یہ فوج کسریٰ نوشیروان نے سیف بن ذی یزن کی درخواست پر حبشیوں سے لڑنے بھیجی تھی۔ (اسد الغابۃ جلد اول صـ ۱۶۳) [3]۔ مطبوعہ حیدرآباد، جلد یازدہم، صفحہ ۶۷، حالات نمبر ۱۰۶؛ نیز جلد اول صـ ۵۷۴۔ [4]۔ یہاں اس طرح شیخ ہے لیکن ان کے بھائی وہب بن منبہ کے حالات (۱۱/ ۱۶۶ نمبر ۲۸۸) میں بغیر نقطوں کے شیخ بن ذی کنار الیمانی الصنعانی الذماری لکھا ہے۔ ابناء کی آمد یمن میں چھٹی صدی عیسوی کے اواخر میں آں حضرتؐ کی ولادت کے بعد ہوئی، لیکن یہاں باپ دادا، پڑدادا، سگڑدادا سب کے نام ایرانی کی جگہ عربی میں دیئے ہیں۔ اس لئے یہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ ہمّام کا تعلق ابناء سے نسب نہیں بلکہ موالات کے باعث ہوگا اور وہ اصل میں یمن ہی کے قدیم باشندے ہوں گے اور ممکن ہے کہ وہ ذوناس کے جبر و تشدد کے زمانہ میں ان کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے عارضی اور ظاہری طور پر یہودیت بھی قبول کی ہو۔

Marfat.com

بن اَتَش اور مَعمر بن راشِد نے روایتیں کی ہیں۔ اسحاق بن منصور نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ (ہمام) ثِقہ تھے۔ ابن حِبان نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب الثِقات میں کیا ہے۔ المیمُونی نے احمد سے روایت کی ہے کہ یہ (ہمام) غزوات (اسلامی جنگوں) میں حصہ لیا کرتے اور اپنے بھائی وہب کے لئے کتابیں خریدا کرتے تھے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ کے پاس زانوئے شاگردی تہ کیا اور ان سے حدیثیں سنیں جو تقریباً ایک سو چالیس ہیں، سب کی سب ایک اسناد رکھتی ہیں، مَعمر نے ان کا زمانہ پایا جب کہ یہ بوڑھے ہوگئے اور ان کی بھوئیں (حاجب) ان کی آنکھوں پر گر گئی تھیں۔ ہمام نے ان (مَعمر) کو یہ (حدیثیں) پڑھ کر سنانی شروع کیں لیکن جب تھک گئے تو مَعمر نے (رسالہ) ہاتھ میں لے لیا اور باقی کو خود پڑھ کر سنایا۔ عبدالرزاق (راوی) یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ کونسا حصہ انہوں نے پڑھا اور کونسا ان کو پڑھ کر سنایا گیا۔ ابن سعد نے کہا کہ ان کی وفات سنہ اکتیس (احدی وثلثیھ[۵۱]) میں ہوئی۔ بخاری کا بیان ہے کہ علی نے بیان کیا: میں نے ایک شخص سے جو ہمام بن منبہ سے ملا تھا پوچھا کہ ہمام کی وفات کب ہوئی؟ کہا سنہ دو میں[۵۲] اور ابن عُیَینیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہا کہ میں ہمام کی آمد کا دس برس تک انتظار کرتا رہا۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ ابن سعد[۵۳] الخلیفہ اور ابن حِبان نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات سنہ اکتیس یا بتیس میں ہوئی۔ العجلی نے بیان کیا ہے کہ یہ یمنی، تابعی اور ثقہ تھے۔"

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون[۵۴] میں لکھا ہے کہ "الصحیفة الصحیحة

۵۱۔ جیسا کہ ہم نے ابھی اوپر دیکھا، ابن سعد نے "سنہ ایک سو ایک یا دو" (سنة احدیٰ واثنتین ومائة) لکھا ہے۔ اور پرانے زمانے میں کسی کاتب کے سہو کے باعث وہ "اکتیس" ہوگیا اور راوی وغیرہ ہر کسی نے وہی نقل کر دیا۔ بلکہ خود ابن سعد کی طرف بھی سنہ ۱۳۱ھ منسوب کر دیا جیسا کہ الجمع بین رجال الصحیحین ج ۲ ص۵۵۵ میں ہے قال علی بن المدینی عن رجل لقیھما ماانه مات سنة اثنتین وثلاثین ومائة وقال ابن سعد توفی سنة احدی وثلاثین ومائة رحمة الله۔ مگر یہ سب اذا فات الشرط فات المشروط کے بمصداق قابل رد ہیں۔

۵۲ اور ۵۳ کے لئے ملاحظہ ہو حاشیہ بالا۔

۵۴۔ بر موقع (اس کتاب کے کئی مشرقی و مغربی ایڈیشن ہیں)

Marfat.com

مولف، ھمام بن منبہ المتوفی ۱۳۱ھ یہ وہی ہے جسے انہوں نے بروایت ابی ہریرہؓ تالیف کیا " کتبہا عن ابی ھریرۃؓ) [1]

صحیفۂ ہمام کا تحفظ

بہر حال ہمام بن منبہ نے اپنے استاد سے حدیثوں کا جو مجموعہ حاصل کیا تھا، اسے نہ تو ضایع کیا اور نہ اپنی ذات کی حد تک مخصوص رکھا، بلکہ اپنی نوبت پر اسے اپنے شاگردوں تک پہنچایا اور رسالۂ زیر تذکرہ کی روایت یا تدریس کا مشغلہ انہوں نے پیرانہ سالی تک جاری رکھا۔ یہ درس بہتوں نے لیا ہوگا لیکن خوش قسمتی سے انہیں ایک صاحب ذوق شاگرد معمر بن راشد یمنی [2] بھی مل گئے، جنہوں نے بغیر حذف و اضافہ اس رسالہ کو اپنے شاگردوں تک پہنچایا۔ معمر کو بھی ایک ممتاز اہل علم بطور شاگرد

---

[1] حاجی خلیفہ نے بھی وہی پرانی غلطی دھرائی ہے صحیح تاریخ ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ ہے۔

[2] معمر بن راشد

جامع معمر بن راشد

ابو عروہ معمر بن راشد (فوت ۱۵۴ھ) نے نہ صرف صحیفۂ ہمام کو بعینہٖ محفوظ رکھا اور اپنے شاگردوں کو املا کرایا بلکہ " الجامع " نامی ایک کتاب حدیث پر خود بھی تالیف کی، جیسا کہ نام ہی بتاتا ہے کہ انہوں نے اس میں ان تمام حدیثوں کو یکجا کیا جو اپنے مختلف اساتذہ سے سنی اور لکھی تھیں، علم کی خوش قسمتی سے یہ کتاب اب تک محفوظ رہ گئی اور حال میں ترکی میں مل گئی ہے۔ اس کا ایک نسخہ جامعۂ انقرہ کے شعبۂ تاریخ کے کتب خانے میں (ذخیرۂ اسماعیل صائب ۲۱۶۴ پر) ہے اور ناقص و دریدہ لیکن بہت قدیم ہے یعنی ۳۶۴ھ میں اندلس (اسپین) کے شہر طلیطلہ (ٹولیڈو) میں لکھا گیا ہے، دوسرا نسخہ کامل ہے اور استنبول کے کتب خانۂ فیض اللہ آفندی میں (۵۴۱ پر) ہے اور ۶۰۶ھ کا لکھا ہوا ہے اس کتاب پر استنبول یونیورسٹی کے نوجوان فاضل استاذ ڈاکٹر فواد سزگین نے " ترکیات مجموعہ سی" نامی رسالے کی بارھویں جلد (۱۹۵۵ء) میں ص ۱۱۵ تا ص ۱۳۴ پر ایک دلچسپ مقالہ بھی ترکی میں لکھا ہے۔ جس کا عنوان ہے " حدیث مصنفاتنک مبدئی و معمر بن راشدک جامعی" یہ کتاب راوی وار نہیں بلکہ موضوع وار مرتب ہوئی ہے، سرسری مطالعے پر اس میں ہمارے صحیفۂ ہمام کا بھی آٹھ دس بار حوالہ نظر آیا۔ لیکن معمر کی کوشش یہ معلوم ہوتی ہے کہ تکرار نہ ہو چنانچہ صحیفۂ ہمام کی روایت بھی خود ہی سے متعلق ہونے کے باعث اس کو نکرر کتاب الجامع میں نقل و ضم نہیں کیا۔ البتہ صحیفۂ ہمام کی حدیثیں ہمام کے سوا کسی اور راوی سے ملیں تو اس جدید سند کے ساتھ ان کو " الجامع " میں ضرور درج کیا ہے اس طرح ایک ہی حدیث کئی کئی ماخذوں سے معلوم ہونے کے باعث معتبر تر ہی ہو جاتی ہے، جامع معمر دو سو سے کچھ زائد ورق پر مشتمل ہے، ممکن ہے کہ اس کی اشاعت کی جلد ہی نوبت آ سکے۔

مل گئے' یہ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیریؒ تھے۔ یہ بھی اسی ملک کے چشم و چراغ ہیں جس کے بارے میں حدیث نبوی وارد ہے کہ اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ (ایمان یمن والوں میں ہے)

جہاں تک زیر اشاعت صحیفے کا تعلق ہے۔ عبدالرزاق نے بجنسہٖ روایت کرنے کا سلسلہ جاری رکھا علم کی خوش قسمتی ہے کہ انہیں دو بڑے ہی اچھے شاگرد ملے' ایک امام احمد بن حنبلؒ اور دوسرے ابوالحسن احمد بن یوسف السلمیؒ ان دونوں نے ہمارے صحیفے کی خاص خدمت کی۔ امام احمد بن حنبل نے اسے اپنی ضخیم تالیف المُسْنَد کے "باب ابوہریرہ" کی ایک خاص فصل میں بلا حذف و اضافہ ضم کر دیا' اور جب تک مسند احمد بن حنبل دنیا میں باقی ہے' صحیفہ ہمام کے بھی باقی رہنے کا سامان کر دیا۔ دوسرے شاگرد سلمی نے اس صحیفے کی مستقل روایت کا سلسلہ جاری رکھا' اور ان کو اور ان کے شاگردوں کو نسلاً بعد نسلٍ ایسے شاگرد رشید ملتے گئے۔ جنہوں نے اس قابل قدر یادگار کو آلائش سے پاک اور حفاظت سے رکھا۔ چند نسلوں بعد عبدالوہاب ابن مندہ

عبدالرزاق بن ہمامؒ

مُصَنَّف عبدالرزاق یہ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی الیمانی بھی بڑے مولف گزرے ہیں۔ انہوں نے المصنّف نامی ایک ضخیم تالیف دو جلدوں میں علم حدیث پر چھوڑی ہے۔ انہوں نے نہ صرف معمر بن راشد سے فیض تلمذ حاصل کیا بلکہ بکثرت دیگر اساتذہ سے بھی حدیث کی معلومات حاصل کیں اور سب کو یکجا کیا اس لئے ناگزیر ان کی تالیف جامع تر اور ضخیم تر ہو گئی' مصنف عبدالرزاق کے مخطوطے استنبول اور صنعا (یمن) کا مل اور حیدرآباد دکن' ٹونک اور حیدرآباد سندھ اور مدینہ منورہ وغیرہ میں ناقص ملتے ہیں۔ اہل علم کو یہ سنکر مسرت ہوگی کہ عثمانیہ یونیورسٹی کے فاضل پروفیسر' ڈاکٹر محمد یوسف الدین اسے آجکل ایڈٹ کر رہے ہیں۔ اور جنوبی افریقہ کے عالم اور علم دوست تاجر مولانا الحاج محمد موسیٰ میاں صاحب اس کی اشاعت میں دلچسپی لے رہے ہیں اس کتاب میں بھی صحیفہ ہمام کی حدیثیں کثرت سے موجود ہیں۔

۵۲۔ امام احمد حنبلؒ بمقام بغداد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ امام شافعیؒ سے درس حاصل کیا۔ اور ۲۴۱ھ میں انتقال ہوا۔ امام بخاریؒ (۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ) اور امام مسلم (۲۰۴ھ تا ۲۶۱ھ) جیسے جلیل القدر محدثین' امام احمدؒ کے شاگرد تھے۔

Marfat.com

اصفہانی کا زمانہ آیا تو ان کے دو شاگردوں نے اس رسالہ کی حفاظت کا اپنی اپنی جگہ سامان کیا۔ ایک تو ابوالفرج مسعود بن الحسن الثقفی جن کے سلسلے میں محمد ابن حنبل اور اسماعیل بن جماعہ جیسے ممتاز مشاہیر کے نام ملتے ہیں اور کم از کم ۵۸۶ھ تک باقاعدہ درس اور روایت کی اجازت دینے کا سلسلہ جاری رہا۔ دوسرے ان عبدالوہاب ابن مندہ کے دوسرے شاگرد محمد بن احمد اصفہانی ہیں، جن کے شاگرد ایک خراسانی عالم محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن مسعود المسعودی البندہی (پنجدہی[1]) نے صلیبی جنگوں کے زمانے میں ۵۷۷ھ میں مدرسہ ناصریہ صلاحیہ میں (جو سلطان صلاح الدین نے دمیاط یعنی مصر میں قائم کیا تھا) اس کا درس دیا، اتفاق سے یہ اصل نسخہ محفوظ ہے اور ۶۷۰ھ یعنی تقریباً پوری ایک صدی تک اسی نسخے پر نسلاً بعد نسلٍ علماء نے اپنے درس کا مدار رکھا اور اس میں اپنی درس دہی اور حاضر الوقت طلبہ کے نام وغیرہ درج کر کے دستخط کئے۔ اس سماع سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ بندہی جو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین کے استاد تھے، ان کے درس میں دمیاط کا فوجی گورنر تنیس اور دمیاط کے متعدد اساتذہ و فضلاء بھی حاضر تھے۔ فیض علم کے ان جاری رکھنے والوں کا شجرہ یوں بنتا ہے:-

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۵۳ قبل ہجرت تا ۱۱ھ)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (فوت ۵۸ھ)

ابوعقبہ ہمام بن منبہ (فوت ۱۰۱ھ)

ابوعروہ معمر بن راشد (فوت ۱۵۳ھ)

ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع ۱۲۶ھ تا ۲۱۱ھ

[1] ان کے حالات کے لئے دیکھو ارشاد یاقوت ۷/۲۰، بغیۃ سیوطی ص۶۶، بروکلمان کی جرمن کتاب (تاریخ ادبیات عربی) ضمیمہ جلد اول ص۶۰۲ نیز ضمیمہ، ضمیمہ جلد اول ص۳۷۴ وفیات ابن خلکان نمبر (۶۳۱)۔

امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ)

احمد بن یوسف السلمی

ابوبکر محمد بن الحسین القطان (ف ۳۰۲ھ)

(ابراہیم بن محمد القطان)

محمد بن اسحاق ابن مندہ (۳۱۱ھ تا ۳۹۵ھ)

عبد الوہاب ابن محمد ابن مندہ

مطبوعہ

مسعود بن الحسن الثقفی

محمود بن ابراہیم ابن مندہ

محمد بن محمد بن محمد بن ہبتہ اللہ بن جہبل

القاسم بن محمود بن مظفر بن عساکر

ابراہیم بن احمد بن عبد الواحد

عبد اللہ ابن جماعہ

اسماعیل ابن جماعہ

مخطوطہ برلین

محمد بن احمد بن محمد الاصبہانی

محمد بن عبد الرحمن المسعودی البندہی

مخطوطۂ دمشق

جیسا کہ ہم نے ابھی دیکھا، صحیفہ ہمام کی جہاں نسلاً بعد نسل مستقل اور علاحدہ روایت کا سلسلہ جاری رہا، وہیں بعض محدثوں نے اس کو اپنی تالیفوں میں کاملاً ضم یا جزاً مدغم بھی کر لیا ان میں سے امام احمد بن حنبل نے چونکہ مولف یا راوی وار حدیثیں مرتب کیں، اس لئے ان کے لئے ممکن تھا کہ صحیفہ ہمام کو بجنسہ محفوظ رکھیں اور انہوں نے یہی کیا بھی ہے[۵] اس سے جہاں صحیفہ ہمام کے نو دستیاب شدہ مخطوطے کی صحت کی توثیق ہوتی ہے، وہیں خود اس مخطوطے سے مسند احمد بن حنبل کے قابل اعتماد ہونے کا ثبوت ملتا ہے، اللہ نے اس طرح ان دونوں خادمانِ علم کو جزا دیتے ہوئے آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی سرخ رو کر دیا ہے۔ البتہ دوسرے محدث

[۵]. دیکھئے مسند ابن حنبل طبع اول جلد دوم صہ ۳۱۲ تا صہ ۳۱۹

Marfat.com

چونکہ موضوع وار حدیثیں مرتب کرتے رہے، مثلاً امام بخاری، عبدالرزاق اور معمر بن راشد وغیرہ، انہوں نے مجبوراً صحیفہ ہمام کی حدیثوں کو اپنی کتابوں کے مختلف ابواب میں منتشر کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر سرسری تلاش میں صحیفہ ہمام کی مندرجہ ذیل حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں صحیفۂ ہمام ہی کے حوالے سے ملتی ہیں اور بغیر کسی نقطے کے فرق کے:

نمبر حدیث ہمام	بخاری	مسلم
۱	کتاب الایمان والنذور باب اول حدیث ۷ (۸۳/۱)	کتاب الجمعہ ج ۱ ص ۲۸۲ اصح المطابع، دہلی
۲		الفضائل ج ۲ ص ۲۴۸
۴		؍؍ ج ۲ ص ۲۴۸
۶	الادب باب ما ینہیٰ عن التحاسد ۷۸/۵۷	
۷		الجمعہ ج ۱ ص ۲۸۱
۸		المساجد ج ۱ ص ۲۲۷
۱۰		الصلاۃ ج ۱ ص ۱۷۶
۱۱		الحج ج ۱ ص ۴۲۵
۱۲		الجنۃ ج ۲ ص ۳۸۱
۱۴	الایمان والنذور باب ثالث حدیث ۹ (۸۳/۳)	
۱۴/الف	العتق باب اذا ضرب العبد (۴۹/۲۰)	
۱۷		قتل الحیات ج ۲ ص ۲۳۶
۱۸		الامارۃ ج ۲ ص ۱۳۳
۲۳	مناقب باب علامات النبوۃ (۶۱/۲۴ حدیث ۳۵)	الفتن ج ۲ ص ۳۹۰
۲۴	مناقب باب علامات النبوۃ (۶۱/۲۴ حدیث ۳۵)	
۲۵	تفسیر سورۃ انعام آخری حدیث (۱۶)	الایمان ج ۱ ص ۸۸
۲۶		الصلاۃ باب الاذان ج ۱ ص ۱۶۸

Marfat.com

نمبر حدیث ہٰذا	بخاری	مسلم
۲۷	توحید باب کا عرشہ (۹۷/۵ حدیث ۲)	الزکاۃ ج ۱ ص ۳۲۲
۲۸	....	الفضائل ج ۲ ص ۲۶۴
۲۹	الجہاد والسیر باب الحرب خدعۃ (۵۶/۱۵۵)	الجہاد والسیر ج ۲ ص ۸۳، الفتن ج ۲ ص ۳۹۶
۳۰	التوحید باب یریدون أن یبدلوا (۹۷/۳۵ حدیث ۲)	....
۳۳	....	الذکر والدعاء ج ۲ ص ۳۴۲
۳۵	....	الطہارۃ ج ۱ ص ۱۳۷
۳۶	....	المساجد ومواضع الصلاۃ ج ۱ ص ۲۳۲
۳۷	....	المساجد ومواضع الصلاۃ ج ۱ ص ۲۰۰
۳۹	القدر باب القاء النذر (۸۲/۶ حدیث ۲)	....
۴۰	....	الزکاۃ ج ۱ ص ۳۲۲
۴۱	انبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم (۶۰/۴۴ حدیث ۲)	..... الفضائل، فضل عیسیٰ ج ۲ ص ۲۶۵
۴۳	الاذان } باب اقامۃ الصف (۱۰/۴۲)	الصلاۃ ج ۱ ص ۱۷
۴۴	الاذان }	الصلاۃ ج ۱ ص ۱۸۲
۴۵	....	القدر ج ۲ ص ۲۳۵
۴۶	الغسل، باب من اغتسل عریانا (۵/۲۰) انبیاء باب وایوب اذ نادی ۶۰/۲۲ التوحید باب یریدون ان یبدلوا ۹۷/۳۵ ح ۳)	
۴۷	انبیاء باب وآتینا داؤد (۶۰/۳۷) التفسیر سورۃ بنی اسرائیل	....
۴۹	الاستئذان باب تسلیم القلیل (۷۹/۴)	....
۵۱	التفسیر (سورہ ق) حدیث ۳	الجنۃ باب جہنم ج ۲ ص ۳۸۲
۵۳	....	الایمان ج ۱ ص ۷۸
۵۵	....	الایمان ج ۱ ص ۷۸

Marfat.com

نمبر حدیث ہمام	بخاری	مسلم
٥٧	انبیاء باب واذ قال ربک (٦٠/٢ حدیث ٥)	
٥٨	انبیاء باب واذ قال ربک (٦٠/٢) استئذان باب بدء السلام (٧٩/١)	الجنۃ ج ٢ ص ٣٨٠
٥٩	کتاب بدء الخلق باب وفاۃ موسیٰ (٦٠/٣٢) ( )	الفضائل (موسیٰ) ج ٢ ص ٢٦٧
٦٠	الغسل من اغتسل عریانا (٥/٢٠)	الطہارۃ ج ١ ص ١٥٤، الفضائل (موسیٰ) ج ٢ ص ٢٦٦
٦٢		البیوع ج ٢ ص ١٨
٦٣		الادب ج ٢ ص ٢٠٨
٦٤		اللباس ج ٢ ص ١٩٥
٦٦	القدر باب : اللہ اعلم بما کانوا عاملین (٨٢/٣ ٣)	القدر ج ٢ ص ٣٣٦
٦٧		الفتن ج ٢ ص ٤٠٧
٦٩		الطہارۃ ج ١ ص ١٣٦
٧٠	الجہاد والسیر باب من اخذ الرکاب (٥٦/١٢٦)	الزکاۃ ج ١ ص ٣٢٥
٧١	الحیل } باب الزکاۃ (٩٠/٣ حدیث ٢)	
٧٢	الحیل } باب الزکاۃ (٩٠/٣ حدیث ٢)	
٧٣		الطہارۃ ج ١ ص ١٣٨
٧٥	النکاح باب صوم المرأۃ (٦٧/٨٥)	الزکاۃ ج ١ ص ٣٣٠
٧٦		الذکر والدعاء ج ٢ ص ٣٤٣
٧٧		الفاظ من الادب ج ٢ ص ٢٣٨
٧٨	انبیاء باب حدیث الغار (٦٠/٤٩ حدیث ١٢)	الاقضیہ ج ٢ ص ٧٧
٧٩		التوبۃ ج ٢ ص ٣٥٢
٨٠		الذکر والدعاء ج ٢ ص ٣٤١
٨١		الطہارۃ ج ١ ص ١٢٤

Marfat.com

نمبر حدیث مسلم	بخاری	مسلم
٨٢	التمنی باب تمنی الخیر (٩٤/٢)	
٨٤	الجزالعاشر باب الرحمن	الفاظ من الادب ج ٢ صـ ٢٣٨
٨٥	بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة (٥٩/٨) حدیث ٦	الجنة ج ٢ صـ ٣٧٩
٨٧		الجهاد والسیر ج ٢ صـ ٨٥
٨٨		البر والصلة ج ٢ صـ ٢٣٧
٨٩		الایمان ج ١ صـ ٥٦
٩١		الصلاة ج ١ صـ ١٨٠
٩٢	الوضوء باب مایقع من النجاسات (٤/١ حدیث ٣)	الامارة ج ٢ صـ ١٣٣
٩٤	اللقطة باب اذا وجد تمرة (٤٥/٥)	الزکاة ج ١ صـ ٣٤٤
٩٥	الایمان والنذور باب اول حدیث ٤ (٨٣/١)	
٩٧		البیوع ج ٢ صـ ٥
٩٩	الفتن باب من حمل علینا السلاح (٩٣/٢)	البر والصلة ج ٢ صـ ٣٢٨
١٠٠	المغازی باب ما اصاب النبی ١٤/٢٥ حدیث ١	
١٠١		الجهاد والسیر ج ٢ صـ ١٠٨
١٠٣	الایمان باب حسن اسلام المرء (٢/٣٣)	
١٠٧		المساجد ج ١ صـ ٢٢٤
١٠٨	الوضوء باب لاتقبل صلاة بغیر طهور (٢/٢) الحیل باب فی الصلاة (٩٠/٢)	الطهارة ج ١ صـ ١١٩
١٠٩		المساجد ج ١ صـ ٢٢٠
١١٠		الامارة ج ٢ صـ ١٣٧

Marfat.com

نمبر صحیفہ ہمام	بخاری	مسلم
۱۱۳	انبیاء، باب طوفان حدیث الخضر (۶۰/۲۸) حدیث ۲	
۱۱۵	انبیاء باب بعد حدیث الخضر (۶۰/۲۹)	الزہد ج ۲ ص ۴۱۹
۱۱۶		صلاۃ المسافرین ج ۱ ص ۲۶۷
۱۱۸		الایمان ج ۲ ص ۵۳
۱۱۹	الصلاۃ باب دفن النخامۃ (۳۸/۸)	
۱۲۲	التوحید باب قول اللہ تؤتی الملک من تشاء (۹۷/۳۱ حدیث ۱۴)	
۱۲۳	النکاح فرض الخمس باب احلت لکم الغنائم (۵۷/۸ حدیث ۶)	الجہاد والسیر ج ۲ ص ۸۵
۱۲۴	التعبیر باب الاستراحۃ (۹۱/۳۰)	
۱۲۵	المناقب باب علامات النبوۃ (۶۱/۲۴ حدیث ۱۸)	
۱۲۶	المناقب باب علامات النبوۃ (۶۱/۲۴ حدیث ۱۸)	
۱۲۸		الامارۃ ج ۲ ص ۱۱۹
۱۳۰	الطب باب العین حق (۷۶/۳۶) اللباس باب الواشمۃ (۷۷/۸۹)	السلام ج ۲ ص ۲۲۰
۱۳۳		الفضائل (عیسیٰ) ج ۲ ص ۲۶۵
۱۳۴	المغازی باب وفد بنی حنیفۃ ۶۴/۷۰ حدیث ۳ التعبیر باب النفخ فی المنام ۲۹/۴۰	الرؤیا ج ۲ ص ۲۴۴
۱۳۸		الجہاد والسیر ج ۲ ص ۸۹

ممکن ہے زیادہ دیدہ ریز تلاش پر بخاری و مسلم ہی میں مزید حدیثیں صحیفہ ہمام کے حوالے سے ملیں ۔ مذکورہ بالا حوالوں میں سے بعض کے لئے میں ڈاکٹر محمد یوسف الدین صاحب کی نوازشوں کا ممنون ہوں ۔ یہاں ان حدیثوں سے

Marfat.com

بحث نہیں جو صحیفہ ہمام میں تو ہیں، لیکن بخاری و مسلم نے کسی دوسرے ماخذ (راوی) سے لے کر درج کی ہیں، صحیفہ ہمام سے نہیں۔

بہرحال فہرست بالا سے نظر آئے گا کہ صحیفہ ہمام کی کل (۱۳۸) حدیثوں میں سے (۹۱) صحیحین میں موجود ہیں (۲۳) دونوں میں ہیں، مزید برآں (۲۵) صرف بخاری کے ہاں، اور (۴۳) صرف مسلم کے ہاں ہیں۔ مسلم کے الفاظ اکثر یہ ہیں:

..... حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر احاديث منها، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم .....، (یعنی معمر نے ہمام کے حوالے سے حدیث بیان کی اور کہا کہ یہ حدیث ابوہریرہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کی۔ پھر کئی حدیثوں کا ذکر کیا جن میں یہ ہے کہ "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ)

یہ امر بڑا تاثر انگیز ہے کہ باوجود صدیوں کا فصل ہونے، اور درمیان میں راویوں کی نسلوں کی نسلیں گزر چکی ہونے کے، ان حدیثوں کا مفہوم تو کیا، کوئی نقطہ کوئی شوشہ تک نہیں بدلتا، اس انسانی احتیاط اور دیانت داری کے سامنے ادب سے سر جھکائے بغیر چارہ نہیں۔

مذکورہ بالا تخریج احادیث سے ہمارا منشا اس بحث کے ایک پہلو کو واضح کرنا اور بطور مثال و نمونہ چند حوالے دینا ہے اور بس، اسی لئے دیگر کتب حدیث مثلاً جامع معمر بن راشد، مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں مندرج شدہ احادیث صحیفہ ہمام کی کامل تلاش غیر ضروری سمجھی گئی۔

البتہ ایک امر کہے بغیر گذرنا مناسب نہیں استاد شاگردوں کا یہ شجرہ ملاحظہ ہو:

امام بخاری مولف کتاب الجامع الصحیح (مطبوعہ)

از امام احمد بن حنبل، مولف کتاب المسند (مطبوعہ)

از عبدالرزاق، مولف کتاب المصنف (مخطوطات)

از معمر بن راشد، مولف کتاب الجامع (مخطوطات)

از ہمام بن منبہ، مولف الصحیفۃ الصحیحۃ (یعنی کتاب ہذا)

اگر ایک حدیث امام بخاری کے بیان کے مطابق مذکورہ بالا سند سے مروی ہے تو جب تک

Marfat.com

ان کے ان اساتذہ کی کتابیں موجود نہ تھیں، کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا تھا کہ شاید امام بخاری نے سچ نہ کہا ہو، لیکن اب یہ ساری کتابیں دستیاب ہوجانے سے اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ مثلاً امام بخاری رح نے کوئی چیز من گھڑت اور جعلسازی کرکے یا جعلسازوں سے سن کر نہیں لکھی بلکہ اسناد میں ماخذ در ماخذ کا جو سلسلہ دیا ہے، وہ پورے کا پورا واقعی وحقیقی بھی ہے اور اب تمام ہمارے سامنے آجانے سے ان کی صداقت کی جانچ بھی ممکن ہوگئی ہے اور یہ سب کے سب سچے ثابت ہوئے ہیں، اور کس شان کے ساتھ!

ظاہر ہے کہ امام بخاری وغیرہ کی تالیفوں سے موجودہ مخطوطے کا کوئی تقابلہ نہیں کیا جاسکتا، بجز اس کے کہ تخریج احادیث کی جائے۔ البتہ مسند احمد بن حنبل سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ جہاں وہ بجنسہٖ نقل کردیا گیا ہے اس مقابلہ پر نظر آتا ہے کہ :-

(۱) مسند ابن حنبل اور ہمارے مخطوطات میں احادیث کی ترتیب یکساں ہے بجز احادیث نمبر ۱۳، ۹۳، ۱۲۶، ۱۳۸ کے جن میں تقدم وتاخر ہوا ہے لیکن الفاظ بعینہٖ وہی ہیں۔

(۲) مسند ابن حنبل میں ایک پانچ لفظی مختصر حدیث ہے جو ہمارے مخطوطوں میں نہیں ہے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۴ کا حاشیہ) اس کے برخلاف مخطوطوں کی حدیث نمبر ۵ مسند ابن حنبل میں حذف ہوگئی ہے۔ ہم نے مسند ابن حنبل کے مطبوعہ نسخے پر اعتماد کیا ہے۔ اس میں طباعت کی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ اس کا نیا اڈیشن جو متعدد قدیم مخطوطوں سے مقابلہ کرکے شائع ہورہا ہے، ابھی تک اس حصے تک نہیں پہنچا جہاں صحیفۂ ہمام درج ہے۔

(۳) ہمارے مخطوطوں کی حدیثوں (۲۹، ۴۰) میں "وسمی الحرب خدعۃ" کا جملہ دہرایا گیا ہے۔ مسند ابن حنبل میں یہ صرف حدیث نمبر (۴۰) میں ایک بار آیا ہے نمبر (۲۹) میں نہیں۔

(۴) بعض ذیلی چیزوں میں، جن سے اصل حدیث پر اثر نہیں پڑتا، دونوں میں کہیں کہیں فرق ہے۔ مثلاً لفظ "اللہ" کے بعد کسی میں "تعالیٰ" ہے تو کسی میں عزوجل۔

Marfat.com

یا کسی میں "نبی" ہے تو کسی میں "رسول اللہ" یا "ابو القاسم" جو سب مترادفات ہیں۔

(۵) چند ایسے خفیف فرق ہیں جو عام طور پر ایک ہی کتاب کے دو مخطوطوں میں ملتے ہیں چنانچہ مخطوطہ دمشق و مخطوطہ برلین میں باہم جو فرق ہے، مخطوطوں اور مسند ابن حنبل کے مابین بھی اسی طرح کا فرق ہے۔ جس سے مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ تمام فرق حاشیے میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

اِسناد ماخذ معلومات کا حوالہ بیان کرنا، اور کوئی پرانا واقعہ ہو تو اپنے استاد کے نام ہی پر اکتفا نہ کرنا، بلکہ استاد کے استاد اور ان کے اساتذہ کے مکمل ناموں کا سلسلہ چشم دید، یا گوش شنید واقف کار تک پہنچانا یہ اسلامی مورخوں اور مولفوں کی اہم خصوصیت رہی ہے۔ مسلمانوں میں اس کی ابتداء اور دیگر اقوام میں اس کے کم معروف ہونے پر ایک دلچسپ بحث پروفیسر ڈاکٹر زبیر صدیقی نے کی ہے[1]

زیر اشاعت رسالے کے مخطوطۂ دمشق کی سند یہ ہے: محمد بن عبد الرحمٰن پنجدہی، از محمد بن احمد اصفہانی، از عبد الوہاب بن محمد ابن مندہ، از والد خود محمد بن اسحاق ابن مندہ، از محمد بن الحسین القطان، از احمد بن یوسف السلمی، از عبد الرزاق بن ہمام بن نافع، از معمر، از ہمام بن منبہ، از ابو ہریرہ رض، از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــ یہ سب پونے چھ سو سال کی سرگزشت ہے۔

لیکن انسان خطا و نسیان سے مرکب ہوتا ہے، چنانچہ بظاہر سہو کاتب سے ایک درمیانی نام چھوٹ گیا ہے۔ کیونکہ ان گیارہ نسلوں میں سے چوتھی کڑی پر بیان ہوا ہے کہ محمد بن اسحاق ابن مندہ نے اسے محمد بن الحسین القطان سے سنا، قصہ یہ ہے کہ ابن مندہ کی ولادت ۳۱۰ھ میں ہوئی جبکہ ان کے مبینہ استاد القطان کی کوئی آٹھ سال پہلے ۳۰۲ھ میں وفات ہو چکی تھی[2] ظاہر ہے کہ استاد

---

[1] دیکھو ڈاکٹر زبیر صدیقی مقالہ "السیر الحثیث فی تاریخ تدوین الحدیث" جو موتمر دائرۃ المعارف حیدرآباد میں پڑھا گیا اور روداد موتمر میں ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوا۔ وہاں یہ بحث ص۴۲ تا ص۵۰ میں آئی ہے۔

[2] کتاب الانساب للسمعانی تحت مادہ "قطان"

شاگرد کا تعلق ناممکن ہے۔ ابن مندہ اور القطان کے درمیان کی ایک کڑی گم ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ایک سہو کتابت ہے اور ایک پوری سطر چھوٹ گئی ہے اور اس کے محسوس نہ ہونے کا باعث یہ ہے کہ اس میں صرف ایک نام یعنی سلسلۂ اسناد کی صرف ایک کڑی تھی اور اتفاق سے اس کا اور اس کے بعد کی سطر کا آغاز یکساں الفاظ سے ہو رہا ہے اس لئے نقل کنندہ کاتب کی نظر چھوٹ گئی۔

اس مفروضے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح عبدالوہاب ابن مندہ نے اپنے باپ سے تعلیم حاصل پائی اور اس رسالے کی روایت کی، اسی طرح محمد بن الحسین القطان سے بھی ان کے بیٹے نے تعلیم پائی اور حدیثوں کی روایت کی ہے جیسا کہ سمعانی نے (کتاب الانساب، تحت مادہ قطان) صراحت سے بیان کیا ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ اِسناد کی اصل عبارت یوں ہوگی کہ

اخبرنا والدی الامام ابوعبداللہ	ہمیں خبر دی میرے والد امام ابوعبداللہ
محمد بن اسحاق قال: اخبرنا	محمد بن اسحاق نے، کہا ہمیں خبر دی
(ابواسحاق ابراھیم بن محمد بن	(ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن
الحسین القطان قال:	الحسین القطان نے کہا:
اخبرنا والدی الامام[1]) ابوبکر	ہمیں خبر دی میرے والد امام[1]) ابوبکر
محمد بن الحسین ...... الخ	محمد بن الحسین ...... نے، الخ

جیسا کہ نظر آئے گا، "محمد بن اسحاق" کے بعد ہی "ابواسحاق" کا لفظ آیا اور پھر "اخبرنا والدی الامام" کے الفاظ پے در پے دو سطروں میں دہرائے گئے بے چارے کاتب کی نظر چوک گئی اور بعد میں کسی نے اسے محسوس نہ کیا تو اسے معذور رکھا جاسکتا ہے۔ یہ یوں بھی سلسلہ کی رسمی چیز کے ایک دو نہیں بارہ ناموں میں ایک کا اتفاقاً چھوٹ جانا ہے۔ اس سے کتاب کے اصل متن یعنی حدیثوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہ سہو کب ہوا؟ اس سوال کا بھی جواب دینا ممکن نظر آتا ہے یہ سہو نہ صرف

---

[1] بریکٹوں ( ) کے مابین کی عبارت ہماری رائے میں کاتب کی سہو سے چھوٹ گئی ہے۔

Marfat.com

دمشق کے مخطوطے میں ہے، بلکہ برلین کے مخطوطے میں بھی اور دونوں کے اسنادات عبدالوہاب بن محمد ابن مندہ پر آکر ملتی اور پھر مشترک ہوجاتی ہیں، جیسا کہ اوپر شجرے کے ذریعے بتایا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالوہاب بن مندہ کے لئے جو نسخہ تیار ہوا، اسی میں یہ سہو ہوا تھا۔

یہ امر کہ یہ محض سہو ہے اور یہ کہ اس سے اصل متن پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اس بات سے بھی ثابت ہے اس سہو کے تقریباً دو سو سال پہلے اس کتاب کے پورے متن کو ایک اور مولف، امام ابن حنبل اپنی جگہ محفوظ کرچکے تھے اور آج ان دونوں ماخذوں (مسند ابن حنبل اور مخطوطہ صحیفۂ ہمام) کا باہمی مقابلہ کرنے پر دونوں بالکل یکساں پائے جاتے ہیں۔ اور صاف نظر آتا ہے کہ سہو کاتب سے اصل کتاب پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ جہاں مسند ابن حنبل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بعد کی صدیوں کے محدثوں نے صحیفۂ ہمام کے دیانتدارانہ تحفظ میں کوئی کوتاہی نہ کی، تو ساتھ ہی صحیفۂ ہمام کے نو دستیاب شدہ مخطوطوں سے خود اس کا بھی یقین ہوجاتا ہے کہ امام ابن حنبلؒ نے پوری علمی دیانت داری سے صحیفۂ ہمام کے متعلق اپنے معلومات محفوظ کئے ہیں۔ انہیں کیا خبر تھی کہ ان کی وفات کے ساڑھے گیارہ سو سال بعد ان کی علمی دیانت داری کی جانچ ہوگی۔ اگر انہوں نے صحیفۂ ہمام کی حد تک جعل سازی نہیں کی تو اپنی مسند کے باقی اجزاء میں بھی عمداً کوئی ایسی بد دیانتی نہیں کی ہوگی۔

ہمام بن منبہ کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے احادیث کا یہ مجموعہ ۵۸ھ سے (جبکہ حضرت ابوہریرہؓ کا انتقال ہوا) پہلے ہی حاصل کیا ہوگا۔ اگر اب (۱۳۷۵ھ تک) سوا تیرہ سو سال کے عرصہ میں اسی مجموعے کی عبارت نہیں بدلی، بلکہ بجنسہٖ باقی رہی تو رسول اکرمؐ سے سننے اور ابوہریرہؓ کے اس کو لکھ لینے کی مختصر مدت میں اس میں تبدیلی و تحریف کا امکان نہ ہونا چاہیئے، خاص کر اس لئے کہ یہی حدیثیں حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا سلسلہ اسناد مختلف رہا ہے۔ بعض حدیثوں کی تو کئی کئی صحابہ نے روایت کی ہے۔ اگر آج کی صحبت میں یہ ضرورت

Marfat.com

تطویل اور تھکا دینے والے اطناب کا خوف نہ ہوتا تو اس رسالے کی ہر ہر حدیث کے متعلق تلاش کر کے یہ بتلایا جاتا کہ کس کس حدیث کی ابو ہریرہ رضؓ کے سوا مزید کس کس صحابی نے روایت کی ہے اور وہ کن کن وسائل سے محفوظ ہوتی ہوئی ہم تک آئی ہے۔ اور کس طرح وہ باہم ایک دوسرے کی توثیق کرتی ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کی جانب کسی خفیف سے خفیف جعل سازی یا غلطی بد دیانتی کا گمان تک نہیں رہتا۔ یہ حدیثیں بخاریؒ مسلم اور صحاح ستہ کے دیگر مولفوں نے تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں اپنے دل سے نہیں گھڑیں بلکہ عصر اول سے بحفاظت چلی آنے والی چیزوں ہی کو اپنی تالیفوں میں داخل کیا۔

مخطوطوں کی کیفیت

یہ صورت حال کتب حدیث پر ہمارا اعتماد مستحکم کئے بغیر نہیں رہ سکتی اوپر بیان ہوا ہے کہ صحیفہ ہمام بن منبہ کے ہمیں اب تک صرف دو مخطوطوں کا پتہ ہے۔ اور ان دونوں کا حرف بہ حرف مقابلہ کر کے یہ ایڈیشن تیار کیا گیا ہے۔ ان کی مختصر کیفیت بے محل نہ ہوگی۔

مخطوطۂ برلین کا نمبر وہاں کی فہرست مخطوطات عربی میں (1384, WE1787) ہے۔ یہ ذخیرہ دوسری جنگ عظیم سے پہلے تک برلین کے سرکاری کتب خانے میں تھا۔ دوران جنگ میں حفاظت کے لئے یہ شہر ٹیوبنگن بھیجا گیا اور آج (سنہ ١٣٧٣ھ ١٩٥٤ء) تک وہ وہیں ہے۔ وہاں صحیفۂ ہمام ایک مجموعہ رسائل میں ہے۔ جن میں وہ ورق نمبر (٥٤) سے شروع ہو کر نمبر (٦١) تک یعنی آٹھ ورقوں میں ہے۔ بیچ میں دو جگہ ایک ایک ورق گم ہو گیا ہے۔ اس کا حجم (١٢،٥×١٧،٥) سنتی میٹر ہے۔ اور ہر صفحے میں (١٩) سطریں آئی ہیں۔ اور اس میں ہر حدیث "وقال" (اور انہوں نے کہا) کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے جو سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اپنے اولین سفر برلین کے وقت میں نے اپنے ہاتھ سے اس کی نقل تو آخر میں میں نے یہ عبارت درج کی تھی: " نَقَلَهُ لَفظًا مِنَ الأَصلِ المَحفُوظِ فِي خِزَانَةِ الحُكُومَةِ البَروسَاوِيَّةِ فِي بَرلِين يَومَ عَرَفَةَ وَيَومًا قَبلَهُ سَنَة ١٣٥١ مِنَ الهِجرَةِ وَقَابَلَهُ مِنَ الأَصلِ المَنقُولِ عَنهُ بِحَسَبِ الاستِطَاعَةِ، محمد حمید الله "۔

Marfat.com

(محمد حمید اللہ نے اصل نسخے سے جو حکومت پروشیا کے کتب خانہ واقع برلین میں محفوظ ہے، ۱۳۵۱ سنہ ہجری میں اس کو لفظ بہ لفظ بروز عرفہ اور اس سے ایک دن پہلے نقل کیا، اور جب اصل سے یہ نقل حاصل کی گئی اس سے حسب استطاعت مقابلہ کیا)۔

یہ نسخہ بارھویں صدی ہجری کے ابتدائی زمانے کا ہے۔ جب ہم نے بروکلمان[لف] کی طرف رجوع کیا تو افسوس ہوا کہ اس نے فاش غلطیاں کی ہیں۔ بروکلمان اس صحیفہ کو ہمام بن منبہ کے نام کے تحت نہیں بیان کرتا۔ جب ہم نے تلاش کو جاری رکھا تو اس کا پتہ محض اتفاقاً چلا۔ وہ اس صحیفے کو "عبدالوہاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ المتوفی ۴۷۳ھ مطابق ۱۰۸۲ء سنہ" کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے: "آپ کی تالیفوں میں صحیفہ ہمام بن مندہ [نام یوں ہی ہے] المتوفی ۱۵۱ھ (سنہ اسی طرح ہے) ہے جو ابوہریرہ متوفی ۵۸/۶۷۸ سے مروی ہے" یہ غلطی طبع اول ہی میں نہیں بلکہ ضمیمہ کتاب اور جلد اول کی مرممہ طبع جدید میں بھی ہے۔ اس نے "ہمام بن مندہ" لکھا ہے حالانکہ مراد "ہمام بن منبہ" کے سوائے اور کچھ نہیں۔ اسی طرح اس سے ان کی تاریخ وفات میں بھی سہو ہوا ہے (صحیح تاریخ ۱۰۱ھ سنہ ہے نہ کہ ۱۵۱ھ سنہ)۔ اسی طرح اس نے عبدالوہاب ابن مندہ کی طرف منسوب کرنے میں فاش غلطی کی ہے۔ وہ تو کسی ایک زمانہ میں صرف راوی تھے۔

لف۔ اس نے جرمن زبان میں ساری دنیا کی عربی کتابوں کی ایک فہرست چھاپی ہے اور ہر کتاب کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کا مؤلف کون تھا (مع مختصر سوانح عمری)، کتاب کے کتنے مخطوطے دنیا کے کس کس کتب خانے میں (بحوالۂ نمبر فہرست) پائے جاتے ہیں، ساتھ ہی اگر وہ چھپ بھی گئی ہے تو کب کب اور کہاں چھپی ہے۔ یہ سات جلدوں میں تقریباً پانچ ہزار باریک ٹائپ کے صفحوں میں جرمن زبان میں چھپی ہے۔ اس کا نام ہے "تاریخ ادبیات عربی"

Geschichte Der Arabischen Litteretur

چونکہ اس کتاب میں حروف تہجی پر اشاریہ بھی ہے اس لئے یہاں صفحوں کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔

Marfat.com

مخطوطۂ دمشق

دمشق کا مخطوطہ اپنے ہمشیر مخطوطے پر ایسی ہی فوقیت رکھتا ہے جیسے کہ سورج کا ذاتی نور چاند کی مستعار روشنی پر، اور وہ وہاں کتب خانہ ظاہریہ میں محفوظ ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی (کلکتہ یونیورسٹی) نے مجھے اس کا پتہ دیا اور دمشق کے ڈاکٹر صلاح الدین منجد کی مہربانی سے مجھے اس کتاب کے فوٹو فراہم ہوئے۔ یہ دونوں میرے اور ان تمام لوگوں کے شکریہ کے مستحق ہیں جو اس کتاب کے پڑھنے سے مستفید ہوں گے۔

دمشق کا یہ مخطوطہ بھی کئی رسالوں کے مجموعہ کے ضمن میں ہے لیکن یہ امتیاز رکھتا ہے کہ مکمل ہے اور کتابت کی تاریخ کے لحاظ سے بھی برلین کے مخطوطے سے بھی زیادہ قدیم ہے چنانچہ چھٹی صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح یہی وہ اصل نسخہ بھی ہے جو درس اور سماعت میں استعمال ہوتا رہا اور متعدد مرتبہ اس پر اجازت ثبت ہوئی ہے۔ ابن عساکر مصنف "تاریخ دمشق" ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے اسی مخطوطے پر درس دیا ہے، وہ خوش خط ہے البتہ لکھنے والے نے اکثر جگہ حرفوں پر نقطے نہیں دیے ہیں۔ ہر صفحہ میں ۲۱ یا ۲۲ یا ۲۳ سطریں ہیں۔ میرے پیش نظر فوٹو کا حجم جرمنی کی کتاب کے حجم کے برابر ہی ہے۔ یہ نسخہ صلیبی جنگوں کے زمانہ میں دمیاط (مصر) کے ایک نسخے سے نقل کیا گیا ہے۔ ان لڑائیوں اور فتنوں کے زمانہ میں محدثین کے پاس اسلامی درس کے جو عادات اور آداب تھے، ہم ان کو اس کی سماعتوں میں دیکھتے ہیں یہاں ان کی تفصیل کی حاجت نہیں۔

دونوں مخطوطوں میں کاتب نے روایت کے بعض اختلافات کو حاشیہ پر یوں لکھا ہے۔ "أُوخِرَ" یا "أُدخِرَ" اسی طرح "تَرَكْتُكُمْ" یا "تُرِكْتُمْ" "يُحِبُّونَكَ" "يُحَيُّونَكَ" "فَزَادُوا" "فَزَادُوهُ" "بِطَعَامِكُمْ" "بِطَعَامِهِ" "حِينَ" "حِينَئِذٍ" ان اختلافات سے حدیث کا مفہوم بالکل نہیں بدلتا۔ مسند ابن حنبل میں بھی ہم ایسے چند اختلافات حاشیے پر درج دیکھتے ہیں ممکن ہے کہ

Marfat.com

مسند کے نئے اور بہتر اڈیشن میں یہ سارے اختلافات بھی مل جائیں کہ پہلا اڈیشن کسی قدر ناقص چھپا ہے۔ شاید یہ اختلافات مَعمَرؒ کے زمانے سے چلے آرہے ہیں کیوں کہ انہوں نے ہمام سے صحیفہ پورے کا پورا نہیں سنا تھا، جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے ابن حجر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ شروع میں ہمام ہی سناتے رہے۔ جب وہ اپنی شدید پیرانہ سالی کی وجہ سے تھک گئے تو ان کے شاگرد مَعمَرؒ نے اپنے نقل کردہ نسخے سے باقی عبارت پڑھ کر سنائی اور تھکے ہوئے استاد توجہ نہ کرسکے۔ پرانے عربی خط کی خامیوں کو قرأت سماعت کے ذریعہ سے کنٹرول کیا جاتا تھا جو یہاں پوری طرح نہ ہوسکا۔

حدیث لکھنے کی ممانعت یا کراہیت

ایسی حدیثیں یا صحابہ وتابعین کی ذاتی رائیں بھی ملتی ہیں جن میں حدیث کے لکھنے کی ممانعت نظر آتی ہے، اس کی تحقیق کے بغیر یہ بحث تشنہ رہے گی۔

اس بارے میں سب سے اہم روایت[1] حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا تکتبوا عنی شیئا سوی القرآن، فمن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ	مجھ سے قرآن کے سوا کوئی اور چیز قلمبند نہ کرو، اگر کسی نے قرآن کے سوا مجھ سے (سنی ہوئی) کوئی چیز لکھی ہو تو اسے میٹ دے۔

یہی روایت حضرت ابوہریرہ نے بھی کی ہے[2]۔

ان ہی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ حدیث لکھوں تو آپ نے مجھے اجازت دینے سے انکار فرمایا[3]"

---

[1] تقیید العلم للخطیب البغدادی (طبع دمشق ۱۹۴۹ء) ص ۲۹ تا ۳۲ اور اسی کے ناشر کے حاشیے کے مطابق مختلف الحدیث لابن قتیبہ ص ۳۶۵، مسند ابن حنبل ۳/۳۱، کتاب المصاحف، ورق ۲/۲، سنن دارمی ۱/۱۱۹ (باب ۴۲)،

[2] مجمع الزوائد ۱/۱۵۱ (از حوالہ بالا)

[3] تقیید العلم للخطیب، ص ۳۲ تا ۳۳ (ناشر کے مطابق یہ ترمذی ۲/۳ میں بھی ہے)

Marfat.com

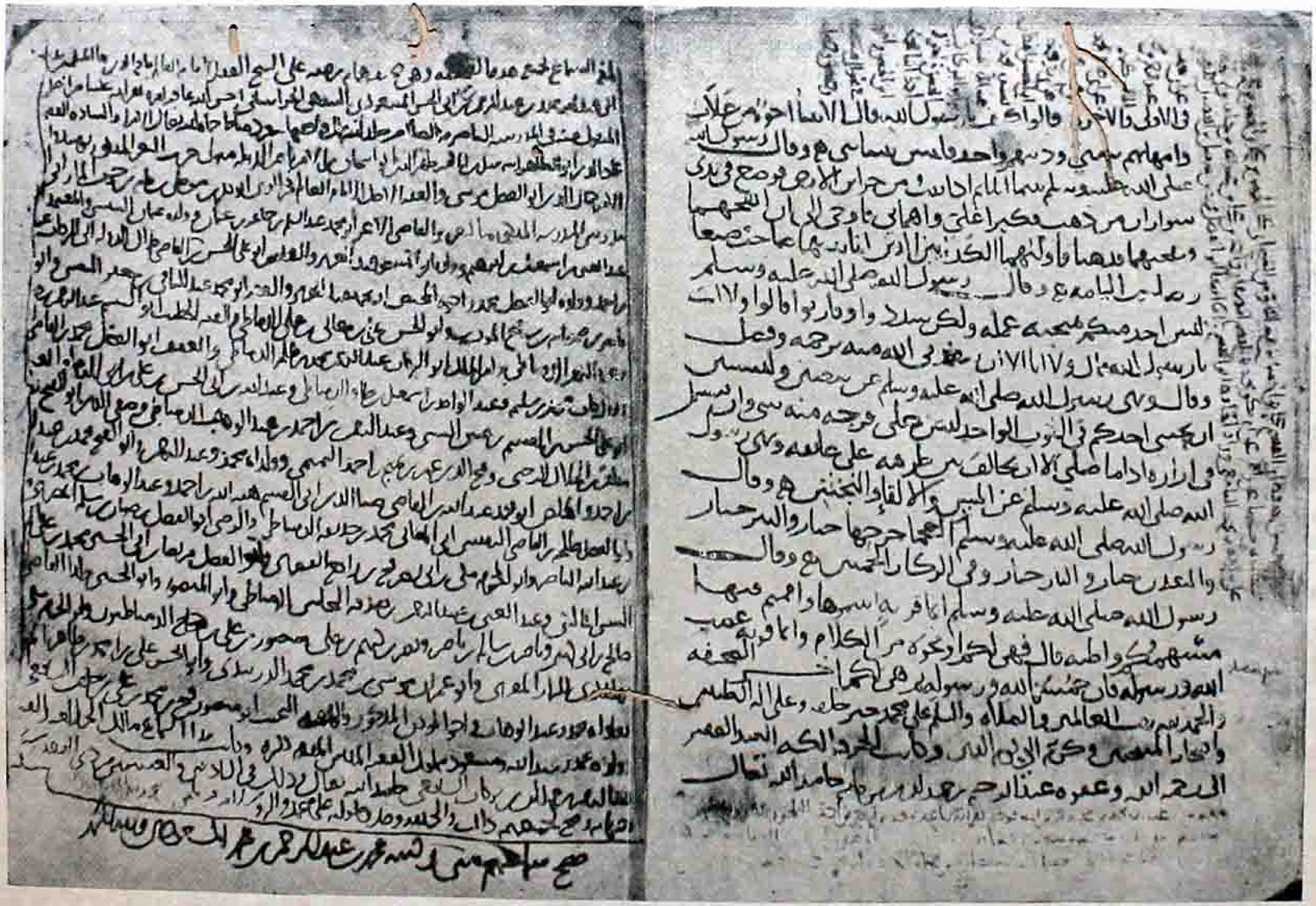

مخطوطہ نسخہ دمشق کتب خانہ ظاہریہ کے آخری صفحہ کا فوٹو ۔ اس صفحہ کی ابتداء میں حدیث نمبر ۱۲۳ کا بقیہ حصہ درج ہے ۔

Marfat.com

Marfat.com

روایت سنن دارمی[1] میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: "لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ آپ سے (سنی ہوئی باتیں) لکھیں تو آپ نے انہیں اجازت عطا نہ فرمائی[2]۔" زید بن ثابتؓ کے الفاظ میں "رسول کریمؐ نے ہم کو حکم دیا کہ آپ کی حدیث کی کوئی چیز نہ لکھیں"[3]

سیاق و سباق سے بچھڑا ہوا حکم کوئی اہمیت رکھتا ہے تو بعض ظریفوں نے قرآن مجید میں "لا تقربوا الصلوٰۃ" (نماز کے پاس پھٹکو تک نہیں) کا حکم بھی ڈھونڈ نکالا ہے مذکورہ بالا حدیث میں راوی نے ابو سعید خدریؓ سے سیاق سباق دریافت نہیں کیا ہے۔ لیکن اس کے بیان کرنے والوں میں ابو سعید خدریؓ کے علاوہ ابو ہریرہؓ بھی ہیں اس لئے اس حدیث کا زمانہ متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ابو ہریرہ ۷ھ میں غزوہ خیبر کے زمانہ میں یمن سے آکر مسلمان ہوئے، ابو سعید خدری اور زید بن ثابت دونوں ۳ھ میں جنگ احد کے وقت اتنے کم سن تھے کہ فوج میں بھرتی ہونے کے شوق میں آئے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا۔ ابو ہریرہ کی ایک اور حدیث سے اس گتھی پر روشنی پڑتی نظر آتی ہے ۔ اگرچہ اس کے راوی عبد الرحمن بن زید ضعیف سمجھے جاتے ہیں ۔ "آں حضرتؐ ایسے وقت برآمد ہوئے جب ہم حدیثیں لکھ رہے تھے، فرمایا، تم لوگ یہ کیا لکھ رہے ہو؟ ہم نے کہا: وہ حدیثیں جو ہم نے آپ سے سنی ہیں، فرمایا، کیا تم کتاب اللہ کے سوا کوئی اور کتاب چاہتے ہو؟ تم سے پہلے کی امتیوں کو کسی اور چیز نے نہ بھٹکایا بجز اس کے کہ انھوں نے کتاب اللہ کے ساتھ دیگر کتابیں بھی لکھ ڈالیں" اور ایک دوسری روایت میں اس کے بعد یہ بھی اضافہ ہوا ہے" ابو ہریرہؓ نے کہا: اس پر ہم نے ان تمام (لکھی ہوئی چیزوں) کو ایک میدان میں جمع کیا اور ان کو آگ لگا ڈالی" ایک اور روایت اسی کے ہم معنی ہے لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں: "آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] باب ۴۲ (۱/۱۱۹)، [2] تقیید العلم للخطیب ص ۳۵۔ [3] مقریزی: امتاع الاسماع، ۱/ ۱۱۹

اس لئے چاہتا ہوں کہ اپنے دل (حفظ) کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ کی لکھائی سے بھی مدد لوں۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے تو:

احفظ حدیثی ثم استعن بیدک مع قلبک — میری حدیثوں کو زبانی یاد کر پھر اپنے دل (حافظے) کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مدد لے

ان تمام باتوں کا منشا صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ غلط چیزیں کسی کی طرف منسوب ہو جائیں صرف حافظہ اور صرف کتابت دونوں میں بھی سہو و نسیان پیش آتا ہے انسانی امکان کی حد تک اس سے بچنے کی صورت یہی تھی کہ دونوں وقت واحد میں برتے جائیں تاکہ ایک کی اتفاقی کوتاہی کی دوسرے سے تلافی ہو جائے۔ اسی احتیاطی تدبیر کا ایک جزر "قراءت سماعت" ہے یعنی لکھی ہوئی چیز کا اصل سے مقابلہ کریں، ابن ابی شیبہؒ نے کیا دلچسپ واقعہ لکھا ہے۔

"ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: کیا تو لکھ چکا؟ میں نے کہا: ہاں، فرمایا: کیا تو نے مقابلہ بھی کر لیا؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: پھر تو تو نے گویا لکھا ہی نہیں"

جب اجازت و ممانعت دونوں کی حدیثیں صحابہ اور خود ممانعت کے راوی صحابہ کی تشویش کا باعث نہ بنیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ہمیں پریشان کریں۔ ہر چیز کو سیاق و سباق کے ساتھ جانچنا چاہیئے اور مقصد صرف صداقت کی برقراری ہے چاہے جس طرح حاصل ہو۔

خاتمہ حدیث نبوی اصل میں دو ستونوں پر قائم ہے: کتابت مع مقابلہ اور قراءت سماعت، اور وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں. اگر کوئی شخص حدیث نبوی کے تحفظ اور صحت میں جو حزم احتیاط برتی جاتی رہی ہے، اس کا مقابلہ اسلام سے پہلے دوسرے پیغمبروں کی حدیثوں کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس اور اسی طرح ہمارے اس موجودہ زمانے کی "تاریخ" سے کرتا ہے جو اخبارات درج اندکے عمداً جھوٹ اور سرکاری دستاویزوں کے مکارانہ بیانات اور تدلیسات پر مبنی ہوتی ہے اور سلیم سے کام لے تو اس پر حدیث کی فضیلت و فوقیت واضح ہو جائے گی اور یہ بھی واضح ہو جائے گا

Marfat.com

کہ محدثین کے کارنامے، عہد صحابہ سے لے کر آج تک جو زمانے کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے ہیں کتنی نہ فوقیت رکھتے ہیں! مسلمانوں کی حدیث اور غیروں کی حدیث میں وہی فرق ہے جو زمین و آسمان میں، اور ان دونوں کے فرق کا کیا ٹھکانا ہے۔ حدیث اسلامی کی خوبیوں پر نہ دشمن کا معاندانہ طعن و طنز پردہ ڈال سکتا ہے اور نہ دوستوں کی ناواقفیت، آئندہ اوراق میں صیغہ تمام پیش ہے، سہولت کی خاطر ان حدیثوں پر ہم نے نمبر سلسلہ بڑھا دیا ہے۔

Marfat.com

(أقدم تأليف فى الحديث النبوى)

صحيفة همام بن منبه

المولود سنة ١٥ (؟) والمتوفى سنة ١٠١ أو ١٠٢ للهجرة

تلميذ سيدنا ابى هريرة رضى الله عنه

(المتوفى سنة ٥٨ من الهجرة)

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مخطوطة دمشق ورقة الأصل الدمشقى (١/ب)

عونك اللهم

الحمد لله رب العالمين . والصلوة على رسوله محمد وآله أجمعين .

حدثنا [الشيخ الامام الأجل الأوحد الحافظ تاج الدين بهاء الاسلام بديع الزمان] (١) ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن مسعود المسعودى البندهى (٢) وفقه الله و بصره بعيوب نفسه ، بقراءته علينا من أصل سماعه المنقول منه فى المدرسة الناصرية الصلاحية خلد الله ملك واقفها فى السادس والعشرين من ذى القعدة سنة سبع وسبعين وخمسمائة ، قال :

أخبرنا الشيخ الثقة الصالح أبو الخير محمد بن أحمد بن محمد بن عمر المقدر الاءصبهانى قراءة عليه وأنا أسمع ، قال :

أخبرنا (٣) الشيخ أبو عمرو عبد الوهاب بن أبى عبد الله محمد ابن إسحق بن محمد بن يحيى بن منده الاءصبهانى ، قال :
أخبرنا والدى الإمام أبو عبد الله محمد بن إسحق ، قال :

(١) الظاهر أن هذا من زيادة بعض التلامذة فانه لا يطابق ما يلى أى «بصره بعيوب نفسه»

(٢) البندهى ، غير معجم فى الأصل والنسبة الى پنج ده ، قرية بخراسان

(٣) من هنا يبدأ سند النسخة البرلينية بعد البسملة .

دمشقی مخطوطہ کا
اصل ورق
(۱/ب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔)

یا اللہ تیری مدد

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہٖ اجمعین

(سب تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور اس کے رسول محمدؐ اور آپ کی تمام آل پر رحمت ہو)

(شیخ امام اجل اوحد حافظ تاج الدین بہار الاسلام بدیع الزمان[۱]) ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن بن محمد مسعود مسعودی البندھی[۲] (بزرگی، یکتا) نے اللہ ان کو توفیق دے اور ان کو ان کے نفس کے عیب دکھائے، ہم سے بیان کیا: انہوں نے مدرسہ ناصریہ[۳] کے (اللہ اس کے وقف کرنے والے کے ملک کو ہمیشہ قائم رکھے) اصل نسخہ کو جس طرح سنا اور جس اصل ہی سے یہ نسخہ نقل کیا گیا ہے، ہم کو بتاریخ ۲۶ ذی قعدہ ۵۷۷ھ پڑھ کر سنایا انہوں نے کہا:

ثقہ صالح شیخ ابو الخیر محمد بن احمد بن محمد بن عمر المقدر اصفہانی نے خبر دی اس طرح کہ جب ان پر پڑھ سنایا جا رہا تھا اور میں سن رہا تھا، انہوں نے کہا:

ہم کو خبر دی[۴] شیخ ابو عمر و عبد الوہاب بن ابی عبد اللہ محمد ابن اسحاق بن محمد بن یحیٰی بن مندہ اصفہانی نے، انہوں نے کہا:

میرے والد امام ابو عبد محمد بن اسحاق نے ہم کو خبر دی، انہوں نے کہا

---

[۱] غالباً یہ عبارت شاگردوں نے بڑھائی ہے کیونکہ بعد میں آنے والی عبارت (اللہ ...... ان کو ان کے نفس کے عیب دکھائے) اس کے ساتھ پیوست نہیں ہوتی ہے۔

[۲] بندھی اصل نسخے میں بے نقطہ ہے اور یہ اسم نسبت "پنج دہ" سے ماخوذ ہے پنج دہ خراسان میں ایک گاؤں تھا۔

[۳] یعنی سلطان صلاح الدین (ولادت ۵۳۲ھ / ۱۱۳۸ء، وفات ۵۸۹ھ / ۱۱۹۳) یہ مدرسہ دمیاط یعنے مصر میں تھا جیسا کہ آئندہ اجازت میں وضاحت ہے۔

[۴] برلین (جرمنی) کا نسخہ بسم اللہ کے بعد اسی سند سے شروع ہوتا ہے۔

Marfat.com

ہم کو خبر دی [ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن الحسین القطان نے، انہوں نے کہا: ہم کو میرے والد امام ابو بکر محمد بن حسین بن حسن بن خلیل القطان نے خبر دی، انہوں نے کہا:

ابو الحسن احمد بن یوسف سُلمی نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا:

عبد الرزاق بن ہمام بن نافع حِمیَری نے ہم سے بیان کیا:

وہ مَعمَر سے (روایت کرتے ہیں) :

وہ ہمام بن مُنَبّہ سے، انہوں نے کہا:

یہ وہ (حدیثیں) ہیں جن کو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیا،

وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

(۱) ہم (دنیا میں) آخری لوگ ہیں (لیکن) قیامت کے دن (سب امتوں سے) آگے ہوں گے، اگر چہ ان کو (اللہ کی) کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہم کو ان کے بعد پس یہ ان کا وہ دن ہے جس کو (اللہ نے) ان پر فرض کیا۔ پھر انہوں نے اس میں اختلاف کیا لیکن اللہ نے اس بارے میں ہمیں ہدایت دی چنانچہ وہ اس بارے میں ہمارے پیرو ہیں، یہودی کل اور نصاریٰ پرسوں (اپنے عبادت کا دن مسلمانوں کے لئے جمعہ ہے اس کے بعد یہودیوں کے لئے ہفتہ اور اس کے بعد عیسائیوں کے لئے اتوار) ۔

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال اس شخص کے مانند ہے جو حجرے تعمیر کرے ان کو عمدہ اور خوبصورت اور کامل بنائے مگر ان کے کسی ایک کونے کی ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ جائے۔ لوگ پھر پھر کر (مکان) دیکھتے ہیں اور عمارت کو پسند کرتے ہیں پھر وہ کہتے ہیں کیوں نہیں یہاں ایک اینٹ رکھدی جاتی جس سے عمارت مکمل ہو جائے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہی ہوں۔

(۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال (۲/۱) دو آدمیوں کے مانند ہے جن پر دو لوہے کے جبے ــ یا دو زرہ بکتر ــ ہوں جو ان کے سینوں یا ہنسلی کی ہڈیوں تک ہوں۔

اور جیسے جیسے صدقہ دینے والا شخص کوئی چیز صدقہ دیتا ہے تو وہ اس کے جسم سے دور ہوتا جاتا ہے اور اس کے انگلیوں کو چھپا دیتا ہے اور اثر مٹ جاتا ہے۔

اور بخیل جب کبھی کوئی چیز خرچ کرتا ہے یا اپنے دل میں اس کا خیال تک کرتا ہے زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ کاٹنے لگتا ہے۔

لہ دیکھو مندرجہ مقدمہ کے تحت اتنی عبارت بڑھانی پڑتی ہے بظاہر سہو کتابت سے اصل میں یہ سطر چھوٹ گئی ہے۔

Marfat.com

أخبرنا [...] (١) أبو بكر محمد بن الحسين بن الحسن بن الخليل القطان ، قال :

حدثنا أبو الحسن أحمد بن يوسف السلمى ، قال :

حدثنا عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميرى :

عن معمر :

عن همام بن منبه ، قال :

هذا ما حدثنا أبو هريرة ،

عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قال :

١ ـ نحن الآخرون السابقون يوم القيامة بيد أنهم أوتوا الكتاب من قبلنا ، وأوتيناه من بعدهم . فهذا يومهم الذى فرض عليهم ، فاختلفوا فيه ، فهدانا الله له . فهم لنا فيه تبع ، فاليهود غدا ، والنصارى بعد غد .

٢ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلى ومثل الأنبياء من قبلى كمثل رجل ابتنى بيوتا فأحسنها وأجملها وأكملها إلا موضع لبنة من زاوية من زواياها . فجعل الناس يطوفون ، ويعجبهم البنيان . فيقولون : ألا وضعت ها هنا لبنة ، فتم بناؤه ؟ فقال محمد صلى الله عليه وسلم : فأنا اللبنة .

٣ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : مثل البخيل والمتصدق (٢/١) كمثل رجلين ، عليهما جبتان ـ أو جنتان ـ من حديد الى ثديهما ، أو إلى تراقيهما . فجعل المتصدق كلما تصدق بشىء ، ذهبت على جلده حتى تجن بنانه وتعفو أثره . وجعل البخيل كلما أنفق شيئا ، أو حدث به نفسه ، عضت

(١) يزاد ههنا كما ذكرنا فى المقدمة : [أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن الحسين القطان ، قال : أخبرنا والدى الامام]

(٣) بهامش الدمشقية : سقط من اصل السماع كلمة « بنانه » «عضت» فى فتح البارى عن همام « غاصت »

Marfat.com

كل حلقة مكانها ، فيوسعها ولا تتسع .

٤ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : مثلى كمثل رجل استوقد نارا فلما أضاءت ما حولها ، جعل الفراش وهذه الدواب التى يقعن فى النار ، يقعن فيها ، وجعل يحجزهن ، ويغلبنه ، فيتقحمن فيها . فذاك مثلى ومثلكم : أنا آخذ بحجزكم عن النار : هلم عن النار ، هلم عن النار ، فتغلبونى تقحمون فيها .

٥ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : فى الجنة شجرة يسير الراكب فى ظلها مائة عام ، لا يقطعها .

٦ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إياكم والظن ، إياكم والظن ! فان الظن أكذب الحديث . ولا تناجشوا ، ولا تحاسدوا ، ولا تنافسوا ، ولا تباغضوا ولا تدابروا ، وكونوا عباد الله أخوانا .

٧ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : فى الجمعة ساعة لا يوافقها مسلم وهو يصلى يسأل ربه شيئا إلا آتاه إياه .

٨ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الملائكة يتعاقبون فيكم : ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ؛ ويجتمعون فى صلاة الفجر وصلاة العصر . ثم يعرج اليه الذين باتوا فيكم ، فيسألهم ، وهو أعلم بهم : كيف تركتم عبادى؟ قالوا : تركناهم وهم يصلون ، وأتيناهم وهم يصلون .

٩ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الملائكة تصلى على أحدكم ما دام فى مصلاه الذى صلى فيه ، وتقول : « اللهم اغفرله ، اللهم ارحمه » ، مالم يحدث .

١٠ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا قال أحدكم آمين ، والملائكة فى السماء ، فوافق احداهما الأخرى ، غفرله ما تقدم من ذنبه .

١١ ـ وقال أبو هريرة : بينما رجل يسوق بدنة مقلدة ، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم : اركبها . فقال : إنها بدنة ، يا رسول الله ! فقال : ويلك ،

(٥) لا يذكر هذا الحديث فى رواية ابن حنبل .

Marfat.com

وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

(۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے آگ سلگائی ہو جب اطراف کی چیزیں روشن ہو جاتی ہیں تو پروانے اور زمین پر رینگنے والے وہ (کیڑے مکوڑے) جو آگ میں گرا کرتے ہیں۔ اس میں گرنے لگتے ہیں اور وہ شخص ان کو (اس میں گرنے سے) روکنے لگتا ہے لیکن وہ اس پر غالب ہو جاتے ہیں اور اس میں گھس جاتے ہیں۔ پس یہی میری اور تمہاری مثال ہے میں تم کو آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہوں (اور چلاتا ہوں) کہ آگ سے ہٹو آگ سے ہٹو (مگر تم سنتے ہی نہیں بلکہ) تم مجھ پر غالب آجاتے ہو اور آگ میں گھس جاتے ہو۔

(۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک (اتنا بڑا) درخت ہے کہ اگر سوار اس کے سائے میں سو برس تک چلتا رہے تو بھی اس کو ختم نہ کرے گا۔[۱]

(۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو، تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم آپس میں خرید و فروخت میں دھوکا بازی نہ کرو اور آپس میں حسد نہ کرو اور نہ نفسانیت سے آپس میں مقابلہ کرو اور نہ آپس میں بغض رکھو اور نہ قطع تعلق کرو اور اے اللہ کے بندو تم آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

(۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اس گھڑی کوئی مسلمان نماز پڑھتے ہوئے اللہ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ ضرور اس کو وہ چیز عطا کرتا ہے۔

(۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نوبت بہ نوبت تمہارے پاس آیا کرتے ہیں اور صبح کی نماز اور عصر کی نماز میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں پھر وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری (اس پروردگار کے پاس) اوپر جاتے ہیں اور وہ ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم اس حال میں ان کے پاس پہنچے تھے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے تم میں سے ہر شخص پر اس وقت تک رحمت بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر جہاں اس نے نماز پڑھی تھی (بیٹھا) رہے، اور وہ کہتے ہیں: "یا اللہ! تو اس کی مغفرت کر، یا اللہ تو اس پر رحم کر"، جب تک کہ اس شخص کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔

(۱۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص "آمین" (قبول کر) کہے اور فرشتے بھی آسمان پر "آمین" کہیں ان دونوں میں سے ہر ایک آمین دوسرے کا ساتھ دیتا ہو تو اس کی تمام پچھلی گناہ معاف کر دی جاتی ہیں۔

(۱۱) اور ابو ہریرہ نے کہا: ایک مرتبہ ایک شخص قربانی کے جانور کو اس کے گلے میں پٹہ ڈالے پیدل ہانکے چلا جا رہا تھا تو رسول اللہ نے اس سے فرمایا: اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تو قربانی کا جانور ہے آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے

لہ۔ یہ حدیث ابن حنبل کے ہاں نہیں ہے۔ ۲ہ اس کا ذکر آگے حدیث نمبر ۱۳۶ میں بھی ہے۔

Marfat.com

اس پر سوار ہو جا، تجھ پر افسوس ہے اس پر سوار ہو جا۔

(۱۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری یہ آگ جس کو تم بنی آدم سلگاتے ہو حرارت میں دوزخ کی آگ کے ستّر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم یا رسول اللہ! اگر اتنی بھی ہوتی تو ہم کو کافی تھی۔ آپ نے فرمایا: دوزخ کی آگ اس سے انہتّر درجے زیادہ ہے اور ان میں سے ہر ہر درجہ حرارت میں اتنا ہی ہے۔

(۱۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ نے خلقت کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ عبارت لکھ دی اور یہ اس کے پاس عرش کے اوپر (موجود) ہے کہ "یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے"۔

(۱۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، میں جو کچھ جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے ہوتے تو یقیناً روتے زیادہ اور ہنستے کم۔ [۱]

(۱۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ ایک ڈھال ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کسی دن روزہ رکھے تو اس کو نہ تو جہالت سے پیش آنا چاہیے اور نہ فحش کلامی کرنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس سے لڑائی کرے یا اس کو گالی دے تو یہ کہنا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

(۱۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، یقیناً روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے پاس مشک کی بو سے زیادہ اچھی ہے (اللہ کہے گا) کہ وہ اپنی خواہش اپنا کھانا اور اپنا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہے پس روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

(۱۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبیوں میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترے تو ایک چیونٹی نے انہیں کاٹا۔ اس پر انہوں نے اپنا سامان وہاں سے نکلوایا اسے آگ لگوا کر جلا ڈالا۔ اس پر (اللہ نے) ان کی طرف وحی کی کہ کیا (قصور) صرف ایک یہ چیونٹی کا نہ تھا؟

(۱۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر مومنوں پر دشواری کا احتمال نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں لڑنے والی کسی جماعت کے پیچھے نہ بیٹھتا لیکن میں اتنی گنجائش نہیں پاتا کہ ان سب کے لئے سواری کا انتظام کروں، اور وہ بھی اتنی گنجائش نہیں پاتے کہ میرے ساتھ آئیں، اور ان کا جی خوش نہیں ہوتا کہ میرے پیچھے بیٹھ رہیں۔

---

[۱] یہاں مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث زاید ہے جو صحیفہ ہمام کے دونوں مخطوطوں میں نہیں ہے۔
"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لڑائی کرے تو چہرے سے بچے" (یعنی مسلمانوں کے منہ پر گھونسہ نہ لگائے کہ نازک جگہ ہے)۔ بخاری کتاب العتق میں بھی ہمام بن منبہ سے یہ روایت موجود ہے۔

Marfat.com

اركبها ؛ و يلك اركبها .

١٢ - (٢ / ب) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ناركم هذه ، مايوقد بنو آدم ، جزء من سبعين جزءا من حر جهنم . فقالوا : والله ! ان كانت لكافيتنا ، يا رسول الله ! . قال : فانها فضلت عليها بتسعة وستين جزءا كلهن مثل حرها .

١٣ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لما قضى الله الخلق ، كتب كتابا ، فهو عنده فوق العرش : « إن رحمتى غلبت غضبى » .

١٤ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : والذى نفس محمد بيده ، لو تعلمون ما أعلم ، ابكيتم كثيرا ، ولضحكتم قليلا .

١٥ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الصيام جنة . فاذا كان أحدكم يوما صائما ، فلا يجهل ، ولا يرفث . فان امرؤ قاتله ، أوشاتمه ، فليقل : إنى صائم ، إنى صائم .

١٦ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم . والذى نفس محمد بيده ، لخلوف فم الصائم أطيب عندالله من ريح المسك ؛ يذر شهوته وطعامه وشرابه من أجلى ؛ فالصيام لى ، وأنا أجزى به .

١٧ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : نزل نبى من الأنبياء تحت شجرة ، فلدغته نملة . فأمر بجهازه فأخرج من تحتها ، وأمر بها فأحرقت فى النار . فأوحى [الله] اليه : فهلا نملة واحدة ؟ !

١٨ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : والذى نفس محمد بيده ، لولا أن أشق على المؤمنين ، ما قعدت خلف سرية تغزو فى سبيل الله ولكن لا أجد سعة فأحملهم ، ولا يجدون سعة فيتبعونى ، ولا تطيب أنفسهم أن يقعدوا بعدى .

---

(١٢) فى المخطوطتين : « بنوا آدم » (١٣) وهو عند ابن حنبل بين ١٤ و ١٥

(١٤) زاد ابن حنبل ههنا حديثا لا يوجد فى المخطوطتين وهو : « وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا قاتل أحدكم فليجتنب الوجه » .

Marfat.com

١٩ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لكل نبي دعوة تستجاب له. فأريد، إن شاء الله، أن أوخر دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة.

٢٠ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحب لقاء الله، أحب الله لقاءه. ومن لم يحب لقاء الله، لم يحب الله لقاءه.

٢١ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (٣/١) من أطاعني، فقد أطاع الله؛ ومن يعصني، فقد عصى الله؛ ومن يطع الأمير، فقد أطاعني، ومن يعص الأمير، فقد عصاني.

٢٢ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقوم الساعة حتى يكثر فيكم المال، فيفيض، حتى يهم رب المال من يتقبل منه صدقته؟ قال: ويقبض العلم، ويقترب الزمان، وتظهر الفتن، ويكثر الهرج. [قالوا: الهرج]، اى هو، يا رسول الله؟ قال: القتل، القتل.

٢٣ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقوم الساعة حتى تقتتل فئتان عظيمتان، تكون بينهما مقتلة عظيمة، ودعواهما واحدة.

٢٤ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريب من ثلاثين، كلهم يزعم انه رسول الله.

٢٥ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها. فاذا طلعت وراها الناس، آمنوا اجمعون. وذلك حين لا ينفع نفسا إيمانها، لم تكن آمنت من قبل او كسبت في إيمانها خيرا.

٢٦ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا نودى بالصلاة، ادبر الشيطان، له ضراط، حتى لا يسمع التأذين. فاذا قضى التأذين اقبل، حتى اذا ثوب بها ادبر، حتى اذا قضى التثويب، اقبل يخطر بين المرء

(١٩) بهامش الدمشقية: «خ أدخر». وفي البرلينية: «ادخر» في المتن، و«اوخر» بالهامش.

Marfat.com

(١٩) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک نبی کی ایک منانگی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے (اوروں نے اس کو اس دنیا ہی میں پورا کرا لیا) ان شاء اللہ میرا ارادہ ہے کہ اسے امت کی شفاعت کے لئے قیامت کے دن تک ملتوی (اٹھا رکھوں) کروں۔

(٢٠) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملاقات کرنی پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملاقات کرنی پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملاقات کرنی پسند نہیں کرتا تو اللہ بھی اس سے ملاقات کرنی پسند نہیں کرتا۔

(٢١) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (٣/٤) جس شخص نے میری اطاعت کی گویا اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اور جس شخص نے میری نافرمانی کی تو گویا اس نے اللہ ہی کی نافرمانی کی اور جس شخص نے (میرے مقرر کردہ) امیر کی اطاعت کی گویا اس نے میری ہی اطاعت کی اور جس نے ایسے امیر کی نافرمانی کی تو گویا اس نے میری ہی نافرمانی کی۔

(٢٢) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تم میں مال کی کثرت نہ ہو جائے، وہ بہا بہا پھرے گا یہاں تک مالدار کو اس بات کی فکر ہو گی کہ اس سے اس کا صدقہ (زکات) کون قبول کرے گا، اور آپ نے فرمایا: اور علم اٹھا لیا جائے گا، اور زمانہ (قیامت سے) قریب تر ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج کثرت سے ہو گا (لوگوں نے کہا) یا رسول اللہ ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل، خونریزی۔

(٢٣) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دو بڑی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کریں ان دونوں کے درمیان بڑی جنگ ہو گی اور ان دونوں کا دعوی ایک ہی ہو گا۔

(٢٤) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تقریباً تیس ٣٠ جھوٹے دجال نہ نکلیں ان میں سے ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

(٢٥) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک آفتاب اپنے مغرب سے نہ نکلے۔ (پھر اس کے بعد) جب آفتاب طلوع ہو گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے لیکن یہ اس وقت ہو گا کہ جب کسی شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ پہنچائے گا جو اس سے پہلے نہ تو وہ ایمان لایا تھا اور نہ ہی اس نے اپنے ایمان ہی سے کوئی بھلائی حاصل کی تھی۔

(٢٦) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر پادتا ہوا چلا جاتا ہے تاکہ اذان سنائی نہ دے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو وہ پھر آ جاتا ہے یہاں تک کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے پھر جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو آدمی اور اس کے نفس کے درمیان خطرہ ڈالنے کے لئے چلا آتا ہے

لہ متن میں اسی طرح دونوں لفظ آئے ہیں (او نحو، او خر)

اور اس سے کہتا ہے کہ "فلاں بات یا ذکر، فلاں بات یا ذکر" جو اس سے پہلے یاد نہیں آتی تھی یہاں تک کہ آدمی یہ جاننے کے قابل نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی۔

(۲۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے، دن رات کے مسلسل خرچ کرنے سے بھی وہ خالی نہیں ہوتا۔ دیکھو تو کہ جب سے کہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے کیا کچھ نہیں خرچ کیا، مگر اس کے سیدھے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ کم نہیں ہوتا۔

آپ نے فرمایا: اور اس کا عرش (تخت) پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں روک لینے کی قابلیت ہے وہی بلند کرتا ہے اور وہی پست کرتا ہے۔

(۲۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کسی پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ مجھے نہ دیکھے گا، اور اس وقت مجھ کو دیکھنا اسے اس سے زیادہ پسند ہوگا جتنا اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو دیکھنا۔

(۲۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسریٰ (ایران کا بادشاہ) ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا، اور قیصر (روم کا بادشاہ) بھی ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا، اور تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اور (آں حضرت نے) جنگ کو ایک "دھوکہ" فرمایا۔

(۳۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں (۲ مرب) جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خطرہ گزرا۔

(۳۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں (تمہیں نہیں پوچھنے لگتا) کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گزرے وہ اپنے پیغمبروں سے سوال کرنے اور پھر ان کو نہ ماننے کے باعث ہلاک ہو گئے۔ پھر جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس چیز سے بچو، اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو تم سے جتنا ہو سکے اسے بجا لاؤ[۱] اس پر عمل کرو۔

(۳۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب صبح کی نماز کے لئے اذاں دی جائے اور تم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں ہو تو اس دن روزہ نہ رکھے[۳]۔

(۳۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ننانوے نام ہیں؛ ایک کم سو، جو شخص ان کو یاد رکھے گا[۴] وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ طاق ہے، ہر طاق (عدد) کو پسند کرتا ہے۔

---

[۱] اصل میں یہ دونوں الفاظ ہیں۔ [۲] اصل میں یہ دونوں الفاظ ہیں۔ [۳] یا تو یہ ابتدائی زمانے کی منسوخ شدہ حدیث ہے یا منشا اصل میں یہ کہنا ہے کہ طلوع فجر کے بعد بیوی کے پاس جائیں تو پھر اس دن روزہ نہیں رہ سکتے۔

[۴] یعنی اپنے ہر عمل میں خدا کو حاضر و ناظر جانے۔ اللہ رحیم بھی ہے قہار بھی ہے، علیم بھی ہے، حسیب بھی ہے وغیرہ۔ محض رٹنا مراد نہیں۔

ونفسه ، ويقول له : «اذكر كذا ، اذكر كذا» لما لم يكن يذكر من قبل ، حتى يظل الرجل إن يدرى كم صلى .

٢٧ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : يمين الله ملاى ، لا يغيضها نفقة سحاء الليل والنهار . أرايتم ما انفق منذ خلق السماء والأرض ؟ فانه لم ينقص مما فى يمينه . قال : وعرشه على الماء . وبيده الأخرى القبض ، يرفع ويخفض .

٢٨ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم . والذى نفسى بيده ، ليأتين على احدكم يوم لا يرانى ، ثم لأن يرانى احب اليه من مثل اهله وماله معهم .

٢٩ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : يهلك كسرى ثم لا كسرى بعده ، وقيصر ليهلكن ، ثم لا يكون قيصر بعده ، ولتنفقن كنوزهما فى سبيل الله . وسمى الحرب «خدعة» .

٣٠ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن الله عزوجل قال : اعدت (٣ / ب) لعبادى الصالحين ما لا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر .

٣١ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ذرونى ما تركتكم . فانما هلك الذين من قبلكم بسؤالهم واختلافهم على انبيائهم . فاذا نهيتكم عن شىء فاجتنبوه ، وإذا امرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم .

٣٢ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا نودى للصلاة ، صلاة الصبح ، واحدكم جنب ، فلا يصوم يومئذ .

٣٣ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لله تسعة وتسعون اسما ، مائة الا واحدة . من احصاها دخل الجنة . إنه وتر ، يحب الوتر .

---

(٣١) فى المخطوطتين بالهامش : «خ تركتم (اى بدل : تركتكم) . وفى الدمشقية بالهامش : «خ فائتمروا» (اى بدل : فأتوا . ورسمه عنده : فايتوا) .

(٣٢) «فلا يصوم» كذا بدل «فلا يصم» .

(٣٣) «واحدة» كذا فى المخطوطتين ، بدل «واحد» .

Marfat.com

٣٤ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا نظر احدكم الى من هو فضل عليه فى المال والخلق ، فلينظر الى من هو اسفل منه ممن فضل عليه .

٣٥ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : طهور إناء احدكم ، اذا ولغ الكلب فيه ، فليغسله سبع مرات .

٣٦ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : والذى نفس محمد بيده ، لقد هممت ، أن آمر فتيانى ان يستعدوا لى بحزم من حطب ، ثم آمر رجلا يصلى بالناس ، ثم احرق بيوتا على من فيها .

٣٧ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : نصرت بالرعب ، واوتيت جوامع الكلم .

٣٨ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا انقطع شسع نعل احدكم او شراكه ، فلا يمش فى إحداهما بنعل واحد ، والأخرى حافية : ليحفيهما جميعا او لينعلهما جميعا .

٣٩ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (ان الله قال) : لا يأتى ابن آدم النذر بشىء لم اكن قد قدرته ، ولكن يلقه النذر وقد قدرته له ، استخرج به من البخيل ويؤتينى عليه مالم يكن آتانى من قبل .

٤٠ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن الله قال : « انفق انفق عليك » وسمى الحرب « خدعة » .

٤١ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : راى عيسى بن مريم رجلا يسرق . فقال له عيسى : [سرقت ؟ فقال : كلا ، والذى لا إله إلا هو ، فقال عيسى : آمنت بالله وكذبت عينى .

---

(٣٥) بهامش البرلينية : « خ طهر » (اى بدل : طهور) .

(٣٧) بهامش الدمشقية : « خ الكلام » (اى بدل : الكلم) .

(٣٩) ما بين القوسين سقط فى الاصل ولا بد منه .

(٤١) ضاعت ورقة من البرلينية . و « [» علامة ابتداء السقطة .

Marfat.com

(۳۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص ایسے شخص کو دیکھے جس کو خود سے زیادہ مال اور اخلاق میں فضیلت دی گئی ہو تو اس کو چاہیئے کہ ایسے آدمی کو دیکھے جو اپنے سے کم ہو نہ کہ ایسے شخص کو جو بالاتر ہو۔ (تاکہ حسد کی جگہ اللہ کا شکر کر سکے)

(۳۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کسی ایک کے برتن میں جب کتا منہ ڈالے تو اس کو چاہیئے کہ پاک کرنے کے لئے سات مرتبہ دھولے۔

(۳۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے نوکروں کو حکم دوں کہ میرے لئے لکڑی کے گٹھے لائیں پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں لوگوں کو (جو نماز کو نہیں آتے) ان کے گھروں سمیت آگ لگا کر جلا ڈالوں۔

(۳۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی اور مجھے جامع کلمےٰ دیئے گئے ہیں۔

(۳۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم سے کسی کی چپل کا تسمہ یا پٹہ ٹوٹ جائے تو دونوں پاؤں میں سے صرف ایک پاؤں میں چپل پہن کر نہ چلے اور دوسرا (پاؤں) ننگا رہے، یا تو دونوں پاؤں ننگے رکھے یا دونوں پاؤں میں چپل پہن لے۔

(۳۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) نذر ماننے سے انسان کو کوئی ایسی چیز نہیں مل جاتی جو میں نے اس کے لئے پہلے ہی سے مقدر کر رکھی ہے۔ البتہ نذر کی خاطر بخیل سے (کچھ خیرات) نکل آتی ہے اور وہ مجھے اس کی خاطر ایسی چیز دیتا ہے جو اس سے پہلے نہیں دیتا تھا۔

(۴۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "خیرات کر، میں تجھے اور دوں گا" اور آپ نے جنگ کو ایک "دھوکہ" فرمایا۔

(۴۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ بن مریمؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ اس پر عیسیٰؑ نے اس سے کہا: (کیا تو نے چوری کی؟) اس نے کہا: ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، عیسیٰؑ نے کہا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھٹلاتا ہوں۔

۱۔ اصل میں ظہر اور ظہور دونوں روایتیں ہیں، معنی ایک۔

۲۔ اصل میں جوامع الکلم اور جوامع الکلام دونوں روایتیں ہیں معنی ایک ہی ہے۔

۳۔ یہاں سے حدیث نمبر ۵۵ تک مخطوطہ برلین میں نہیں ہے اور ایک ورق چیٹ کردہ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔

Marfat.com

حضور خازن تھے — امام کی اقتداء — نماز کا حسن — آدم و موسیٰ علیہما السلام کا مکالمہ — حضرت ایوب علیہ السلام اور اللہ کی برکت — حضرت داؤد علیہ السلام اور تلاوت زبور، ہاتھ کی کمائی — خواب — آداب سلام

(۴۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نہ تو کوئی چیز تمہیں دیتا ہوں اور نہ کوئی چیز تم سے روک لیتا ہوں، میں تو صرف ایک خازن ہوں، مجھے جہاں رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے وہاں رکھتا ہوں۔

(۴۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۴۴/۱) امام اس لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لئے تم امام سے اختلاف نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جب وہ "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" (جو شخص اللہ کی حمد کرتا ہے اللہ اس کو سنتا ہے) کہے، تو تم اللّٰھم ربنا لک الحمد (یا اللہ! اے ہمارے رب تیرے لئے ہی حمد ہے) کہو پھر جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

(۴۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز میں صف باندھ لیا کرو کیونکہ صف باندھنا نماز کا حسن (خوشنمائی) ہے۔

(۴۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمؑ اور موسیٰؑ نے (ایک بار) آپس میں حجت کی چنانچہ موسیٰؑ نے ان سے کہا: کیا تم ہی وہ آدم ہو جنہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا اور ان کو جنت سے زمین پر نکال لائے؟ اس پر آدم نے کہا: کیا تم ہی وہ موسیٰ ہو جن کو اللہ نے ہر چیز کا علم دیا اور اپنا رسول بنا کر دوسرے لوگوں سے برگزیدہ بنایا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (آدمؑ نے) کہا: کیا تم مجھے ایسی بات کے متعلق ملامت کرتے ہو جو میری پیدائش سے پہلے ہی لکھ دی گئی تھی کہ میں ایسا کروں گا؟ اس طرح آدمؑ نے موسیٰؑ کو لاجواب کر دیا۔

(۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ جب کہ ایوبؑ ننگے نہا رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈیوں کا ایک دَل گرنے لگا اور ایوب ان کو اپنے کپڑوں میں سمیٹنے لگے کہا: پھر ان کے رب نے ان کو آواز دی: اے ایوب! تم نے جو چیز دیکھی ہے کیا میں نے تم کو اس سے بے نیاز نہیں بنایا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ اے میرے پروردگار! لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز کہاں ہوں۔

(۴۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: داؤدؑ کو قرآن[1] پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیتے تھے اور گھوڑے پر زین لگنے سے پہلے ہی (پورا) قرآن پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے کوئی چیز نہیں کھایا کرتے تھے۔

(۴۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صالح آدمی کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

(۴۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹے کو بڑے پر اور گزرنے والے کو بیٹھے ہوئے پر اور قلیل (جماعت) کو کثیر (جماعت) پر سلام کرنا چاہیئے۔

---

[1] یہاں قرآن سے زبور مراد ہے۔

Marfat.com

٤٢ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما أوتيكم من شىء ولا امنعكموه إن انا إلا خازن أضع حيث امرت .

٤٣ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم (١/٤) إنما الإمام ليؤتم به . فلا تختلفوا عليه . فاذا كبر ، فكبروا ، واذا ركع ، فاركعوا ، واذا قال : « سمع الله لمن حمده » ، فقولوا : « اللهم ربنا لك الحمد » ، فاذا سجد ، فاسجدوا . واذا صلى جالسا ، فصلوا جلوسا أجمعين .

٤٤ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أقيموا الصف فى الصلاة . فان إقامة الصف من حسن الصلاة .

٤٥ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : تحاج آدم وموسى . فقال له موسى : أنت آدم الذى أغويت الناس فأخرجتهم من الجنة الى الأرض؟ فقال له آدم : انت موسى الذى اعطاه الله علم كل شىء واصطفاه على الناس برسالته؟ قال : أتلومنى على امر قد كان كتب على أن أفعل من قبل أن اخلق؟ فحج آدم موسى .

٤٦ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : بينما أيوب يغتسل عريانا ، خر عليه رجل جراد من ذهب . فجعل أيوب يحثى فى ثوبه . قال : فناداه ربه : يا أيوب ! ألم أكن أغنيتك عما ترى ؟ قال : بلى يا رب ! ولكن لا غنى لى عن بركتك .

٤٧ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : خفف على داود القرآن فكان يأمر بدوابه فتسرج . فكان يقرأ القرآن من قبل ان تسرج دابة . وكان لا يأكل الا من عمل يديه .

٤٨ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : رؤيا الرجل الصالح جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة .

٤٩ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : يسلم الصغير على الكبير ، والمار على القاعد ، والقليل على الكثير .

Marfat.com

٥٠ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا أزال اقاتل الناس حتى يقولوا : لااله الا الله . فاذا قالوا : لااله الا الله ، فقد عصموا مني دماءهم واموالهم وأنفسهم الا بحقها ، وحسابهم على الله .

٥١ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : تحاجت الجنة والنار . فقالت النار : أوثرت بالمتكبرين والمتجبرين . وقالت الجنة : فمالى ، لا يدخلنى الا ضعفاء الناس وسقطهم وغرتهم . فقال الله للجنة : إنما انت رحمتى ، أرحم بك من أشاء من عبادى . وقال للنار : إنما أنت عذابى : أعذب بك من أشاء من عبادى . ولكل واحدة منكما ملؤها . فأما النار فلا تمتلىء حتى يضع الله تعالى فيها رجله . فتقول : قط قط . فهنالك تمتلى . ويزوى بعضها الى بعض . ولا يظلم الله من خلقه (٤ / ب) أحدا . وأما الجنة فان الله عزوجل ينشىء لها خلقا .

٥٢ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا استجمر أحدكم فليوتر .

٥٣ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قال الله تعالى : اذا تحدث عبدى بأن يعمل حسنة فأنما اكتبها له حسنة ، مالم يعملها ، فاذا عملها فأنا أكتبها له بعشر امثالها . واذا تحدث بأن يعمل سيئة فأنا أغفرها له مالم يعملها ، فاذا عملها فأنا أكتبها له بمثلها .

٥٤ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : والله ! لقيد سوط أحدكم من الجنة خير له مما بين السماء والأرض .

٥٥ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان أدنى مقعد أحدكم من الجنة إن هىٔ له أن يقال له : تمن . فيتمنى ويتمنى . فيقال له : هل تمنيت ؟] فيقول : نعم . فيقول له : فاءن لك ما تمنيت ومثله معه .

٥٦ ـ وقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم : لولا الهجرة ، لكنت امرءا من الأنصار . ولو يندفع الناس فى شعبة ، أو فى واد ، والأنصار فى شعبة

(٥٥) «] » علامة انتهاء السقطة من البرلينية .

(۵۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ یہ نہ کہیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں) جوں ہی وہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں تو مجھ سے ان کے خون اور مال اور جانیں محفوظ ہو جائیں گی بجز ان کے حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

(۵۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ جنت اور آگ (دوزخ) آپس میں حجت کرنے لگے۔ دوزخ نے کہا: مغرور اور ظالم لوگوں کی قیام گاہ بننے کے لئے مجھے ترجیح دی گئی ہے اور جنت نے کہا: کیا بات ہے کہ مجھ میں ضعیفوں اور پست اور بھولے لوگوں کے سوائے اور کوئی داخل نہ ہوگا اس پر اللہ نے جنت سے کہا: تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں رحم کروں گا، اور دوزخ سے کہا، تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں عذاب دوں گا، اور تم میں سے ہر ایک بھر جائے گی لیکن دوزخ اس وقت تک نہ بھرے گی جب تک کہ اللہ اس میں اپنا پاؤں نہ رکھ دے پھر (دوزخ) کہے گی: بس، بس وہ اس وقت بھر جائے گی اور اس کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا، اور اللہ اپنی مخلوق میں سے (ہم/ب) کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے جنت تو اس کے لئے اللہ عزوجل ایک مخلوق پیدا کرے گا۔

(۵۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ڈھیلا لے تو طاق (تعداد میں) لے۔

(۵۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ دل میں یہ کہے کہ نیک کام کرے گا تو میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک کہ وہ اس کو نہ کرے پھر جب وہ اس کو کرتا ہے تو میں اس کے لئے اس جیسی دس (نیکیاں) لکھ لیتا ہوں اور جب یہ کہے وہ برا کام کرے گا تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں جب تک کہ وہ برا کام نہ کرے، پھر جب وہ برا کام کر ڈالتا ہے تو میں اس کے لئے صرف ایک برائی لکھ لیتا ہوں۔

(۵۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم تم میں ایک شخص ہے جس کے کوڑے کی ڈوری (جو جنت میں ملے گی) آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے اس سے بھی بہتر ہے۔

(۵۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں تم میں سے کسی کا ادنیٰ ٹھکانا اگر اس کے لئے تیار کیا جائے تو اس سے کہا جائے گا: آرزو کر، پھر وہ آرزو کرے گا آرزو پر آرزو کرے گا، اس پر اس سے کہا جائے گا: کیا تو آرزو کر چکا؟ وہ کہے گا: ہاں۔ پھر اس سے کہا جائے گا: تجھ کو تیری آرزو کے موافق دیا جاتا ہے بلکہ اس کے ساتھ اس جیسا اور۔

(۵۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک آدمی ہوتا، اگر لوگ ایک گھاٹی یا ایک وادی میں جاتے اور انصار ایک دوسری گھاٹی میں

لہ۔ یعنے کسی اد مقتول یا متضرر کا حق دلانے کے لئے سزا مرت یا ہرجانہ دینے کا حکم دیا جا سکتا ہے۔

ٹہ۔ ایک غریب مگر نکو کار صحابی کی تعریف ہے۔ سٹہ۔ مخطوط برلین کے گم شدہ ورق کی عبارت یہاں ختم ہوتی ہے۔

Marfat.com

تو میں انصار کے ساتھ ان کی گھاٹی میں جاتا۔

(۵۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بنی اسرائیلؑ[1] نہ ہوتے تو کھانا خراب ہوتا اور گوشت سڑ نہ جاتا، اور اگر حواؑ[2] نہ ہوتیں تو کوئی عورت کبھی اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔

(۵۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے آدم کو اپنی شکل پر بنایا[3]۔ ان کی لانبائی ساٹھ ہاتھ تھی[4]۔ پھر جب ان کو پیدا کیا تو ان سے کہا: "جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو" — یہ فرشتوں کی ایک بیٹھی ہوئی جماعت تھی۔ "اور دیکھو کہ وہ تم کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں؟ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔" کہا: پھر وہ گئے اور کہا: السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو)۔ انہوں نے کہا: وعلیک (السلام) ورحمۃ اللہ (اور تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو)۔ انہوں نے "ورحمۃ اللہ" زیادہ کیا۔ کہا: ہر وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا آدم کی صورت کا ہوگا، اس کی لانبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی پھر اس کے بعد مخلوق (قد میں) اب تک گھٹتی ہی گئی ہے۔

(۵۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کا فرشتہ موسیٰؑ کے پاس آیا اور ان سے کہا: تمہارے پروردگار کے پاس چلو۔ کہا: اس پر موسیٰؑ نے موت کے فرشتہ کی آنکھ پر طمانچہ مارا اور آنکھ پھوڑ ڈالی، کہا: پھر فرشتہ اللہ کے پاس واپس گیا اور کہا: تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور میری آنکھ پھوڑ ڈالی، کہا: (۶/۵) اس پر اللہ نے اس کو اس کی آنکھ واپس کر دی (اور) فرمایا: میرے بندے کے پاس جا اور اس سے کہہ: کیا تو زندہ رہنا چاہتا ہے؟ اگر تو زندہ رہنا چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھ، تیرا ہاتھ جتنے بال ڈھانک لے گا تو اتنے سال زندہ رہے گا۔ (موسیٰؑ نے) کہا: پھر کیا ہوگا؟ کہا: پھر تم مر جاؤ گے، کہا: پھر تو اب جلدی ہی بہتر ہے۔ کہا: اے میرے رب! مجھے ارض مقدس سے (کم از کم) اتنا ہی قریب کر دے جتنا کہ ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو راستے کے کنارے سرخ ٹیلے کے قریب ان کی قبر بتلاتا۔

(۶۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھتے تھے، اور موسیٰؑ تنہا نہایا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ کو ہمارے ساتھ نہانے سے کوئی چیز نہیں روکتی مگر یہ کہ وہ خصیوں کی بیماری میں مبتلا ہوں گے، کہا: ایک مرتبہ وہ نہانے کے لئے گئے

---

[1] جب تک آدمی اللہ پر توکل کرتا رہا اور روز کی مقدار روز خرچ کرتا رہا، چیزیں سڑتی گلتی نہ رہیں، آنے والے دنوں کے لیے اٹھا کر رکھنے کا آغاز بنی اسرائیل سے ہوا۔ [2] جنت کا شجر ممنوعہ کھانے کا مشورہ دینا مراد معلوم ہوتا ہے۔ [3] اللہ سنتا، دیکھتا، بولتا، ارادہ کرتا، پیدا کرتا، جانتا، ایجاد کرتا اور دیگر صفتیں رکھتا ہے، آفتاب کی پرچھائیوں کی طرح انسان میں بھی چھوٹے پیمانے پر یہ صفتیں ہیں جو دوسرے جانوروں میں نہیں۔ [4] ابوالبشر آدم کا قد دراز ہونا علمی نقطۂ نظر سے بھی اب نا ممکن نہیں سمجھا جاتا جیسا کہ حیاتیاتی آثار قدیمہ میں ایسے جانوروں کی ہڈیاں، ڈھانچے یا پتھرائے ہوئے جسم ملے ہیں جن کی نسل جاتی رہی (جیسے کہ [illegible]) کے موجودہ قد مقابلتہ بہت چھوٹے ہیں۔ کئی ماہرین حیاتیات کی مغرب میں بھی یہ رائے رہی ہے کہ غذا کی روز افزوں قلت اور حصول کی دشواریوں سے پرانے زمانے میں اب سے ہزار ہا سال پہلے جاہل انسان کا قد گھٹتا گیا ہوگا تا آنکہ موجودہ معتدل پر آ گیا۔

Marfat.com

لا ندفعت مع الأنصار فى شعبهم .

٥٧ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اولا بنو اسرائيل ، لم يخبث الطعام ولم يخنز اللحم . ولولا حواء ، لم تخن أنثى زوجها الدهر .

٥٨ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : خلق الله آدم على صورته . وطوله ستون ذراعا . فلما خلقه ، قال : « اذهب فسلم على اولئك النفر » - وهم نفر من الملائكة جلوس - « فاستمع ما يحبونك . فانها تحيتك وتحية ذريتك » . قال : فذهب فقال : السلام عليكم . فقالوا : [السلام] عليك ورحمة الله ، فزادوا « ورحمة الله » . قال : فكل من يدخل الجنة على صورة آدم : طوله ستون ذراعا . فلم يزل الخلق ينقص بعد حتى الآن .

٥٩ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : جاء ملك الموت الى موسى ، فقال له : أجب ربك . قال : فلطم موسى عين ملك الموت ، ففقأها . قال : فرجع الملك الى الله عز وجل ، فقال : إنك أرسلتنى الى عبد لك لا يريد الموت ، وقد فقأ عينى . قال : (٥ / آ) فرد الله اليه عينه ، قال : ارجع الى عبدى فقل له : الحياة تريد ؟ فان كنت تريد الحياة ، فضع يدك على متن ثور ، فما وارت يدك من شعرة فانك تعيش بها سنة ، قال ثم مه ؟ قال : ثم تموت . قال : فالآن من قريب . قال : رب ادنني من الأرض المقدسة رمية بحجر . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لو أنى عنده ، لأريتكم قبره الى جانب الطريق عند الكثيب الأحمر .

٦٠ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : كانت بنو اسرائيل يغتسلون عراة ينظر بعضهم الى سوأة بعض ، وكان موسى يغتسل وحده . فقالوا : والله ! ما يمنع موسى أن يغتسل معنا إلا أنه آدر . قال : فذهب مرة يغتسل ، فوضع

---

(٥٧) فى المخطوطين : « بنوا اسرائيل »

(٥٨) بهامش البرلينية : « خ معا : يجيبونك » (اى بدل : يحيونك) . وفيه أيضاً « خ معا : فزادوه » (اى بدل : فزادوا) .

Marfat.com

ثوبه على حجر ، ففر الحجر بثوبه . قال : فجمح موسى فى أثره ، يقول : « ثوبى، حجر ،ثوبى حجر !» حتى نظرت بنو اسرائيل الى سوأة موسى ، فقالوا : والله ! ما بموسى من بأس . قال : فقام الحجر بعد ما نظر اليه ، فأخذ ثوبه ، وطفق بالحجر ضربا . فقال أبو هريرة : والله ! إنه ندب بالحجر ستة أو سبعة ضرب موسى بالحجر .

٦١ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ليس الغنى من كثرة العرض ولكن الغنى غنى النفس .

٦٢ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن من الظلم مطل الغنى . وإن اتبع أحدكم على ملىء فليتبع .

٦٣ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أغيظ رجل على الله يوم القيامة وأخبثه واغيظه عليه رجل كان يسمى ملك الأملاك ، لا ملك الا الله عز وجل .

٦٤ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : بينما رجل يتبختر فى بردين وقد اعجبته نفسه ، خسف به الأرض . فهو يتجلجل فيها الى يوم القيامة .

٦٥ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قال الله عز وجل : انا عند ظن عبدى بى .

٦٦ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من يولد على هذه الفطرة ، فأبواه يهودانه وينصرانه . كما تنتجون البهيمة ، هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا أنتم تجدعونها ؟ قالوا : يارسول الله ! (٥ / ب) أفرأيت من يموت ، وهو صغير ؟ قال : الله أعلم بما كانوا عاملين .

٦٧ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن فى الانسان عظما ، لا تأكله الأرض أبدا . فيه يركب يوم القيامة . قالوا : اى عظم يارسول الله ؟ قال : عجم لذنب . وقال ابو الحسن : إنما هو « عجب » ، ولكنه قال : بالميم .

---

(٦٠) فى المخطوطتين : « بنوا اسرائيل » .

Marfat.com

اور اپنا کپڑا ایک پتھر پر رکھا، پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا، کہا: پھر موسیٰ اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ "میرا کپڑا پتھر! میرا کپڑا پتھر!" پھر تو بنی اسرائیل نے موسیٰ کی شرم گاہ کو دیکھ لیا اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ کہا: ان کی شرم گاہ پر نظر پڑ جانے کے بعد پتھر ٹھیر گیا، انہوں نے اپنا کپڑا لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے" پھر ابوہریرہؓ نے کہا: اللہ کی قسم! پتھر پر نشان ہیں چھ یا سات بار موسیٰؑ نے مارے تھے۔

(٦١) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کثیر مال سے تونگری نہیں ہے بلکہ تونگری نفس کی تونگری ہے۔

(٦٢) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مالدار کا وعدہ کو ٹالتے رہنا بھی ایک ظلم ہے تم میں سے کس کا کسی پیٹ بھرے سے پالا پڑے تو چاہئے کہ اس کا پیچھا کرے۔

(٦٣) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو سب سے زیادہ غصہ میں لانے والا اور سب سے زیادہ خبیث اور اللہ کا سب سے زیادہ غصہ اٹھانے والا وہ شخص ہوگا جس کو شاہِ شاہاں (بادشاہوں کا بادشاہ) کہتے ہوں اللہ عزوجل کے سوائے کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

(٦٤) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص تھا دو چادروں میں اکڑتے ہوئے چل رہا تھا اور اس کو اپنے نفس پر غرور تھا اتنے میں وہ زمین میں دھنس گیا[1] اور وہ قیامت کے دن تک دھنستا رہے گا۔

(٦٥) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا گمان کہ وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔

(٦٦) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پیدا ہوتا ہے وہ اس فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں اور اس کو نصرانی بنا دیتے ہیں جس طرح تم جانور سے بچے پیدا کرتے ہو تو کیا تم ان میں ناک کان کٹا پاتے ہو؟ یہاں تک کہ تم خود نہ کاٹو (یعنے بچے کو تم یہودی یا نصرانی بناتے ہو وہ خود بخود نہیں بنتا)، لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ!
(٥/ب) (کافروں کا جو شخص بچپن میں مرجاتا ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟) فرمایا: وہ بچے جو کچھ کرنے والے تھے اللہ ان کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔

(٦٧) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان میں ایک ہڈی ہوتی ہے اس کو زمین کبھی نہیں کھاتی اسی سے وہ قیامت کے دن مرکب ہوگا۔ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! کونسی ہڈی ہے؟ آپ نے فرمایا "عجم الذنب" (ریڑھ کی ہڈی) اور ابوالحسن اشّبی نے کہا: وہ عجب ہے لیکن میم سے (عجم) فرمایا)

---

[1] غالباً قارون مراد ہے۔

Marfat.com

(۶۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (صوم) وصال (نفل روزے پے درپے) نہ رکھا کرو، لوگوں نے کہا: مگر آپ خود (صوم) وصال رکھتے ہیں۔ آپنے فرمایا: میں اس بارے میں تمہارے جیسا نہیں ہوں، میں رات گزارتا ہوں تو میرا پروردگار مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، پس ایسے ہی عمل کی تکلیف اٹھاؤ جس کی طاقت ہوئے۔

(۶۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سوکر اٹھے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ دھوئے بغیر وضو کے پانی میں نہ ڈالے کیونکہ تم میں سے کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات کہاں رہا ہے۔

(۷۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کا چھوٹی سی ہڈی (کسی کو دینا) بھی اس وقت تک کے لئے نیکی ہے جب تک آفتاب طلوع ہوتا رہے۔ آپنے فرمایا، دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی نیکی ہے اور کسی آدمی کو سوار ہونے میں مدد دینا اور اس کو یا اس کے اسباب کو سوار کرانا بھی نیکی ہے اور میٹھی اچھی بات کرنا بھی نیکی ہے اور ہر قدم جو نماز کی طرف چل کر جاوے وہ بھی نیکی ہے اور راستہ سے ایذا دور کرنا بھی نیکی ہے۔

(۷۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جانوروں کا مالک جانوروں کا حق (یعنے زکات) ادا نہیں کرتا، تو قیامت کے دن اس کے وہی جانور (بطور عذاب) اس پر مسلط کردئے جائیں گے جو پنجے لاتیں اس کے منہ پر مارتے رہیں گے۔

(۷۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کا خزانہ قیامت کے دن گنجا یعنے نہایت زہریلا سانپ بن جائے گا، صاحب خزانہ اس سے بھاگنا چاہے گا لیکن وہ اس کا پیچھا کرے گا اور کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں فرمایا: اللہ کی قسم! وہ پیچھا کرتا ہی رہے گا یہاں تک کہ (اس زکات نہ دینے والے شخص کو) اپنے قبضے میں لاکر اپنا نوالہ بنالے گا۔

(۷۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پانی ٹھیرا ہوا ہو اور بہتا نہیں ہے اس میں پیشاب کرکے پھر اسی سے غسل نہ کرنا چاہیئے۔

(۷۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ چکر لگانے والا جو (بھیک مانگنے کے لئے) لوگوں کے پاس چکر لگایا کرتا ہے اور ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک کھجور یا دو کھجوریں پاتا ہے تو وہ مسکین نہیں ہے، اصل میں مسکین وہ ہے جس کے پاس مال نہ ہو اور پھر بھی لوگوں سے مانگنے میں شرم کرے اور لوگ بھی اس کی حالت نہ جانتے ہوں کہ اس کو کچھ خیرات دیں۔

(۷۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی عورت کا شوہر گھر پر موجود ہو تو اس کو اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھنا چاہیئے (۹/۶) اور اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دینی چاہیے۔ اور اس کی آمدنی سے اس کے حکم کے بغیر جو کچھ خیرات کرے تو اس کا آدھا ثواب شوہر کو ملے گا (یعنے علاوہ مال کے ثواب کے نفس فعل خیرات دہی کا بھی پورا ثواب عورت کو نہ ملے گا۔)

۱؎ جو لوگ سال بھر نفل روزے ریاضت کے طور پر ساری عمر رکھنا چاہتے ہیں، اس کی ممانعت ہے۔

Marfat.com

٧٦ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يتمنى احدكم الموت ولا يدعو به من قبل ان يأتيه . انه اذا مات احدكم ، انقطع عمله – اوقال : اجله – إنه لا يزيد المؤمن من عمره إلا خيرا .

٧٧ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يقل احدكم للعنب « الكرم » إنما الكرم الرجل المسلم .

٧٨ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اشترى رجل من رجل عقارا . فوجد الرجل الذى اشترى العقار فى عقاره جرة فيها ذهب . فقال له الذى اشترى العقار . خذ ذهبك منى ، إنما اشتريت منك الارض ، ولم ابتع منك الذهب . فقال الذى شرى الأرض : إنما بعتك الأرض وما فيها . فتحاكما الى رجل . فقال الذى تحاكما اليه : ألكما ولد ؟ فقال أحدهما . لى غلام . وقال الآخر : لى جارية . فقال : أنكح ، الغلام الجارية ، وأنفقوا على أنفسكما منه ، وتصدقا .

٧٩ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أيفرح احدكم براحلته اذا ضلت منه ثم وجدها ؟ قالوا : نعم ، يا رسول الله ! قال : والذى نفس محمد بيده ، الله أشد فرحا بتوبة عبده اذا تاب ، من احدكم براحلته اذا وجدها .

٨٠ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أن الله عزوجل قال : اذا تلقانى عبدى بشبر ، تلقيته بذراع ، واذا تلقانى بذراع ، تلقيته بباع ، واذا تلقانى بباع ، جئته – أوقال : أتيته – بأسرع .

٨١ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا توضأ أحدكم فليستنشق بمنخريه من ماء ثم لينتثر .

٨٢ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : والذى نفس محمد بيده ، لو أن عندى أحدا ذهبا لأحببت أن لا يأتى على ثلاث ليال وعندى منه دينار أجد من يتقبله منى ، ليس شيء أرصده فى دين على .

٨٣ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا جاءكم الصانع بطعامكم .

٦٨ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والوصال، إياكم والوصال. قالوا: فانك تواصل يا رسول الله! قال: انى لست فى ذلكم مثلكم: انى أبيت يطعمنى ربى و يسقينى، فاكلفوا من العمل مالكم به طاقة.

٦٩ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا استيقظ أحدكم فلا يضع يده فى الوضوء حتى يغسلها. إنه لا يدرى احدكم اين باتت يده.

٧٠ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع عليه الشمس. قال: تعدل بين الاثنين، صدقة. و تعين الرجل فى دابته و تحمله عليها، أوترفع له عليها متاعه، صدقة. والكلمة الطيبة، صدقة. وكل خطوة تمشيها الى الصلاة، صدقة. وتميط الأذى عن الطريق، صدقة.

٧١ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا ما رب النعم لم يعط حقها، تسلط عليه يوم القيمة: تخبط وجهه بأخفافها.

٧٢ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يكون كنز أحدكم يوم القيمة شجاعا إقرع. يفر منه صاحبه و يطلبه ويقول: انا كنزك قال: والله! لن يزال يطلبه حتى يبسط يده، فيلقمها فاه.

٧٣ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يبال فى الماء الدائم الذى لا يجرى، ثم يغتسل به.

٧٤ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس المسكين هذا الطواف الذى يطوف على الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان، إنما المسكين الذى لا يجد غنى يغنيه و يستحى ان يسأل الناس ولا يفطن له فيتصدق عليه.

٧٥ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تصوم المراة و بعلها شاهد لا باءذنه. (٦ / آ) ولا تأذن فى بيته وهو شاهد إلا باذنه. وما انفقت من كسبه عن غير امره فان نصف اجره له.

Marfat.com

(۷۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے، اور اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا نہ کرے، جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے۔ یا آپ نے فرمایا، اس کی زندگی ختم ہوجاتی ہے۔ مومن کی عمر زیادہ ہونے سے اس کی بھلائی میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

(۷۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص عِنَب (انگور) کو کرم نہ کہے کرم تو مرد مسلمان ہے۔

(۷۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص تھا جس نے کسی سے ایک زمین خریدی پھر جس شخص نے زمین خریدی تھی اس نے اپنی زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا زمین کے خریدار نے (مالک) سے کہا: مجھ سے تمہارا سونا لے لو میں نے تو تم سے زمین خریدی تھی سونا نہیں خریدا تھا، اور جس شخص نے زمین فروخت کی تھی اس نے کہا: میں نے تم کو زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب تمہیں بیچ ڈالا تھا۔ اس پر ان دونوں نے ایک کو حکم (جج) بنالیا، حکم نے کہا: کیا تمہیں اولاد ہے؟ ان میں ایک نے کہا: مجھے ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا: مجھے ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا: لڑکے سے لڑکی کی شادی کردو۔ اور سونا اپنے ہی پر[۱] خرچ کرو اور صدقہ دو[۲]۔

(۷۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے اگر کسی کی سواری کا جانور گم ہوجائے، پھر مل جائے تو کیا اس کو خوشی ہوگی کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں، یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ کو بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ کسی شخص کو (گم شدہ) سواری کے پھر مل جانے سے (خوشی ہوتی ہے)

(۸۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل نے فرمایا: جب میرا بندہ مجھ سے ایک بالشت آگے بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ بڑھ کر ملتا ہوں، اور جب میرا بندہ مجھ سے ایک ہاتھ بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ بڑھ کر ملتا ہوں، اور جب مجھ سے دو ہاتھ بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس کے پاس اس سے زیادہ تیز پہنچتا ہوں، یا یہ فرمایا کہ "آتا ہوں" (راوی کو ایک لفظ میں شک ہے)۔

(۸۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو اس کو چاہئے کہ دونوں نتھنوں میں پانی ڈالے پھر چھڑک دے۔

(۸۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر میرے پاس اُحد (ایک پہاڑ کا نام) کے برابر بھی سونا ہوتا تو میں اس بات کو پسند کرتا کہ تین رات گزرنے سے پہلے اگر کوئی اس کو لینے والا ہوتا تو ایک دینار بھی باقی نہ رکھوں، میں کوئی چیز باقی رکھ کر اپنے کو (اللہ کے سامنے) مقروض نہیں بنانا چاہتا۔

(۸۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارا کھانا پکانے والا تمہارے پاس تمہارا کھانا لائے

۱؎ اپنے بچوں کو یہ رقم دے دینا گویا اپنے آپ پر خرچ کرنا ہے اور ساتھ ہی یہ ایک نیکی بھی ہے۔ بخاری کی روایت میں "اپنے ہی پر" کی جگہ "ان دونوں پر" ہے۔

۲؎ اصل میں دو دو لفظ ہیں۔

جس نے تمہیں گرمی اور دھوئیں سے بچایا تو اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے کے لئے بلا لو ورنہ اس کے ہاتھ میں لقمہ ہی دے دو (یا: "اس کے ہاتھ میں دو") (۶/ب) فرمایا (یہ فرمایا یا وہ راوی کو شک ہے)

(۸۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے: "تمہارے رب کو پانی پلاؤ" یا "تمہارے رب کو کھانا کھلاؤ" اور تمہارے رب کے لئے (چراغ روشن کرو" اور تم میں سے کوئی شخص کسی کو یہ نہ کہے: "میرا رب" بلکہ یہ کہے "میرا سردار"، "میرا مولا" اور تم میں سے کوئی شخص "میرا بندہ"، "میری بندی" نہ کہے بلکہ "میرا بچہ"، "میری بچی"، "میرا لڑکا" کہے۔

(۸۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان لوگوں کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گی۔ جنت میں وہ نہ تھوکیں گے اور نہ اس میں ناک صاف کریں گے اور نہ اس میں بیت الخلاء کو جائیں گے۔ ان کے برتن اور کنگھیاں سونے، چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیاں ایلوے کی ہوں گی اور ان کا چھڑکاؤ مشک کا ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی، جن کی پنڈلی کا گودہ حسن کی (شفافی کی) وجہ سے گوشت میں سے نظر آئے گا۔ (جنت کے) لوگوں کے درمیان نہ تو اختلاف ہوگا اور نہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے بغض ہوگا، وہ صبح شام اللہ کی حمد وثنا بیان کریں گے۔

(۸۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ! میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں تو اس کے خلاف نہ ہونے دے، میں تو ایک بشر (انسان) ہوں[1] [وہ یہ کہ] میں نے کسی مومن کو ایذا دی ہے یا اس کو گالی دی یا اس کو مارا ہے یا اس پر لعنت بھیجی ہے تو اس کو رحمت اور پاکیزگی اور قربت بنا دے جس کے ذریعے سے وہ قیامت کے دن (اللہ سے) تقرب حاصل کرے۔

(۸۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم سے پہلے جو لوگ تھے ان کے لئے غنیمت کا مال حلال نہیں تھا[2] یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے ہمارے ضعف اور ہماری عاجزی کو دیکھا، اسی لئے اس نے اس کو ہمارے لئے پاک بنا دیا۔

(۸۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت تھی جو اپنی بلی کی وجہ سے (یا یہ فرمایا: بلی کو باندھ رکھنے کی وجہ سے) دوزخ میں گئی چنانچہ نہ تو وہ اس کو کھانا ڈالتی تھی اور نہ چھوڑ ہی دیتی تھی کہ وہ خود ہی زمین کے کیڑے مکوڑے پرندے پکڑ کر کھالے یہاں تک کہ وہ بلی فاقے کر کے مر گئی۔

لہ ["مخطوطہ برلین کا دوسرا ورق یہاں سے گم ہے۔ ۲ہ۔ بلکہ اسے اللہ کے نام پر جلا دینے کا حکم تھا جیسا کہ موجودہ توریت میں بھی ذکر ہے۔ آگے حدیث ۱۲۳ میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

قد أغنى عنكم حره و دخانه ، فادعوه فليأكل معكم . والا فألقموه فى يده (أو : « ليناوله فى يده ») (٦/ب) .

٨٤ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لايقل احدكم : «اسق ربك» او « أطعم ربك » و « ضيء ربك» . ولايقل احدكم « ربى » ، وليقل : « سيدى» «مولاى» . ولايقل احدكم : «عبدى » ، « امتى » ، وليقل : « فتاى» ، فتاتى» ، « غلامى » .

٨٥ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اول زمرة تلج الجنة صورهم على صورة القمر ليلة البدر لايبصقون فيها ولا يمتخطون ولا يتغوطون فيها . آنيتهم وامشاطهم من الذهب والفضة ، ومجامرهم من الالوة ، ورشحهم المسك . ولكل واحد منهم زوجتان يرى مخ ساقها من وراء اللحم من الحسن . لا اختلاف بينهم ولا تباغض قلوبهم على قلب واحد . يسبحون الله بكرة وعشيا .

٨٦ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اللهم إنى أتخذ عندك عهدا لن تخلفه . إنما انا بشر . [فأى المؤمنين آذيته او شتمته او جلدته او لعنته ، فاجعلها صلاة وزكاة وقربة تقربه بها يوم القيامة .

٨٧ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لم تحل الغنائم لمن كان قبلنا . ذلك بأن الله راى ضعفنا وعجزنا ، فطيبها لنا .

٨٨ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : دخلت امرأة النار من جراء هرة لها أو هرة ربطتها . فلاهى أطعمتها ولا هى ارسلتها تتقمم من خشاش الأرض ، حتى ماتت هزلا .

---

(٨٣) بهامش البرلينية : « خ معا : بطعام » (أى بدل بطعامكم) .

(٨٥) فى مخطوطتين : « يسبقون » ثم صحح فى الدمشقية : « يبصقون »

(٨٦) سقطت ورقة اخرى من ب . و « [» علامة ابتدائها .

(٨٧) وسيأتى فى رقم (١٢٣) .

٨٩ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يسرق سارق وهو حين يسرق مؤمن ، ولا يزنى زان وهو حين يزنى مؤمن ، ولا يشرب الحدود احدكم - يعنى الخمر - وهو حين يشربها مؤمن . والذى نفس محمد بيده ، لا ينتهب احدكم نهبة ذات شرف يرفع اليه المؤمنون أعينهم فيها وهو حين ينتهبها مؤمن . ولا يغل احدكم حين يغل وهو مؤمن . وإياكم ، وإياكم .

٩٠ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : والذى نفس محمد بيده ، لا يسمع بى أحد من هذه الأمة ، ولا يهودى ، ولا نصرانى ؛ و مات ولم يؤمن بالذى أرسلت به إلا كان من أصحاب النار .

٩١ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : التسبيح للقوم و التصفيق للنساء فى الصلاة .

٩٢ - (٧/آ) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ؛ كل كلم يكلم به المسلم فى سبيل الله تكون يوم القيامة كهيئتها إذا طعنت تفجر دما ، اللون لون الدم ، و العرف عرف المسك .

٩٣ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا تزالون تستفتون حتى يقول احدكم : هذا الله خالق الخلق ، فمن خلق الله ؟

٩٤ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إنى لأ نقلب الى اهلى فأجد التمرة ساقطة على فراشى أو فى بيتى فأرفعها لآكلها ، ثم اخشى أن تكون من الصدقة ، فألقيها .

٩٥ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لأن يلج احدكم بيمينه فى أهله آثم له عند الله من أن يعطى كفارته التى فرض الله .

---

(٨٩) بهامش الدمشقية : يحاذى السطر الذى يبتدىء بكلمة « يرفع » و ينتهى بكلمة « لا يغل » : « خ معا : حينئذ » . (كانه بدل « حين ») .

(۸۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی شخص چوری کرنے کی حالت میں (سچا) مومن نہیں ہوتا، کوئی شخص زنا کرنے کی حالت میں (سچا) مومن نہیں ہوتا، کوئی شخص ممنوع چیز پینے شراب پینے کی حالت میں (سچا) مومن نہیں ہوتا۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ کوئی شخص عزت دار ہو کر (نکاح میں مجبور مصری) اس طرح لوٹے کہ لوگوں کی نظروں میں نکو ہو جائے تو اس حال میں وہ (سچا) مومن نہیں ہوتا۔ تم میں سے کوئی شخص دغابازی کرے تو دغابازی کرنے کی حالت میں وہ (سچا) مومن نہیں ہوتا۔ بچتے رہو، بچتے رہو۔

(۹۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اس امت کا کوئی شخص، یا یہودی یا نصرانی میرا تذکرہ سنے اور مر جائے اور اس چیز پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے تو وہ دوزخ کے لوگوں میں ہوگا۔

(۹۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز میں مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور عورتوں کو تالی بجانی چاہیے۔[۱]

(۹۲) (۱/۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر زخم جو مسلمان کو اللہ کی راہ میں لگے، قیامت کے دن اسی صورت کا ہوگا جب کہ وہ نیزے سے زخمی ہوا تھا کہ خون بہہ رہا ہوگا، رنگ تو خون کا رنگ ہوگا مگر بو مشک کی سی خوشبو ہوگی۔

(۹۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم ہمیشہ دریافت پر دریافت کرتے رہو گے، یہاں تک کہ تم میں کوئی یہ بھی کہے گا کہ: یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا، پھر تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

(۹۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اپنے گھر والوں کے پاس جاتا ہوں تو میں اپنے بستر پر (یا یہ فرمایا، اپنے گھر میں) کھجور پڑا ہوا پاتا ہوں اور میں اس کو کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں، پھر مجھے خوف ہوتا ہے کہ شاید صدقے کا ہو، چنانچہ میں اس کو ڈال دیتا ہوں۔

(۹۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کسی کا محض قسم کو نبھانے کے لئے اپنے اہل وعیال سے صفائی نہ کرنا اللہ کے نزدیک زیادہ برا ہے بہ نسبت اس کے کہ [قسم توڑے اور] وہ اپنا کفارہ ادا کرے جس کو (قسم توڑنے پر) اللہ نے فرض کیا ہے۔

۱؎ یعنی نماز میں امام کوئی غلطی کرے تو اسے آگاہ کرنے کے لئے۔

Marfat.com

(۹۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہر دو فریق مقدمہ (عدم ثبوت کے باعث) قسم کھانے کے لئے مجبور کئے جائیں اور وہ دونوں چاہیں تو ان کے درمیان قرعہ ڈالو۔

(۹۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اونٹنی یا بکری خریدے جس کا دودھ دھوکا دینے کے لئے کئی وقت کا نہ نچوڑا گیا ہو تو اس کو دودھ نچوڑنے کے بعد دو باتوں کا اختیار رہے گا، یا تو اس کو رکھ لے ورنہ اس کو واپس کردے اور ایک صاع کھجور دے دے (دودھ کے معاوضہ میں)۔

(۹۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھا آدمی دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے: لمبی عمر اور مال کی کثرت۔

(۹۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیوں کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ ممکن ہے کہ (وہ ہتھیار) شیطان اس کے ہاتھ سے نکال لے اور پھر وہ شخص آگ (دوزخ) کے گڑھے میں گر پڑے[۱]۔

(۱۰۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم پر اللہ کا غصّہ بہت سخت ہو گیا جب کہ اس نے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (یہ) کیا اور آپ اس وقت اپنے سامنے کے چار دانتوں کی طرف اشارہ فرما رہے تھے[۲]۔

(۱۰۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کا غضب اس شخص پر بہت سخت ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول، اللہ کی راہ میں قتل کرے[۳]۔

(۱۰۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر اولادِ آدم کے لئے زنا کا بھی کچھ حصہ مقدر ہے وہ اس کو لازمی طور پر پاتا ہے فرمایا، آنکھ کا زنا (نامحرم پر) نظر کرنا ہے اور اس کی تصدیق (اس نامحرم سے) وہ چار ہونا ہے اور زبان کا زنا (فحش) بات چیت ہے اور دل کا زنا خواہش کرنا ہے اور شرم گاہ گناہ کی تصدیق کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔

(۱۰۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو اچھا بنا دے پھر تو ہر ایک (۷۰ رب) نیکی جو وہ کرتا ہے اس جیسی دس سے سات سو گنا لکھی جاتی ہیں اور ہر برائی جو وہ کرتا ہے اس جیسی ہی (یعنی صرف ایک برائی) لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل سے جا ملتا ہے۔

(۱۰۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی امام بن کر لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ نماز کو مختصر بنا دے کیونکہ جماعت میں بڑے بھی ہوتے ہیں ضعیف بھی ہوتے ہیں علاوہ اگر تنہا نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنی نماز کو جتنا چاہے دراز کر سکتا ہے۔

---

[۱] یعنے نادانستہ وناخواستہ قتل انسان کا مرتکب ہو گا۔ [۲] غزوہ احد کی طرف اشارہ ہے جس میں کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت شہید کر دیا تھا۔ [۳] اُبی بن خلف کو جو کہ میں رسول اللہ صلعم کو بڑی ایذا دیتا تھا۔ غزوہ احد ہی میں رسول اللہ صلعم کے ہاتھ سے مارا گیا نصیب ہوا۔ (اللّٰھم عافنا)

Marfat.com

٩٦ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أكره الاثنان على اليمين فاستحبا هما فأسهم بينهما.

٩٧ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم. إذا ما أحدكم اشترى لقحة مصراة أوشاة، فهو بخير النظرين بعد أن يحلبها إما هى وإلا فليردها وصاعا من تمر.

٩٨ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الشيخ شاب على حب اثنتين: طول الحياة وكثرة المال.

٩٩ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يشير أحدكم الى أخيه بالسلاح فانه لايدرى أحدكم لعل الشيطان أن ينزع من يده فيقع فى حفرة من النار.

١٠٠ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم. اشتد غضب الله على قوم فعلوا برسول الله (صلى الله عليه وسلم وهو حينئذ يشير الى رباعيته).

١٠١ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اشتد غضب الله على رجل يقتله رسول الله فى سبيل الله.

١٠٢ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: على ابن آدم نصيب من الزنا، أدرك ذلك لا محالة. قال: فالعين زنيتها النظر وتصديقها الإعراض واللسان زنيته المنطق، والقلب زنيته التمنى، والفرج يصدق بمأثم اويكذب.

١٠٣ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا احسن احدكم إسلامه فكل (٧/ب) حسنة يعملها تكتب بعشر أمثالها الى سبع مائة ضعف. وكل سيئة يعملها تكتب له بمثلها حتى يلقى الله عزوجل.

١٠٤ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أم احدكم للناس فليخفف الصلاة، فان فيهم الكبير وفيهم الضعيف وفيهم السقيم. وإن قام وحده، فليطل صلاته ماشاء.

Marfat.com

١٠٥ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قالت الملائكة : « يارب ! ذاك عبد يريد أن يعمل سيئة » . وهو أبصر به ، فقال : ارقبوه ، فان عملها فاكتبوها له حسنة ، إنما تركها من جراى .

١٠٦ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قال الله عز وجل : كذبني عبدى ولم يكن ذلك له ، وشتمني عبدى] ولم يكن ذلك له . أما تكذيبه إياى أن يقول : « لن يعيدنا كما بدأنا » . وأما شتمه إياى أن يقول : « اتخذ الله ولدا » . وأنا الصمد : لم ألد ولم أولد ولم يكن لى كفؤا أحد .

١٠٧ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أبردوا عن الحر فى الصلاة ، فان شدة الحر من فيح جهنم .

١٠٨ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا تقبل صلاة احدكم إذا احدث حتى يتوضأ .

١٠٩ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا نودى بالصلاة فأتوها وأنتم تمشون وعليكم السكينة . فما أدركتم فصلوا ، وما سبقتم فأتموا .

١١٠ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : يضحك الله لرجلين يقتل احدهما الآخر كلاهما يدخل الجنة . قالوا : وكيف يارسول الله ؟ قال : يقتل هذا فيلج الجنة . ثم يتوب الله على الآخر فيهديه الى الاسلام ثم يجاهد فى سبيل الله فيستشهد .

١١١ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يبيع احدكم على بيع اخيه ولا يخطب على خطبة اخيه .

١١٢ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الكافر يأكل فى سبعة أمعاء والمؤمن يأكل فى معى واحد .

١١٣ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (٨/آ) إنما سمى خضر ،

(١٠٦) «] » علامة انتهاء السقطه فى ب .

Marfat.com

(۱۰۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملائکہ (فرشتے) [بعض وقت] کہتے ہیں: "اے رب! یہ بندہ گناہ کا ارادہ کر رہا ہے" اللہ تو اس کو سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے اس پر اللہ فرماتا ہے: اس کو دیکھتے رہو، اگر وہ اس کو کرے تو اس کو اس جیسا ہی (ایک گناہ) لکھ لو، اور اگر اس کو چھوڑ دے تو تم اس کے لئے ایک نیکی لکھ لو کہ اس نے اس گناہ کو محض میری خاطر چھوڑا ہے۔

(۱۰۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا، میرا بندہ مجھے جھٹلاتا ہے اور یہ اس کے لئے مناسب نہیں، اور میرا بندہ مجھے گالی دیتا ہے[۱] اور یہ اس کے لئے مناسب نہیں اس کا کہنا مجھے جھٹلانا ہے کہ "وہ ہم کو اس طرح ہرگز دوبارہ پیدا نہ کرے گا جس طرح اس نے ابتداء میں پیدا کیا تھا" اس کا یہ کہنا مجھے گالی دینا ہے کہ: "اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے" حالانکہ میں بے نیاز ہوں: نہ جنتا ہوں اور نہ جنا گیا ہوں اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔

(۱۰۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوپ ذرا ٹھنڈی ہونے کے بعد ظہر کی نماز پڑھو، کیوں کہ سخت دھوپ دوزخ کی بھاپ ہے۔

(۱۰۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو نماز جب کہ وضو ٹوٹ جائے قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ دوبارہ وضو نہ کر لے۔

(۱۰۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان دی جائے تو اس کے لئے جاؤ مگر اس طرح چلو کہ تم پر سکون و اطمینان ہو، جتنی نماز ملے اس کو پڑھ لو اور جو چھوٹ گئی ہے اس کو پورا کر لو[۲]

(۱۱۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیا ہو اور پھر بھی دونوں جنت میں جائیں۔ لوگوں نے عرض کیا: کس طرح؟ یا رسول اللہ! فرمایا: یہ قتل ہو گیا اس لئے جنت میں داخل ہوگا، پھر دوسرے پر اللہ مہربانی کرے گا اور اس کو اسلام کی ہدایت دے گا، پھر وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا اور شہید ہو جائے گا۔

(۱۱۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تمہارا بھائی کوئی چیز خرید رہا ہو تو تم اس کو نہ خریدو، اور اگر تمہارا بھائی منگنی کر رہا ہو تو تم (اسی عورت سے) منگنی نہ کرو (بلکہ انتظار کرو اور فارغ ہو جائے تو پھر جو چاہے کرو)

(۱۱۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے اور مومن ایک آنت سے کھاتا ہے[۳]۔

(۱۱۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۱/۸) خضر علیہ السلام کا نام خضر یعنے سبز اس وجہ سے رکھا گیا

---

[۱]۔ مخطوط برلین کا گم شدہ ورق یہاں ختم ہوتا ہے۔ [۲]۔ یعنے رکعت لینے کے لئے بے تحاشہ بھاگنا نہیں چاہیئے۔
[۳]۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ کھانے وقت دوسرے ساتھیوں کا لحاظ رکھے۔

Marfat.com

کہ وہ ایک مرتبہ سفید ریت پر بیٹھے تو وہ ان کے نیچے سرسبز ہو گئی۔

(۱۱۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسبل کی طرف (نظر رحمت سے) نہ دیکھے گا (یعنے) جس کی لنگی (بہت لانبی ٹخنوں سے نیچے تک ہو)

(۱۱۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ یغفر لکم خطایاکم[1] (تم دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو "حطة" (ہماری گناہوں کو معاف کر) تو ہم تمہاری خطاؤں کو معاف کریں گے، مگر انہوں نے (ان الفاظ کو) بدل دیا، اور دروازے میں اپنی چوتڑوں سے رینگتے ہوئے داخل ہوئے اور حبة فی شعیرة (جو میں گیہوں) کہنے لگے۔

(۱۱۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص رات کو نماز کے لئے کھڑا رہے پھر اس کی زبان سے قرآن صاف نہ نکلے اور جاننے کے قابل نہ رہے کہ کیا کہہ رہا ہے تو اس کو چاہیئے کہ سو جائے۔

(۱۱۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے کہا: آدم کے کسی بیٹے (انسان) کو "زمانہ کا برا ہو" نہ کہنا چاہیئے کیونکہ میں ہی زمانہ (دہر) ہوں، میں ہی رات اور دن کو پے در پے بھیجتا ہوں اور جب چاہوں ان کو روک لوں۔

(۱۱۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غلام کے لئے یہ بات کیا ہی اچھی ہے کہ اللہ اس کو اپنے پروردگار اور آقا ہر دو کی اچھی اطاعت کراتے ہوئے وفات دے، یہ اس کے لئے بڑا ہی اچھا ہے، یہ اس کے لئے بڑا ہی اچھا ہے

(۱۱۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنے سامنے نہ تھوکے، کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز کی جگہ پر ہوتا ہے تو اللہ سے مناجات کرتے رہتا ہے اور سیدھی طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ اس کی سیدھی جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے لیکن اپنے بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک کر اس کو دفن کر دے۔

(۱۲۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم نے لوگوں سے کہا کہ "خاموش رہو" جب کہ وہ باتیں کر رہے ہوں یعنی جمعہ کے دن تو تم نے اپنے نفس پر ایک لغو کام کیا[2]۔

(۱۲۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ نسبت اور لوگوں کے میں مومنوں (۸/ب) کے حق میں اللہ کے نوشتہ احکام[3] میں زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں چنانچہ تم میں سے اگر کوئی شخص قرض چھوڑ کر مرے یا اس طرح فوت ہو کہ کفن دفن کو بھی پیسے نہ ہوں تو مجھے بلاؤ کہ میں اس کا ولی ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی شخص مال چھوڑے تو جو کوئی اس کا قرابت دار ہو اسے اس مال پر ترجیح حاصل ہو گی (ترکہ بحق حکومت ضبط نہ ہو گا)

---

[1] یہ جنگل صحرا میں نماز پڑھنے وقت بے تحاشہ بلغم منہ میں آجانے کا ذکر ہے۔ [2] خطبہ سنتے وقت دوسرے کو یہ تک نہیں کہنا چاہیئے کہ چپ رہو، چہ جائیکہ خوب باتیں کرے۔ [3] قرآن مجید کے سورہ احزاب (۶/۳۳) کی آیت النبی اولی بالمومنین کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

لأنه جلس على فروة بيضاء فاذا هى تهتز تحته خضراء .

١١٤ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن الله لاينظر الى المسبل يوم القيمة - [يعنى] إزاره .

١١٥ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قيل لبنى إسرائيل : « ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة نغفر لكم خطايا كم » . فبدلوا : فدخلوا الباب يزحفون على استاههم ، و قالوا : حبه فى شعيرة .

١١٦ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا قام احدكم من الليل فاستعجم القرآن على لسانه : فلم يدر مايقول ، فليضطجع .

١١٧ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قال الله تعالى : لايقل ابن آدم : « يا خيبة الدهر » ، فانى انا الدهر ، ارسل الليل والنهار ، فاذا شئت قبضتهما .

١١٨ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : نعما للملوك ان يتوفاه الله بحسن طاعة ربه وطاعة سيده ، نعماله . نعماله

١١٩ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا قام احدكم الى الصلاة فلايبصق امامه ، فانه يناجى الله مادام فى مصلاه ، ولا عن يمينه ، فان عن يمينه ملكا ، ولكن ليبصق عن شماله اوتحت رجله فيدفنه .

١٢٠ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قلت للناس : « أنصتوا » ، وهم يتكلمون ، فقد لغوت على نفسك - يعنى يوم الجمعة .

١٢١ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أنا اولى الناس بالمؤمنين (٨ / ب) فى كتاب الله . فأيكم ترك دينا او ضيعة فادعونى ، فانى وليه . وايكم ماترك مالا ، فليؤثر بماله عصبته من كان .

---

(١١٥) هناك آية من القرآن ، سورة البقرة (٢ / ٥٨)

(١٢١) الاشارة الى سورة الاحزاب (٣٣/٦) : «النبى اولى بالمومنين »

Marfat.com

١٢٢ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يقل احدكم: «اللهم اغفر لى إن شئت» او «ارحمنى إن شئت» او «ارزقنى إن شئت». ليعزم المسألة. انه يفعل مايشاء: لامكره له.

١٢٣ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غزانبى من الانبياء فقال للقوم: «لا يتبعنى رجل قد كان ملك بضع امراة يريد ان يبنى بها ولما يبن. ولا آخر بنى بناء له ولما يرفع سقفها. ولا آخر قد اشترى غنما اوخلفات وهو ينتظر ولادها». فغزا، فدنا القرية حين صلى العصر او قريبا من ذلك، فقال للشمس: انت مأمورة وانا مأمور. اللهم احبسها على شيئا. فحبست عليه، حتى فتح الله عليه. فجمعوا ما غنموا فاقبلت النار لتأكله، فأبت ان تطعمه. فقال: «فيكم غلول. فليبايعنى من كل قبيلته رجل». فبايعوه فلصقت يد رجل بيده. فقال: «فيكم الغلول فلتبايعنى قبيلته». فبايعته قبيلة، فلصق يد رجلين او ثلاثة بيده. فقال: «فيكم الغلول. أنتم غللتم». قال: فاخرجوا له مثل رأس بقرة من ذهب. فوضعوه فى المال، وهو بالصعيد، فأقبلت النار، فأكلت. قال: فلم تحل الغنائم لأحد من قبلنا. ذلك (٩/آ) بأن الله رأى ضعفنا وعجزنا، فطيبها لنا.

١٢٤ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بينما انا نائم، رأيت أنى انزع على حوض أسقى الناس. فأتانى ابو بكر، فأخذ الدلو من يدى ليريحنى فنزع دلوين، وفى نزعه ضعف. والله يغفرله. قال: فأتانى عمر بن الخطاب فأخذها منه، فلم ينزع رجل نزعه حتى ولى الناس والحوض ينفجر.

١٢٥ - وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتقوم الساعة حتى تقاتلوا جوروكرمان، قوما من الأعاجم، حمر الوجوه، فطس الأنوف، صغار الأعين، كان وجوههم المجان المطرقة.

---

(١٢٥) «جوروكرمان» كذا فى الاصل وفى صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب علامات النبوة: «خوزا وكرمان».

(۱۲۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے: "اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر" یا "اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر" یا "اگر تو چاہے تو مجھے رزق دے"۔ اس کو چاہئے کہ پورے عزم کے ساتھ سوال کرے بے شک وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

(۱۲۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے (ایک مرتبہ) جنگ کی اور اپنی قوم سے کہا: میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کسی عورت سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ زفاف کرنا چاہتا ہو اور زفاف نہ کیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جو اپنا مکان بنا رہا ہو اور ابھی اس کی چھت بلند نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی اور جس نے بکریاں یا اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے پیدا ہونے کا انتظار کر رہا ہو۔ پھر انہوں نے جنگ کی اور جب کہ عصر کی نماز کا وقت ہوا یا اس کے لگ بھگ تو [دشمن کے] شہر کے پاس پہنچے اور سورج سے کہا تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں، یا اللہ! اس کو کچھ دیر تک میرے لئے روک دے، اس پر ان کے لئے سورج رک گیا، یہاں تک اللہ نے اس کو فتح دی۔ پھر لوگوں نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا اسے جمع کیا اور اس کو کھانے کے لئے آگ آگے بڑھی لیکن اس کے کھانے سے انکار کر دیا، پیغمبر نے کہا: "تم میں خیانت ہے، اس لئے چاہئے کہ ہر قبیلے سے ایک شخص مجھ سے بیعت کرے۔" پھر انہوں نے ان سے بیعت کی اور ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا، اس پر انہوں نے کہا: "تم میں خیانت ہے اس لئے چاہئے کہ اس کا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے۔" پھر اس کے پورے قبیلے نے ان سے بیعت کی تو دو تین آدمیوں کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا، اس پر انہوں نے کہا: "تم میں خیانت ہے تم نے خیانت کی ہے۔" کہا: اس پر وہ ان کے پاس گائے کے سر کے جیسی کوئی سنہری چیز نکال کر لائے تو اس کو بھی مال غنیمت میں رکھ دیا گیا اور وہ پاک مٹی پر تھا اس پر آگ آگئی بڑھی اور کھا لیا۔ فرمایا: غنیمت کا مال ہم سے پہلے کسی پر حلال نہ تھا، یہ (۹/۱) اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے ہمارے ضعف اور ہماری عاجزی کو دیکھا، اس لئے اس نے اس کو ہمارے لئے پاک بنا دیا۔

(۱۲۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بار جب میں سو رہا تھا تو میں نے (خواب میں) دیکھا کہ حوض پر لوگوں کو پانی پلانے کے لئے ڈول سے پانی کھینچ رہا ہوں۔ پھر میرے پاس ابو بکرؓ آئے اور انہوں نے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا تاکہ مجھے راحت پہنچائیں۔ اور پھر انہوں نے دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں ضعف تھا، اللہ ان کو معاف کرے۔ فرمایا: پھر میرے پاس عمر بن الخطابؓ آئے اور ڈول کو ان سے لے لیا، اور کوئی شخص ڈول ان کے جیسا کھینچ نہ سکا، یہاں تک کہ سب لوگ (سیراب ہو کر) واپس ہو گئے اور حوض بہتا ہی رہا۔ (۱۲۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی، یہاں تک کہ تم خوز اور کرمان سے نہ لڑ لو، وہ ایک عجمی (غیر عرب) قوم ہے، سرخ چہرے، چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھوں والی، گویا کہ ان کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔

---

۱ بخاری میں "جوز" کی جگہ "خوز" نام دیا گیا ہے اور یہی صحیح ہونا چاہئے کہ ان کے ملک ہی کے لوگ ہیں بعض روایتوں میں "ترک" کا لفظ بھی ملتا ہے خوز یعنی خوزستان کے باشندے۔

Marfat.com

(۱۲۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فخر و تکبر گھوڑے اور اونٹ والوں میں ہوتا ہے، اور بردباری بکری والوں میں۔

(۱۲۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

(۱۲۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس معاملے میں۔ یعنے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی مراد امارت [وخلافت] سے ہے۔ لوگ قریش کے تابع ہیں، ان میں کے مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع، اور ان میں کے کافر ان کے کافروں کے تابع ہیں۔

(۱۲۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین عورتیں جو کبھی اونٹ پر سوار ہوئی ہیں وہ قریش کی عورتیں ہیں اپنے بچوں پر ان کے بچپن میں بڑی مہربان رہتی ہیں، اور اپنے شوہر کے مال کی بڑی حفاظت کرتی ہیں۔

(۱۳۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر لگنا حق بات ہے، اور آپ نے جسم گودھنے سے منع کیا۔

(۱۳۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی اس وقت تک نماز ہی میں رہتا ہے جب تک کہ نماز اس کو روک رکھے[۱]۔ اور نماز کے انتظار کے سوائے اس کو اور کوئی چیز جانے سے نہ روکتی ہو۔

(۱۳۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے[۲] اور (خیرات) اپنے قریبی رشتہ داروں (عیال) سے شروع کرو۔

(۱۳۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور لوگوں کے مقابلے میں عیسیٰ بن مریمؑ (۹/ب) کے ساتھ دنیا اور آخرت میں اولیٰ ہوں! لوگوں نے کہا: کس طرح! یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: پیغمبر علاتی بھائی ہیں، اور ان کی مائیں علحدہ ہیں[۳] اور ان کا دین ایک ہے، اور ہم دونوں کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

(۱۳۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ جب کہ میں سو رہا تھا تو زمین کے خزانے میرے پاس لائے گئے اور سونے کے دو کنگن میرے ہاتھ میں رکھے گئے، مجھ پر وہ گراں گذرے اور انھوں نے مجھے رنج میں ڈال دیا اس پر مجھے وحی ہوئی کہ ان دونوں کو پھونک دوں چنانچہ میں نے ان دونوں کو پھونک دیا اور وہ دونوں چلا گئے۔ میں نے ان دونوں سے دو جھوٹوں کی تعبیر لی جو میرے دونوں طرف میں اور میں ان کے درمیان میں ہوں: صنعا والا اور یمامہ والا[۴]۔

(۱۳۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے عمل کے ذریعہ سے نجات نہیں پائے گا، لیکن بہرحال (عمل کو) درست کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ، کیا آپ کی بھی نہیں؟ فرمایا میری بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانک لے۔

---

[۱] نماز کے انتظار میں مسجد میں رہنا بھی عبادت ہے۔ [۲] یعنے خیرات کرنے والا، خیرات لینے والے سے بہتر ہے۔ [۳] اور انبیا کے ماں باپ دونوں جدا ہیں، حضرت عیسیٰ کے باپ نہ ہونے سے صرف ماں جدا ہے۔ [۴] یہ دونوں شخص اسود عنسی اور مسلمہ کذاب تھے۔ اسود عنسی نے صنعا میں، اور مسلمہ نے یمامہ میں نبوت کا دعوے کیا تھا صنعا مدینے سے جنوب میں اور یمامہ مشرق میں ہے۔

Marfat.com

١٢٦ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الخيلاء والفخر فى اهل الخيل والإبل ، والسكينة فى اهل الغنم .

١٢٧ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا تقوم الساعة حتى تقاتلوا قوما نعالهم الشعر .

١٢٨ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الناس تبع لقريش فى هذه الشأن – أراه يعنى الإمارة – مسلمهم تبع لمسلمهم ، وكافرهم تبع لكافرهم .

١٢٩ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : خير نساء ركبن الإبل نساء قريش : احناه على ولد فى صغره ، وأرعاه على زوج فى ذات يده .

١٣٠ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : العين حق . ونهى عن الوشم .

١٣١ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لايزال احدكم فى صلاة ماكانت تحبسه ، ولا يمنعه ان يخرج إلا انتظارها .

١٣٢ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اليد العليا خير من اليد السفلى . وابدأ بمن تعول .

١٣٣ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أنا أولى الناس بعيسى بن مريم (٩/ب) فى الأولى والآخرة . قالوا : كيف يا رسول الله ؟ قال : الأنبياء إخوة من علات ، وأمهاتهم شتى ، ودينهم واحد ، فليس بيننا نبى .

١٣٤ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : بينما أنا نائم إذ أتيت من خزائن الأرض فوضع فى يدى سواران من ذهب ، فكبرا على وأهمانى . فاوحى إلى أن انفخهما فنفختهما ، فذهبا . فأولتهما الكذابين اللذين أنا بينهما صاحب صنعاء وصاحب اليمامة .

١٣٥ – وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ليس أحدكم منكم بمنجيه عمله ، ولكن سددوا وقاربوا . قالوا : ولا أنت ، يا رسول الله ؟ قال : ولا أنا ، إلا أن يتغمدنى الله منه برحمة وفضل .

Marfat.com

١٣٦ ـ وقال : ونهى رسول الله صلى الله عليه وسلم : عن بيعتين ولبستين ان يحتبى احدكم فى الثوب الواحد ليس على فرجه منه شيء ، وان يشتمل فى إزاره إذا ما صلى إلا ان يخالف بين طرفيه على عاتقه ، ونهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المس والإلقاء ؛ والنجش .

١٣٧ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : العجماء جرحها جبار ، والبئر جبار ، والمعدن جبار ، والنار جبار ، وفى الركاز الخمس .

١٣٨ ـ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أيما قرية أتيتموها واقمتم فيها مسهمكم ـ واظنه قال :ـ «فهى لكم» ـ او نحوه من الكلام ـ وايما قرية عصت الله و رسوله فان خمسها لله و رسوله ، ثم هى لكم .

آخر الصحيفة و الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على محمد خير خلقه و على آله الطيبين و اصحابه المنتجبين وكرم الى يوم الدين .

وكاتب الجزء مالكه العبد الفقير الى رحمة الله وعفوه عبد الرحيم بن حمدان بن بركات حامدا لله تعالى .

(آخر مخطوطة دمشق)

آخر الصحيفة والحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسليما . فرغ منها كتابة الفقير ابراهيم بن سليمان بن محمد بن عبد العزيز الحنفى الجينينى الأصل ، الدمشقى الدار فى نهار الاثنين سابع عشر ربيع الاول سنة مائة والف وعلقها لنفسه و لمن شاء الله تعالى من بعده ، من خط العلامة اسمعيل بن ابراهيم بن جماعة وتاريخ كتابته لها يوم الجمعة ١٦ ربيع الأول سنه ٨٥٦ رحمة الله تعالى رحمة واسعة ، آمين .

(آخر مخطوطة برلين)

——:o:——

(١٣٨) وبهامش الدمشقية : «بلغ المقابلة» .

(١٣٦) اور کہا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کی تجارت اور دو طرح کے لباس سے منع فرمایا [چنانچہ لباس کی حد تک] تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے کو اس طرح نہ لپیٹے کہ اس کی شرم گاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو اور نہ یہ کہ جب نماز پڑھے تو اپنی لنگی کو کندھوں پر ڈال لے مگر یہ کہ اس کے دونوں کناروں کو مخالف سمتوں سے اپنے کندھے پر ڈال لے[1]؛ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوکر یا کنکری ڈال کر خریدنے[2] اور نجش[3] سے منع فرمایا۔

(١٣٧) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے زبانوں (جانوروں وغیرہ) سے موت واقع ہو تو وہ معاف ہے[4]، کنوئیں میں گرنے سے موت واقع ہو تو بھی معاف ہے، کان میں گرنے سے موت واقع ہو تو بھی معاف ہے، آگ سے موت واقع ہو تو بھی معاف ہے البتہ دفینہ ملے تو اس کا پانچواں حصہ زکات میں دینا چاہیئے۔

(١٣٨) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی شہر میں جاؤ اور اس میں اپنے مقدر کے مطابق اقامت کرو، میرا خیال ہے کہ پھر آپ نے فرمایا: "تو وہ تمہارے لئے ہے" یا ایسا ہی کوئی اور کلام۔ اور جو شہر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو (فتح ہونے پر) اس کا خمس (پانچواں حصہ) اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے، پھر وہ (خمس بھی) تمہارے ہی لئے ہے (یعنے سرکاری حصہ بھی مفاد عامہ کے لئے خرچ ہوتا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خیر خلقہ وعلی آلہ الطیبین واصحابہ المنتجبین وکرہ الی یوم الدین۔ اس جز کا لکھنے والا، اس کا مالک اللہ کی رحمت اور عفو کا محتاج عبدالرحیم بن حمدان بن برکات ہے جو اللہ کی تعریف کرتا ہے۔

(مخطوطہ دمشق کا آخر)

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً۔ فقیر ابراہیم بن سلیمان بن محمد بن عبدالعزیز الحنفی جو بلحاظ پیدائش جنینی اور بلحاظ سکونت دمشقی ہے اس کی کتابت سے پیر کی صبح ١٧ ربیع الاول ١١٠١ھ کو فارغ ہوا، اور اس کو اپنے لئے لکھا نیز اپنے بعد جس کے لئے اللہ چاہے جس اصل سے اسے نقل کیا گیا وہ اسماعیل بن ابراہیم بن جماعہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا اور ان کے اس صحیفے کو لکھنے کی تاریخ جمعہ کا دن ١٦ ربیع الاول ٧٥٦ھ تھا اللہ ان پر بڑی رحمت کرے۔

(مخطوطہ برلین کا آخر)

---

[1] لبادہ کندھوں پر ڈالنے سے رکوع سجود کے وقت وہ گر پڑنے لگتا ہے اور نمازی ان کو بار بار سنبھالتا ہے جو نماز سے توجہ منتشر کرنے کا باعث ہے۔ البتہ کندھوں پر اس طرح ڈال لیں کہ وہ پھر بے گرے نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [2] یہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ تھا کہ دل پسند آئے تو زبان سے قبولیت ظاہر کرنے کی جگہ چیز کو چھوتے یا اس پر کنکری مارتے تھے۔ [3] نجش کا تذکرہ اوپر حدیث نمبر (١٠) میں بھی ہے یعنی گاہک کو دھوکہ دینے کی صورت تھی کہ تاجر اس کا ایک ساتھی جھوٹ موٹ بڑی قیمت پر مال خریدتا، دوسرے رغبت سمجھتے کہ واقعی اس کی اتنی ہی قیمت ہے۔ [4] زمانہ جاہلیت میں جانور، کنوئیں وغیرہ کو بھی قاتل قرار دے کر سزا دیتے تھے، جو لغو بات ہے۔ حال حال تک انگلستان میں بھی درخت جہاز وغیرہ کو بھی اسی طرح سزا دی جاتی تھی، اگر ان کے باعث انسان کی موت واقع ہوتی ہے۔

(١٣٨) مسلم ج ٢ صفحہ ٨٩ کتاب الجہاد والسیر حدثنا احمد بن حنبل ومحمد بن رافع قالا حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن ہمام بن منبہ قال ھذا ما حدثنا ابوہریرۃ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر احادیث منہا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔۔

Marfat.com

اختلاف الروايات

الرموز «ب» يدل على مخطوطة برلين لصحيفة همام بن منبه ، «د» على مخطوطة دمشق ، «ح» على مسند ابن حنبل .

والرقم هو رقم الحديث فى الصحيفة كما نشرناها .

* * * * * *

١ – ح : فرض الله عليهم * ب، ح : اوتينا من بعدهم .

٢ – ح : ابو القاسم صلعم – أكلها و إجملها – فيتم بناؤك – محمد النبى صلعم فكنت انا . فى مسلم «دارا» بدل «بيوتا» .

٣ – ب، ح : أنفق اشياء .

٤ – ب : يقحمن فيها فذالك * ح : فتقتحم فيها قال : فذالكم * ب ح : «هلم عن النار» مرة واحدة * ح . فتغلبونى تقتحون .

٦ – ح : «اياكم والظن» مرة واحدة . وكذالك كلمة «ولا تناجشوا» حذفت عنده * ح : عبيدالله .

٧ – ح : مسلم وهو يسأل .

٨ – ح : لى رسول الله – وقال يجتمعون – أعلم كيف – فقالوا .

٩ – ح : كلمة «مالم يحدث» بعد «صلى فيه» .

١٠ – كلمة «آمين» الثانية فى ب فقط * ح : فيوافق .

١١ – ح : وقال : بينما – قال له – ويلك اركبها فقال : بدنة * ب ، ح : يا رسول الله ! . قال : وفى آخر الحديث كلمة «ويلك اركبها» مرة واحدة عند ح .

١٢ – ح : جزء واحد من – جهنم قالوا :— كانت لكافية .

١٣ – هذا الحديث بعد رقم ١٦ عند ح .

١٤ – ب : تعلمون ما لبكيتم * ح : لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا .

١٥ – ح : شتمه . كلمة «إنى صائم» مرة واحدة فى ب .

Marfat.com

١٧ – ح : امر بالنار * د : فلدغته – فأوحى اليه . ب : اوحى الله اليه .

١٨ – د : محمد فى يده * ب : قعدت سرية * د : تغزوا .

٢٢ – ح : ويفيض – بكثر الهرج أيما هو؟ يا رسول الله !

٢٣ – ب ، ح : يكون بينهما .

٢٥ – ب : آمنوا جميعا .

٢٦ – ح : وله ضراط – حتى يخطر – نفسه فيقول * ب : حتى قضى التثويب .

٢٧ – ح : خلق السموات – ما فى يمينه . فى البخارى « الفيض أو القبض »

٢٨ – ح : يوم لأن يرانى – من اهله وماله ومثلهم معهم .

٢٩ – ح : هلك كسرى ثم لا يكون – لتقتسمن كنوزهما – سبيل الله عز وجل .
وحذف ح كلمة « وسمى الحرب خدعة » .

٣١ – ح : فانما اهلك – بأمر فائتمروا به * ب : بأمر فأتوا به .

٣٤ – ب ، ح : الى من فضل * ح : منه فيمن .

٣٥ – ح : طهر اناء – ان يغسله (وكذلك فى الجامع الصغير)

٣٦ – ح : يصلى الناس ثم يحرق . فى مسلم « تحرق بيوت »

٣٨ – فى البخارى « بنعل واحدة .... ليحفهما » .

٣٩ – ح : لم اكن قدرته له ولكنه يلقته به قدرته له يستخرج به من البخيل
يؤتينى – آتانى عليه .

٤١ – ح : هو قال عيسى : .

٤٢ – ح : والله ما اوتيتكم .

٤٣ – ح : جعل الامام – وإذا كبر – وإذا سجد .

٤٥ – ح : واخرجتهم – اعطاك الله علم كل شىء واصطفاك – برسالاته كان
قد كتب – لحاج .

٤٦ – ح : خر عليه جراد – اغنيك عما .

Marfat.com

٤٧ - خففت على داود عليه السلام القراءة - بدابته فتسرج وكان .

٤٩ - ح : ليسلم الصغير .

٥٠ - ح: عصموا منى اموالهم - على الله عز وجل .

٥١ - ح : الناس وسفلتهم وغرتهم فقال الله عز وجل للجنة : إنما انت رحمة - يضع الله عز وجل رجله فتقول : قط قط اى حسبي - فان الله ينشى .

٥٣ - ح : عليه وسلم اذا تحدث - حسنة مالم يفعلها - يفعل سيئة فأنا اغفرها مالم يفعلها.

٥٤ - ح : عليه وسلم لقيد - خير مما .

٥٥ - ح : الجنة ان يقول تمن ويتمن فيقول له * ب : له ان لك .

٥٦ - ح : لاندفعت في شعبهم - وفى الجامع الصغير « فى شعب » بدل « في شعبة »

٥٨ - ح : خلق الله عز وجل - قال له : اذهب - واستمع ما يجيبونك - فقالوا : السلام عليك ورحمة الله فزادوه رحمة الله - صورة آدم وطوله - ينقص الخلق * ب : حذف كلمة « فزادوا ورحمة الله » .

٥٩ - ح : موسى عليه السلام - عينه وقال - فقل الحياة - فما تورات بيدك جنب الطريق * ب ح . رد الله عينه .

٦٠ - ح : موسى عليه السلام يغتسل - الحجر بثوب موسى - موسى باثره موسى وقالوا : ان بالحجر ندبا ستة . وفى البخارى « والله ان بالحجر لندبا من اثر ضربه ثلاثا او أربعا اوخمسا » .

٦١ - ح : عن كثره .

٦٢ - ح : واذا اتبع احدكم .

٦٤ - ح : خسفت به - حتى يوم القيامة .

٦٦ - ح : مامن مولود يولد إلا على - تنتجون الا بل فهل .

٦٧ - ح : الذنب قال .

٦٨ - ح : قالوا : إنك * ب ، ح : كلمة « إياكم والوصال » مرة واحدة - لست فى ذاكم .

Marfat.com

٦٩ - فى البخارى « فلايدخل .... فانه » بدل « فلايضع .... انه » .

٧٠ - ح : تطلع الشمس - الرجل على دابته تحمله - له متاعه عليها صدقة قال : والكلمة - قال : كل خطوة يمشيها .

٧١ - ح : حقها سطها عليه .

٧٢ - ح : قال : و يفر منه * ب : يفر منه و يطلبه .

٧٣ - ح : لا تبل - تغتسل منه .

٧٤ - ب : المسكين الذى يطوف .

٧٥ - فى مسلم « لا تصم » بدل « لا تصوم » .

٧٦ - ح : لايتمن احدكم - انقطع عمله وانه لايزيد * د : يدعوابه . وفى شرح الجامع الصغير للعزيزى ج ٤ ، ص ٣٠ ع : « و فى رواية همام : لايتمن احدكم الموت ولا يدع به » .

٧٨ - ح : فقال الذى اشترى - وقال الذى باع الأرض - قال : فتحا كما - قال احدهما - جارية قال - على انفسهما منه * ب ح : انا اشتريت منك الأرض * د : اشترا . فى البخارى « انكحوا ..... على انفسهما »

٧٩ - ب : ضلت ثم وجدها .

٨٠ - ح : حذف كلمة « او قال : أتيته » .

٨١ - ح : الماء ثم لينثر .

٨٢ - ح : ان احدا عندى - اجد من يقبله منى ليس شيئا .

٨٣ - ح : عنكم عناء حره - فلقموه فى يده . وحذف ح كلمة « اولينا وله فى يده » .

٨٤ - ح : ربك اطعم - وليقل فتاتى ، غلامى * ب ح : سيدى و مولاى .

٨٥ - ح : فيها و لا يتفلون ولا يتمخطون - امشاطهم الذهب - مجامرهم الألوة - مخ ساقيهما . و فى البخارى و مسلم «قلوبهم قلب» بدل « قلوبهم على قلب » .

٨٦ — ح : لن تخلفنيه (وكذا فى مسلم) — له صلاة .

٨٧ — ح : لمن قبلنا .

٨٨ — ح : دخلت النار امراة ـ لها ربطتها ـ ترمم من خشاش .

٨٩ — ح : وهو مؤمن حين يسرق ـ وهو مؤمن حين يزنى ولا يشرب الشارب وهو مؤمن حين يشرب يعنى الخمر ـ ولا ينتهب مؤمن فاياكم .

٩١ — فى البخارى « للرجال» بدل « للقوم » .

٩٢ — ح : يكلمه المسلم فى سبيل الله ثم يكون ـ تنفجر دما ـ المسك قال : أى يعنى العرف الريح .

٩٣ — رقمه عند ح بعد ٩٤ ـ ح : الله عزوجل .

٩٤ — رقمه عند ح بعد ٩٢ ـ ح : تكون صدقة فألقيها ولا آكلها .

٩٥ — ح : والله لأن يلج .

٩٦ — ح : واستحياهما فليستهما عليها * « فاستحياهما »كذا بالأصل الدمشقى، لعلها « فاستحياها » أى فاستحيا اليمين .

٩٧ — ح : شاة مصراة ـ إما يرضى .

٩٨ — ح : الشيخ على حب . فى الجامع الصغير « الشيخ يضعف جسمه وقلبه شاب »

٩٩ — ح : لايمشين احدكم ـ لعل الشيطان ينزع فى يده .

١٠١ — ح : رسول الله صلعم فى سبيل .

١٠٢ — ح : كتب على ابن آدم ـ أدرك لامحالة فالعين ـ النظر ويصدقها ـ زنيته النطق والتمنى ـ يصدق ماثم ويكذب .

١٠٤ — ح : إذا ما قام أحدكم .

١٠٥ — ح : الملائكة رب .

١٠٦ — ح : له ذلك وشتمنى ولم يكن له ذلك تكذيبه إياى ان يقول فلن يعيدنا ـ الصمد الذى . فى البخارى « لن يعيدنى كما بدأنى » .

Marfat.com

١٠٧ — ح : من الحر :

١٠٨ — ح : لا يقبل الله صلاة .

١٠٩ — ح : تمشون عليكم ـ فصلوا و ما فاتكم فاقضوا .

١١٠ — ح : قالوا : كيف .

١١١ — ح : لا يخطب احدكم على .

١١٢ — ح : زاد فى آخر الحديث بعد كلمة « واحد » ما يأتى : « حدثنا عبدالله قال سمعت ابى (اى ابن حنبل) يقول : قلت لعبدالرزاق : يا ابا بكر ، افضل ! يعنى هذا الحديث . كأنه اعجبه حسن هذا الحديث و جودته . قال : نعم . » .

١١٣ — ح : لم يسم خضرا إلا أنه جلس ـ خضراء والفروة الحشيش الأبيض وما يشبهه قال عبدالله : هذا التفسير من عبدالرزاق .

١١٤ — ح : حذف كلمة « يعنى ازاره » و حذف د كلمة « يعنى » .

١١٥ — ح : حبة فى شعرة .

١١٧ — ح : قال لا يقل ـ إنى انا الدهر .

١١٨ — ح : للمملوك ان يتوفى بحسن عبادةالله و صحابة سيده ـ كلمة « نعماله » مرة واحدة .

١١٩ — ح : من الصلاة ـ مناجلله .

١٢٠ — ح : الغيت على نفسك ـ و حذف كلمة « يعنى يوم الجمعة » .

١٢١ — ح : فايكم ماترك ـ فأنا وليه ـ فليرث ماله عصبته .

١٢٢ — ح : و ارحمنى ـ و ارزقنى ليعزم .

١٢٣ — ح : بها ولم يبن ولا أحد قد بنى بنيانا ـ ولا احد قد اشترى ـ ينتظر اولادها ـ من القرية حين صلاة ـ ان تطعم فقال ـ قبيلك فبايعته قال : فلصق بيد رجلين ـ فاكلته قال ـ ذلك لأن الله عزوجل * ب ، ح : يدرجل بيدة قال ـ ثلاثة بيده قال . وفى المسلم : « فدنا من القرية ....فأكلته »

Marfat.com

١٢٤ — ح : الناس قال . فاتانى - يدى ليرفه حتى نزع ذنوبا اوذنو بين وفى نزعه ضعف قال : فاتانى ابن الخطاب والله يغفر له فأخذها فلم ينزع رجل حتى تولى الناس * ب ، ح : ابوبكر الصديق . فى البخارى ومسلم « اريت » بدل « رايت » وفى مسلم « ليروحنى » بدل « ليريحنى »

١٢٥ — ح : خوز وكرمان * ب : حمر الوجه فطس الانف .

١٢٦ — رقمه فى ح بعد ١٢٧ .

١٢٧ — رقمه فى ح بعد ١٢٥ - ح : اقواما نعالهم .

١٢٨ — ح : الشان مسلمهم — (هو حذف كلمة « أراه يعنى الامارة ») .
ب : كافر تبع لكافرهم .

١٣١ — ح : ما كانت الصلاة وهى تحبسه لايمنعه إلا انتظارها .

١٣٣ — ب ، ح : أنا اولى بعيسى .

١٣٤ — ح : إذا أوتيت بخزائن . وكذلك فى البخارى .

١٣٥ — ح : ليس واحد بمنجيه .

١٣٦ — ح : وقال نهى عن بيعتين - ونهى عن اللمس والنجش .

١٣٧ — ح : وقال العجماء - والمعدن جبار وفى الركاز الخمس .

١٣٨ — رقمه فى ح بعد ١٠٢ و قبل ١٠٣ - ح : فأقمتم فيها فسهمكم فيها وأيما قرية .

—:o:—

Marfat.com

مخطوطۂ دمشق اور مخطوطۂ برلین

کی

سماعتیں

Marfat.com

مخطوطۂ دمشق کی سماعتیں

(۱) کتاب کے سرورق پر لکھا ہے:

(نوٹ: ذیل میں جو خط فاصل ہیں وہ اصل کتاب کی سطریں ظاہر کرتے ہیں)

ا۔ "صحیفۂ ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ، معمر ان سے روایت کرتے ہیں/ ان سے عبدالرزاق روایت کرتے ہیں، ان سے احمد بن یوسف/ سُلمی روایت کرتے ہیں، ان سے ابو بکر قطّان روایت کرتے ہیں، / ان سے امام ابو عبداللہ بن مندہ روایت کرتے ہیں، ان کے بیٹے / عبدالوہاب ان سے روایت کرتے ہیں، ان سے شیخ ابو الخیر محمد بن / احمد مقدر روایت کرتے ہیں، ان سے شیخ اجل اور یکتا امام حافظ تاج الدین بہاء الاسلام بدیع الزماں/ ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن بن محمد مسعودی روایت کرتے ہیں/ اللہ ان کو اچھا رکھے اور ان تمام سے راضی رہے اور قیامت کے دن تک بے حساب سلامتی بھیجے۔"

ب۔ اس عبارت کے نیچے لکھا ہے:

"اس کتاب کے مالک عبدالرحیم بن حمدان بن برکات نے سماعت کی، اللہ ہی کے لئے منت اور تعریف ہے"

ج۔ اور اس کے نیچے یہ لکھا ہے:

"نجم الدین ابو الحسن بن ہلال نے، اللہ اس کو ثواب عطا کرے/ تمام مسلمانوں پر [اس کتاب] کو اس شرط سے وقف کیا کہ کسی کو عاریت نہ دی جائے مگر ...... اس کی قیمت" (ایک لفظ مٹ گیا ہے)

(۲) کتاب کے آخر میں، ورق ۹/ب کے حاشیہ پر ابو القاسم ابن عساکر، مؤلف "تاریخ دمشق" کی سماعت ہے، اور وہ تین طویل سطروں میں اور چند چھوٹی سطروں میں ہے، یہ مغربی رسم الخط میں لکھا گیا ہے چنانچہ ف کا نقطہ حرف کے نیچے دیا گیا ہے اور ق کو صرف ایک نقطہ حرف کے اوپر دیا گیا ہے اور "قاسم" اور "خالد" کا نام بغیر الف کے لکھا گیا ہے اور یہ اس کی عبارت ہے:

"(میں نے) اس کو/ حافظ ابو القسم علی بن ہبۃ اللہ اور شیخ ابو علی حسین بن علی بن حسن بن عمر بن علی/ بطلیوسی سے سنا، ان دونوں نے زاہر سے، انہوں نے ابو بکر محمد بن القسم الصفار، اور احمد بن علی بن عبداللہ بن خلد، اور ابو الحسن/ علی بن احمد بن محمد المباحی (؟ الغافقی) سے سنا"، حافظ ابو القسم نے اس قدر عبارت کا اضافہ کیا ہے "اور میں نے بھی ابو الفضل محمد بن اسمٰعیل بن فضیل فضیلی سے انہوں نے ابو سہیل/ عبدالرحمن بن محمد کرابیسی سے سنا اور ان تمام نے ابو طاہر محمد/ بن محمد بن کثیر

Marfat.com

سماعات فى مخطوطة دمشق

(١) كتب على لوح الكتاب ما يلى (و الخط الفاصل يدل على السطر فى الأصل) :

أ ـ « صحيفة همام بن منبه رحمه الله رواية معمر عنه ، / رواية عبدالرزاق عنه ، رواية احمد بن يوسف / السلمى عنه ، رواية ابى بكر القطان عنه ، رواية/ الامام أبى عبدالله بن منده عنه ، رواية ابنه / عبدالوهاب عنه ، رواية الشيخ ابى الخير محمدبن /أحمد المقدر عنه ، رواية الشيخ الإمام الأجل/ الأوحد الحافظ تاج الدين بهاء الاسلام بديع الزمان / ابى عبدالله محمد بن عبدالرحمن بن محمد المسعودى عنه / اصلحه الله ورضى عنهم أجمعين وسلم تسليما كثيرا ، الى يوم الدين » .

ب ـ وتحته : « سماع مالكه عبدالرحيم بن حمدان بن بركات ولله الحمد والمنة » .

ج ـ وتحته : « وقف نجم الدين ابو الحسن بن هلال اثابه الله ، / لله على جميع المسلمين بشرط أن لا يعار لأحد منهم إلا ...... قيمته » .

(٢) وفى آخر الكتاب ، على هامش الورقة ٩ / ب ، سماع من ابى القاسم ابن عساكر ، صاحب « تاريخ دمشق » ، وهو فى ثلاثة أسطر طوال وخمسة عشر قصار ، بخط مغربى فنقطة الفاء تحت الحرف و لقاف لها نقطة واحدة فوق الحرف ، و قد كتب اسم « القاسم » و « خالد » بدون ألف . وهذا نصه : « [سمـ]عها من الحافظ ابى القاسم على بن الحسن بن هبةالله، ومن الشيخ أبى على الحسين بن على بن الحسن بن عمر بن على / انبطليوسى ، كليهما عن زاهر ، عن أبى بكر محمد بن القسم الصفار ، و أحمد بن على بن عبدالله بن خلد ، و أبى الحسن ، على بن احمد بن محمد المامعى(؟ الغافقى) وزاد الحافظ أبو القسم : وأنا أيضا أبو الفضل محمد بن اسمعيل بن الفضل الفضيلى / عن أبى سهل / عبدالرحمن بن محمد / المالينى ، كلهم / عن ابى طاهر محمد / بن محمد

Marfat.com

ابن كثير / عن ابى بكر محمد / بن الحسين القطان / بسنده محمد بن / هبة الله الشيرازى / و ابو البركات / الحسن ، و أخوه ، أحمد ابنا محمد / بن الحسن و آخرون / فى شوال سنة تسع و خمسين و خمسمائة » .

(٣) و فى اواخر عين الورقة سماع فى ثلاثة أسطر و قد انمحى بعض الكلمات و هذ نصه: « سمعها من أبى عبدالله محمد بن عبدالرحمن المسعودى بقراءته جماعة ، أبو محمد بن ابى بكر بن احمد البلخى ، و ذلك يوم الإثنين / السادس من ربيع الآخر . سنة خمس و سبعين و خمسمائه ، و ا و الفـ ج نصر (؟) والمظفر بن أبى الفنون العتابى ، و ا و الطاهر / اسمعيل بن ظافر بن عبدالله العقيلى ، و نبأ ن مكارم بن حجاج الحنفى ، و ابو محمد بن عبدالمحسن بن ابراهيم الزجاج » .

(٤) وفى الورقة . ١ / الف سماع يحتوى على الصفحة بتمامها فى (٢٤) سطرا ، ما نصه : « بلغ السماع لجميع هذه الصحيفة وهى صحيفة همام بن منبه على الشيخ الفقيه الامام العالم تاج الدين بهاء المسلمين يد[يع الزمان] / ابى عبدالله محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن ابى الحسن لمسعودى البندهى الخراسانى احسن الله عاقبة امره قراءته علينا من اصل [.] / المقول منه فى المدرسة الناصرية الصلاحية خلدالله ملك واقفها بثغر دمياط حماه الله تعالى ، الأمراء والسادة الفق[اء] / عمادالدين ابو الطاهر اسمعيل بن الأمير ظهير الدين ابو (كذا) اسحق بن الأمير ناصر الدولة متولى حرب الثغر المذكور يومئذ وا [....] / الأمير جمال الدين ابو الفضل موسى والفقيه الأجل الامام العالم فخر الدين ابوبكر بن موصلى بن مام بن حرب المارانى [....] / مدرس المدرسة المذكورة بالثغر و القاضى الأعز ابو محمد عبد السلم بن جماعة بن عثمان التنيسى ، و لمعتمد [ ] / عبدالغنى بن اسمعيل بن ابراهيم ، و ولده ابو المنتصر عبد لعزيز ، والفلس (؟) او على الحسن بن القاضى جلال الدولة بى البركات عب[يد ......] / بن أحمد ، و ولده أو الفضل محمد ، وأخوه المخلص ابو محمد عبد لعزيز والفقيه ابو محمد عبدالباقى بن جعفر التنيسى وأبو [....] / ناصر بن صمصام بن

Marfat.com

سے انھوں نے ابوبکر محمد بن حسین قطان سے سنا / اور ان کی سند سے محمد بن / ہبۃ اللہ شیرازی / اور ابوالبرکات / حسن، اور ان کے بھائی / احمد بن محمد بن حسن اور دوسرے لوگوں نے سنا / شوال ۵۹۵ھ میں

(۳) اسی ورق کے آخر میں تین سطروں میں ایک اور سماعت ہے اور بعض کلمے مٹ گئے ہیں اور یہ اس کی عبارت ہے:

"ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن مسعودی کی قراءت ہے جو ایک جماعت کے سامنے ہوئی ابو محمد بن ابی بکر بن احمد لمخی نے اس کو سنا، اور یہ (جماعت) دوشنبہ کے دن / ۶ ربیع الآخر ۵۸۵ھ کو (ہوئی) اور ابوالفرج نصر ؟ اور مظفر بن ابی الفنون قنابی اور ابو طاہر / اسمٰعیل بن ظافر بن عبداللہ عقیلی، اور بنا بن مکارم بن حجاج حنفی، اور ابو محمد بن عبدالمحسن بن ابراہیم زجاج (نے بھی اس کو سنا)"

(۴) اور ورق ۱۰/ الف پر بھی ایک سماعت لکھی ہے جو پورے صفحہ پر حاوی ہے اور ۲۴ سطریں ہیں، اور یہ عبارت درج ہے:

"اس پورے صفحہ کی سماعت کی گئی اور یہ صحیفہ، **صحیفۂ ہمام بن منبہ** ہے، شیخ فقیہ امام عالم تاج الدین بہاء المسلمین بد[یع الزماں] ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن ابوالحسن مسعودی بندلجی خراسانی نے، اللہ ان کے ہر کام کا انجام اچھا کرے اس اصل سے [.....] / انھوں نے نقل کرکے ہم کو پڑھ کر سنایا جو مدرسہ ناصریہ صلاحیہ میں ہے، اللہ اس مدرسہ کے وقف کرنے والے کے ملک کو ہمیشہ باقی رکھے جو دمیاط کی سرحد میں ہے اور اللہ اس کی حفاظت کرے / امراء اور سادات الفقہا[ء] عماد الدین ابو طاہر اسمٰعیل بن امیر ظہیر الدین ابو اسحٰق بن امیر ناصر الدولہ مذکورہ سرحدی جنگ کے نگران کار آج کے دن اور [.....] / امیر جمال الدین ابوالفضل موسیٰ اور فقیہ اجل امام العالم فخر الدین ابوبکر بن موصلی بن تامر بن حرب المبارالی [.....] / مذکورہ سرحد کے مدرسے کے مدرس اور بہت زیادہ قابل عزت قاضی ابو محمد عبدالسلام بن حماعہ بن عثمان، اور عثمان تنیسی کے فرزند، اور معتمد [. . . .] / عبدالغنی بن اسمٰعیل بن ابراہیم، اور ان کے فرزند ابوالمنتصر عبدالعزیز اور ملس (؟) ابو علی حسن بن قاضی کجلال الدولہ ابوالبرکات عبد[الحمید...] / بن احمد، اور ان کے فرزند ابوالفضل محمد، اور ان کے خاص بھائی ابو محمد عبدالعزیز، اور فقیہ ابو محمد عبدالباقی بن جعفر تنیسی اور ابو [...] / ناصر بن صمصام بن

Marfat.com

سباغ موہوب، اور ابوالحسن علی بن معالی بن علی دماطی [؟ دمیاطی] ، اور فقیہ خطیب ابوالقسم عبدالرحمٰن بن [.....] بن عبدالرحمٰن دمیاطی ، اور امیر الملک ابوالبرکات عبدالرحمٰن محمد بن طلحہ دمیاطی ، اور عفیف ابوالفضل محمد بن قاضی [.....] ابوالبرکات محمد بن سلیم ، اور عبدالواحد بن اسمٰعیل بن ظافر دمیاطی ، اور عبداللہ بن ابی الحسن بن علی بن ابو رجا ، اور [القاضی] ابو علی حسن بن قسم بن عتیق [؟] تنیسی ، اور عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالوہاب دمیاطی ، اور صفی الدین ابوالفتح [نصر الدین] منظر بن جلال الرحبی ، اور فتح الدین عمر بن تمیم بن احمد تمیمی ، اوران کے دو بیٹے محمد و عبدالرحمٰن اور ابوالفتح محمد بن عبد [.....] بن احمد اور خلص ابو محمد عبداللہ بن قاضی ضیاء الدین ابی القسم ہبۃ اللہ بن احمد ، اور عبدالوہاب بن محمد بن عبد [.....] اور ابوالفضل طلحہ بن قاضی نفیس ابوالمعالی محمد بن خدیفہ دمیاطی اور رضی ابوالفضل رضوان بن سلمہ مصری اور [.....] بن عبداللہ ناصر ، اور ابوالمحرم مکی بن ابو نصر فتح بن رافع مصری ، اور ابوالفضل مرتضا بن ابی الحسن محمد بن علی ار [.....] تنیسی مالکی ، اور عبدالغنی بن عبدالرحمٰن بن صدقہ حلبی دمیاطی ، اور ابوالمنصور اور ابوالحسین قاضی [.....] کے فرزند صالح بن ابی کثیر اور ناصر بن سالم بن ناصر ، اور کریم بن علی ، اور منصور بن علی بن حجاج (دمیاطی) اور ابوالحرم مکی [بن .....] بن الحلاوی السرار المقری ، اور ابو عمران موسیٰ بن محمد بن محمد دربندی ، اور ابوالحسن علی بن احمد بن طاہر المؤ [ذن] اور ان کے دو لڑکے محمد اور عبدالوہاب ، اور مؤذن مذکور کے بھائی ، اور فقیہ نجیب ابومنصور فتح بن محمد بن علی بن خلف شافعی [...] اور ان کے دو لڑکے محمد اور عبداللہ اور مسعود فقیہہ مدرس مذکورہ بالا کے مملوک ، اس سماعت کا کاتب اور اس جزء کا مالک عبد [الفقیر] عبدالرحیم بن حمران بن برکات شافعی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور یہ ۲۹ ذی قعدہ سنہ سا [ت اور ستر] اور پانچ سو (۵۷۶ھ) میں لکھا گیا ، اور ان تمام طلبہ کے لئے یہ قرارت سماعت صحیح ہے ۔ والحمد للّٰہ وحدہ وصلوٰتہ علیٰ محمد وآلہ وسلامہ (تمام تعریف خدائے واحد کے لئے سزاوار ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر اس کی رحمت اور سلامتی ہو ۔) اس میں محمد بن ..... (؟) سے الحاق ہے ۔"

اور اس کے نیچے ایک لکیر ہے اور لکیر کے نیچے یہ لکھا ہے :

"مجھ سے ان کی سماعت کی صحت ہوئی اور اس کو محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد مسعودی نے لکھا ۔ وللّٰہ الحمد ۔"

Marfat.com

سماع المؤدب، وأبو الحسن علي بن معالى بن على الدماطى [؟ الدمياطى]، والفقيه الخطيب ابو القاسم عبد الرحمن بن [...]/ بن عبدالرحمن الدمياطى ، وأمير الملك ابو البركات عبد الرحمن محمد بن طلحة الدمياطى ، والعفيف ابو الفضل محمد بن القاضى ا[...] / ابو البركات محمد بن سليم ، و عبد الواحد بن اسمعيل بن ظافر الدمياطى ، و عبد الله بن ابى الحسن بن على أبى الرجا ، وال[قاضى]/ ابو على الحسن بن القسم بن عتيق (؟) التنيسى ، و عبد الرحمن بن احمد بن عبد الوهاب الدمياطى ، وصفى الدين ابو الفتح نص[ر بن] / مظفر بن الجلال الرحبى ، وفتح الدين عمر بن تميم بن احمد التميمى ، و ولداه محمد و عبدالرحمن ، وابو الفتح محمد بن عبدا[...]/ بن أحمد والخلص ابو محمد عبد الله ابن القاضى ضياء الدين ابى القسم هبة الله بن احمد ، و عبد الوهاب بن محمد بن عبدا[...] / وابو الفضل طلحة بن القاضى النفيس ابى المعالى محمد بن حذيفة الدمياطى ، والرضى ابو الفضل رضوان بن سلمة المصرى و[....]/ بن عبدالله الناصر ، وأبو المحرم مكى بن أبى نصر فتح بن رافع المصرى ، وابو الفضل مرتضا بن ابى الحسين محمد بن على ال[...]/ التنيسى المالكى ، و عبد الغنى بن عبد الرحمن بن صدقة الحلبى الدمياطى ، وابو المنصور و ابو الحسين ولدا القاضى [...]/ صالح بن أبى كثير ، وناصر بن سالم بن ناصر ، ونصر بن كريم بن على ، و منصور بن على بن حجاج الدمياطيون وابو الحرم مكى [بن ...] بن الحلاوى البرار المقرى ، وابو عمران موسى بن محمد بن محمد الدربندى ، وابو الحسن على بن احمد بن طاهر المؤ[ذن] ،/ و ولداه محمد و عبد الوهاب ، وأخو المؤذن المذكور ، والفقيه النجيب ابو منصور فتح بن محمد بن على بن خلف الشافعى /[....] / و ولداه محمد و عبدالله ، ومسعود مملوك الفقيه المدرس المقدم ذكره . وكاتب هذا السماع مالك الجزء العبد الف[قير] / عبدالرحيم بن حمدان بن بركات الشافعى حامدا لله تعالى . و ذلك فى السادس والعشرين من ذى القعدة سنة سب[ع وسبعين] / و خمسمائة . و صح لجميعهم ذلك . والحمدلله وحده وصلواته على محمد و آله و سلامه . فيه ملحق من محمد بن ....(؟)» . وتحته خط عارض . و تحت الخط : « صح سماعهم منى . وكتبه محمد بن عبدالرحمن بن محمد المسعودى ولله الحمد ».

(٥) و على الورقة ١٠/ب سماعات . اولها : « سمع جميع هذا الجزء من أوله الى آخره على الشيخة الصالحة الصينة أم الفضل كريمة بنت الشيخ الأمين / نجم الدين عبدالوهاب بن على بن الخضر القرشية الزبيرية الأسدية صان الله قدرها باجازتها / من الشيخ الأصيل أبى الخير محمد بن الباعنان (؟) عن الإمام [ا] بن منده بقراءة الإمام العالم الفاضل / جمال الدين أبى العباس احمد بن ابى الفضائل ابن ابى المجد الدخميسى نفعه الله ، عمر بن محمد بن منصور / الأمينى . و هذا خطه عفا الله عنه . وصح و ثبت يوم الثلثاء سابع عشر شهر ربيع الأول سنه / ثلاث و عشرين و ستمائة بمنزلها عمر بطول بقائها من درب المسك بدمشق . والحمدلله حق حمده » .

(٦) وتحته بخط أندلسى على يد البرزالى الإشبيلى : « سمع جميع هذه الصحيفة على الشيخ الأجل المقرئ ابى عبدالله محمد بن ابى / بكر بن محمد البلخى لسماعه فيه صاحبها السيد الأجل العالم النبيه المتقن / ثقة المحدثين كمال الدين ابو العباس احمد بن ابى الفضائل بن ابى المجد بن الدخميسى وفقه الله وإياى / و الفقهاء نجيب الدين أبو الفتح نصرالله بن ابى العز بن ابى طالب الصفار ، و ابو محمد عبدالواحد / بن عبدالسيد بن ابى البركات الصقلى ، وإبراهيم بن عبدالله ابن [؟ عثمان ، غسان] المازوى المغربى ، / و محمد بن يوسف بن محمد البرزالى الإشبيلى بقراءته و هذا خطه يوم الأربعاء الثالث عشر من / شهر جمادى الآخرة سنه ثلاث و عشرين و ستمائة بزاوية بن عروة من جامع / دمشق حماها الله و الحمد لله وحده و صلاته على نبيه محمد و سلامه » .

(٧) و تحته سماع نصه : « سمع جميع هذه الصحيفة على الحافظ ابى محمد عبدالقادر بن عبدالله الرهاوى نحو (؟ بحق) سماعه / من أبى الفرج مسعود ابن الحسن الصبغى عن عبدالوهاب بن محمد بن يحيى بن منده عن أبيه محمد / بقراءة اسمعيل بن ظفر النابلسى ، يحيى بن [أ]بى منصور بن [أ]بى الفتح الصير فى فى آخرين / منهم مثبت الأسماء ابو منصور بن [أ]بى الفضل ابن [أ]بى محمد البغدادى و ذلك فى شهر ربيع الأول سنة تسع و ستمائة نقله من

(۵) ورق ۱۰/ب پر بھی سماعتیں درج ہیں سب سے پہلے یہ سماعت ہے:

"یہ پورا جزء شروع سے آخر تک شیخہ صالحہ پاک باز خاتون ام الفضل کریمہ بنت شیخ امین نجم الدین عبدالوہاب بن علی بن خضر قرشیہ زبیریہ اسدیہ صان اللہ قدرہا پران کی اس اجازت سے سنا گیا جو شیخ اجل ابوالخیر محمد بن الباغبان (؟ اسے ہے وہ امام [ا] بن مندہ سے امام عالم فاضل جمال الدین ابوالعباس احمد بن ابوالفضائل بن ابوالمجد دحیمی نفعہ اللہ، عمر بن محمد بن منصور/ امینی کے پڑھنے سے روایت کرتے ہیں اور یہ ان کا خط ہے۔ عفا اللہ عنہ۔ اور بروز سہ شنبہ ۱۷ ماہ ربیع الاول سنہ ۶۲۳ ام الفضل کریمہ کے گھر میں صحت کی گئی اور اجازت ثبت ہوئی۔ اللہ انکے گھر کو جو دمشق میں درب المسک میں ہے ان کے وجود سے بہت دن آباد رکھے والحمد للہ حق حمدہ۔"

(۶) اور اس کے نیچے اندلسی خط میں شیخ برزانی اشبیلی کے ہاتھ سے یہ لکھا ہوا ہے:

"یہ پورا صحیفہ شیخ اجل مقری ابوعبداللہ بن ابی/ بکر بن محمد بلخی پر پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں اس کے مالک سید اجل عالم متنبہ متقن/ ثقۃ المحدثین کمال الدین ابوالعباس احمد بن ابی الفضائل بن ابی المجد بن دحیمی، اللہ انھیں اور مجھے توفیق دے کی/ سماعت ہے۔ اور فقیہا نجیب الدین ابوالفتح نصر اللہ بن ابی العز بن ابی طالب الصفار، اور ابو محمد عبدالواحد/ ابن عبدالسید بن ابی البرکات صقلی، اور ابراہیم بن عبداللہ بن [؟ عثمان، غسان] مازوی مغربی/ اور محمد بن یوسف بن محمد برزالی اشبیلی کی قرأت ہے اور ان کا یہ خط چہار شنبے کے دن ۱۳/ ماہ جمادی الآخر سنہ ۶۲۳ کا ہے جامع/ دمشق میں ابن عروہ کے زاویے میں لکھا گیا، اللہ اس شہر کی حفاظت کرے۔

والحمد للہ وحدہ وصلاتہ علی نبیہ محمد وسلامہ۔ (خدائے واحدہ کے لئے تمام تعریف سزاوار ہے اور اس کی رحمت اور سلام اس کے نبی محمد پر ہو)۔

(۷) اور اس کے نیچے ایک سماعت ہے، اور اس کی عبارت یہ ہے:

"یہ صحیفہ حافظ ابو محمد عبدالقادر بن عبداللہ رہاوی پر پڑھ کر سنایا گیا، ابوالفرج مسعود بن حسن صیفی کی سماعت کے مانند (؟ یا کما حقہ سماعت)، وہ عبدالوہاب بن محمد بن یحییٰ بن مندہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ محمد سے/ اسمٰعیل بن ظفر نابلسی، یحییٰ بن [أ] بی منصور بن [أ] بی الفتح صیرفی کی قرأت ہے، ان کے علاوہ دیگر لوگوں میں ابومنصور بن [أ] بی الفضل بن [أ] بی محمد بغدادی ہے جس نے یہ نام درج کئے ہیں اور یہ ماہ ربیع الاول ۶۰۹ھ میں لکھا گیا۔

اس کو مختصر طور پر اپنے خط سے علی بن محمد بن عمر بن ہلال الازدی (؟) الازوی (؟) نے نقل کیا۔" شاید سنہ ۶۲۹ یا اس کے بعد سنہ ۶۶۹ تک کی کوئی تاریخ مراد ہے کیونکہ یہ سماعت سنہ ۶۲۳ میں برزالی کی سماعت کے بعد ہے بس سنہ ۶۰۹ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اصل عبارت میں ہے اور اس کے بعد جو سماعت ہوئی ہے سنہ ۶۰۶ میں انھیں شیخ راوی سے ہوئی ہے۔

(۸) اور اس کے نیچے ایک سماعت ہے اور وہ آخری سماعت ہے، اس کی عبارت یہ ہے:

"میں نے اس تمام جزء کو شیخ امام عالم عامل مفتی مسلمانان ابوزکریا یحیٰی بن / ابی منصور بن ابی الفتح صیرفی جراز کو ابو محمد راوی کی اصل سماعت ان کی سند سے پیش کرتے ہوئے پڑھ کر سنایا / پس مجھ کو ان کے دوست صدر جلیل نجم الدین ابو الحسن علی بن عماد الدین محمد بن عمر بن ہلال / ازدی نے پڑھتے ہوئے سنا، اور عماد الدین عبد المحسن بن محمد بن احمد بن ہبۃ اللہ بن ابی جرادا (؟) اور عبد الرحمن / اور محمد جو دونوں عماد الدین محمد بن عبد الغفار بن عبد الخالق انصاری کے بیٹے ہیں، اور محمد بن شیخ ابراہیم بن / محمد قرمشک (؟) اور جلال الدین ابراہیم بن اسمٰعیل بن مبارک حلبی اور دوسرے لوگوں نے اصل / سے سنا۔ دوشنبہ کی رات ۹ ذی حجہ سنہ ۶۹۰ کو تصحیح کی گئی اور ثابت ہو گئی اور / عبد الرحمن بن خمیس (؟) بن یحیٰی بن محمد القرشی، اللہ ان کے گناہوں کو معاف کرے، اللہ کی حمد کرتے ہوئے اور درود بھیجتے ہوئے لکھا۔"

اور اس کے ساتھ مخطوطہ ختم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

خطه مختصرا على بن محمد بن عمر بن هلال الأزدى (؟) الأزوى (؟)» - لعل المراد سنه ٦٢٩ أو بعدها الى ٦٦٩ فان هذا السماع بعد سماع البرزالى من سنه ٦٢٣، فلايكون من ٦٠٩ كما فى النص. والسماع التالى من ٦٧٠ من نفس الشيخ الرهاوى.

(٨) وتحته سماع وهو آخر السماعات، مانصه: «قرأت جميع هذا الجزء على الشيخ الامام العالم العامل مفتى المسلمين أبى زكريا يحيى بن / ابى منصور ابن أبى الفتح الصيرفى الحراز، عرضا بأصل سماعه من ابى محمد الرهاوى بسنده / فسمعنى صاحبه الصدر الجليل نجم الدين أبو الحسن على بن عماد الدين محمد بن عمر ابن هلال / الأزدى، وعماد الدين عبدالمحسن بن محمد بن احمد بن هبة الله بن ابى جرادا (؟)، وعبدالرحمن / ومحمد ابنا عماد الدين محمد بن عبدالغفار بن عبدالخالق الأنصارى، ومحمد بن الشيخ ابراهيم بن / محمد لقرمشك (؟) وجلال الدين ابراهيم بن اسمعيل بن مبارك الحلبى وآخرون على الأصل. وصح وثبت عشية يوم الاثنين سادس ذى حجة سبعين وستمائة وكتب عبدالرحمن بن خميس (؟) بن يحيى بن محمد القرشى عفا الله عنه حامدالله ومصليا».

وبه تمت المخطوطة

—:—:—

Marfat.com

مخطوطة برلين

نقل كاتب نسخه برلين ما وجد فى آخر المنقول منه . و هو كما يلى «صورة السماع :

«الحمد لله قرأت جميع هذه الصحيفه على جدى شيخ الاسلام الخطيب الجمال ابى محمد عبدالله بن جماعه أدام الله رفعته ، واجيز به عن العلامه ابى اسحاق ابراهيم بن احمد عبدالواحد الشافعى ، إجازة عن القاسم بن محمود بن مظفر بن عساكر ، و ابى نصر محمد بن محمد بن محمد ابن هبة الله بن حميل (؟ جهبل) إجارة قال : انا ابو الوفا محمود بن ابراهيم ابن منده إجازة إن لم يكن سماعا ، انا أبو الفرج مسعود بن الحسن الثقفى كذلك ، انا ابو عمرو عبدالوهاب ابن منده بسنده أول الجزء ، فسمعه سيدى والدى الخطيب الاءمامى العالم ابو اسحق ابراهيم بن المسمع ، واخواه شرف الدين موسى و بدرالدين محمد ، والأخوان : العلاءه نجم الدين محمد و محب الدين احمد ، و الفضلاء : زين الدين عبدالكريم بن ابى الوفا ، وشمس الدين محمد بن الجمال يوسف بن الصفى ، و زين الدين عبدالرحمن بن احمد بن غازى ، وعلاءالدين على بن خليل بن باقيس ، وبرهان الدين ابراهيم بن القاضى تاج الدين عبدالوهاب بن قاضى الصلت ، وغرس الدين خليلى بن القاضى شهاب الدين احمد بن قطيبا ، وعلى بن الحسن بن الوزان . والمسمع اجازهم لافظا وصح ذلك و ثبت نهار الأحد خامس عشر من ربيع الأول من سنه ٨٥٦ ، قاله و كتبه اسمعيل بن جماعه حامدا مصليا مسلما محبلا . وتحته بخط اغلظ منه ماصورته : صحيح ذلك كتبه عبدالله بن جماعه غفر الله له»

Marfat.com

مخطوطۂ برلین کی سماعتیں

نسخۂ برلین کے آخر میں اس کے کاتب کی عبارت اس طرح درج ہے:

"سماعت کی صورت:

"الحمد للہ میں نے اس تمام صحیفے کو میرے دادا شیخ الاسلام خطیبی جمال ابو محمد عبداللہ بن جماعہ کو پڑھ کر سنایا، اللہ ان کی رفعت کو ہمیشہ قائم رکھے اور علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد شافعی سے اس کی اجازت حاصل کی گئی، ان کو قاسم بن محمود بن مظفر بن عساکر اور ابو نصر محمد بن محمد بن محمد ہبۃ اللہ بن جمیل (؟ جمبل) ایک کی اجازت حاصل ہے، انھوں نے کہا: ہم کو ابو الوفا محمود بن ابراہیم بن مندہ نے اجازت ہونے کی خبر دی اگرچہ کہ سماعت نہ کی ہو، ابو الفرج مسعود بن حسن تقفی نے اسی طرح ہم کو خبر دی، ابو عمرو عبدالوہاب بن مندہ نے ہم کو ان کی سند سے جو کتاب کے شروع میں ہے خبر دی، پھر ان سے میرے سردار میرے والد خطیبی امامی عالم ابو اسحاق ابراہیم بن مسمع، اور ان کے دو بھائی: شرف الدین موسیٰ و بدرالدین محمد اور دوست: علامہ نجم الدین محمد و محب الدین احمد، اور فضلاء: زین الدین عبدالکریم بن ابی الوفاء، اور شمس الدین محمد بن جمال یوسف بن صفی، اور زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن نمازی، اور علاء الدین علی بن خلیل یا قیس، اور برہان الدین ابراہیم بن قاضی تاج الدین عبدالوہاب بن قاضی صلت، اور شرس الدین خلیل بن قاضی شہاب الدین احمد بن قطلبا، اور علی بن حسن بن زوران نے سنا، اور سننے والے نے ان سب کو زبان سے اجازت دی، اس کی صحت اور ثبت (اجازت) یکشنبہ کی صبح ۱۵ ربیع الاول ۷۵۶ھ کو ہوئی، اسمٰعیل بن جماعہ نے اس کو [اللہ کی] حمد کرتے ہوئے اور [اس کے رسول پر] درود و سلام بھیجتے ہوئے اور حسبنا اللہ نعم الوکیل کہتے ہوئے کہا اور لکھا۔"

اور اس کے نیچے اس سے زیادہ موٹے خط سے لکھا ہوا ہے، جس کی عبارت یہ ہے:

"یہ صحیح ہے کہ اس کو عبداللہ بن جماعہ غفر اللہ لہٗ نے لکھا"

Marfat.com

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی دیگر کتابیں

اردو

(۱) عہد نبوی میں نظام حکمرانی ——— چار روپے آٹھ آنے

(۲) عہد نبوی کے میدان جنگ ——— ایک روپیہ آٹھ آنے

(۳) عہد نبوی کا نظام تعلیم ———

(۴) رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی ——— سات روپے

(۵) امام ابو حنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی ——— ایک روپیہ

(۶) اسلامی قانون اور نظریہ دستوری کا ارتقاء ——— ایک روپیہ چار آنے
(ڈی۔ بی۔ میکڈانلڈ کی کتاب کا انگریزی سے ترجمہ)

(۷) جدید قانون بین الممالک کا آغاز ۱۵ روپیے
(پروفیسر ای نیس کی کتاب کا راست فرانسیسی سے اردو ترجمہ)

(۸) قانون بین الممالک، اصول اور نظیریں ۳ روپیے

(۹) دستور اقوام متحدہ ——— ایک روپیہ آٹھ آنے

(۱۰) قانون شہادت ——— ایک روپیہ چار آنے

(۱۱) جاہلیت عرب کے معاشی نظام کا اثر ——— بارہ آنے

عربی

(۱۲) الوثائق السیاسیة فی العهد النبوی والخلافة الراشدة (مطبوعہ مصر) بارہ روپے۔

(۱۳) صحیفہ ہمام بن منبہ (مطبوعہ دمشق) ——— تین روپے آٹھ آنے

انگریزی

(۱۴) دی مسلم کانڈکٹ آف اسٹیٹ ——— بیس روپے

(۱۵) دی بیٹل فیلڈس آف دی پرافٹ محمدؐ (مطبوعہ انگلستان) ——— چار روپے

فرانسیسی

(۱۶) ودکیومان سیور لا دپلوماسی مسلمان (مطبوعہ پیرس، فرانس)

جرمن

(۱۷) "غیر جانبداری اسلامی قانون بین الممالک میں" (مطبوعہ برلن، جرمنی)

ملنے کے پتے:- ۱- الہدیٰ بک ایجنسی، متصل [illegible]، نظام شاہی روڈ، حیدرآباد دکن۔ ۲- حبیب کمپنی کتب منڈی حیدرآباد دکن
۳- مکتبہ نشاۃ ثانیہ، معظم جاہی مارکٹ۔ حیدرآباد دکن۔

Marfat.com

علم الحدیث

(از علامہ عبداللہ عمادی مرحوم)

جس میں تدوین حدیث، علم الحدیث کی تحقیق اور اس کے اصول و مبادی پر محققانہ اور سیر حاصل بحث ہے۔ احادیث کی ضرورت و اہمیت اور ان کے معیار تحقیق کو پیش کر کے منکرین و معترضین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دلائل کے ساتھ رد کر دیا گیا ہے۔ ایک مدت سے یہ لاجواب تالیف کمیاب بلکہ نایاب ہو گئی تھی اب آپ کی خدمت میں یہ جدید ایڈیشن پیش ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

(علم حدیث پر چند اور کتب)

کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
اردو:- (۱) موطا امام مالک رح مع عربی متن	مترجمہ علامہ وحید الزماں رح	بارہ روپے
(۲) صحیح بخاری مکمل اردو	علامہ میرزا حیرت دہلوی	چوبیس روپے۔
(۳) مشکوٰۃ شریف مکمل اردو	از امام ابو محمد حسین بغوی	سولہ روپے۔
(۴) بلوغ المرام مع عربی متن	از علامہ ابن حجر عسقلانی	آٹھ روپے۔
(۵) ترمذی شریف مکمل اردو	از امام ابو عیسیٰ محمد ترمذی	سولہ روپے۔
(۶) ترجمان السنہ	از مولانا بدر عالم حصہ اول	بارہ روپے
	" " دوم	گیارہ روپے۔
(۷) معارف الحدیث	از مولانا منظور نعمانی	تین روپے بارہ آنے
(۸) زادِ سفر	مترجمہ امۃ اللہ تسنیم	حصہ اول ۸؍ دوم ۱۲؍
(۹) سنتِ رسول	از ڈاکٹر شیخ مصطفےٰ حسین سباعی	دو روپے چار آنے
(۱۰) حدیث اور قرآن	از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	— بارہ آنے
(۱۱) فتنہ انکار حدیث کا منظر و پس منظر	افتخار احمد بلخی حصہ اول	چار روپے
	" " حصہ دوم	دو روپے آٹھ آنے
عربی: ۱- مسند ابی داؤد الطیالسی		چار روپے
۲- کنز العمال لعلی المتقی الہندی (جدید ایڈیشن)	جلد ۱ تا ۴	بارہ روپے
۳- مشکل الآثار لابی جعفر الطحاوی	جلد ۱ تا ۴	سولہ روپے
۴- السیر الحثیث فی تاریخ تدوین الحدیث	ڈاکٹر زبیر صدیقی ایم۔اے۔ پی ایچ ڈی	ایک روپیہ آٹھ آنے
انگریزی: ۱- صحیح البخاری	از محمد اسد لیوپولڈ جلد ۱ تا ۴	بیس روپے
۲- صحیفہ ہمام بن منبہ	مترجمہ پروفیسر محمد رحیم الدین	زیر طبع
۳- موطا امام مالک مع عربی متن	مترجمہ پروفیسر محمد رحیم الدین	زیر طبع

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ ہر قسم کی اسلامی کتب ملنے کا پتہ

مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکیٹ۔ حیدرآباد (دکن)

Marfat.com

SAHIFA

Hammam-Bin-Munabbih

(15—101 H.)

(ONE OF THE EARLIEST COLLECTIONS OF THE TRADITIONS OF THE PROPHET)

ARABIC TEXT WITH URDU TRANSLATION

AND

EXPLANATORY INTRODUCTION

EDITED BY

Dr. M. HAMIDULLAH, M. A., LL. B., D. Phil., D. Litt.

1956

ISLAMIC PUBLICATIONS SOCIETY

KACHIGUDA, HYDERABAD-DN. (INDIA)

Marfat.com